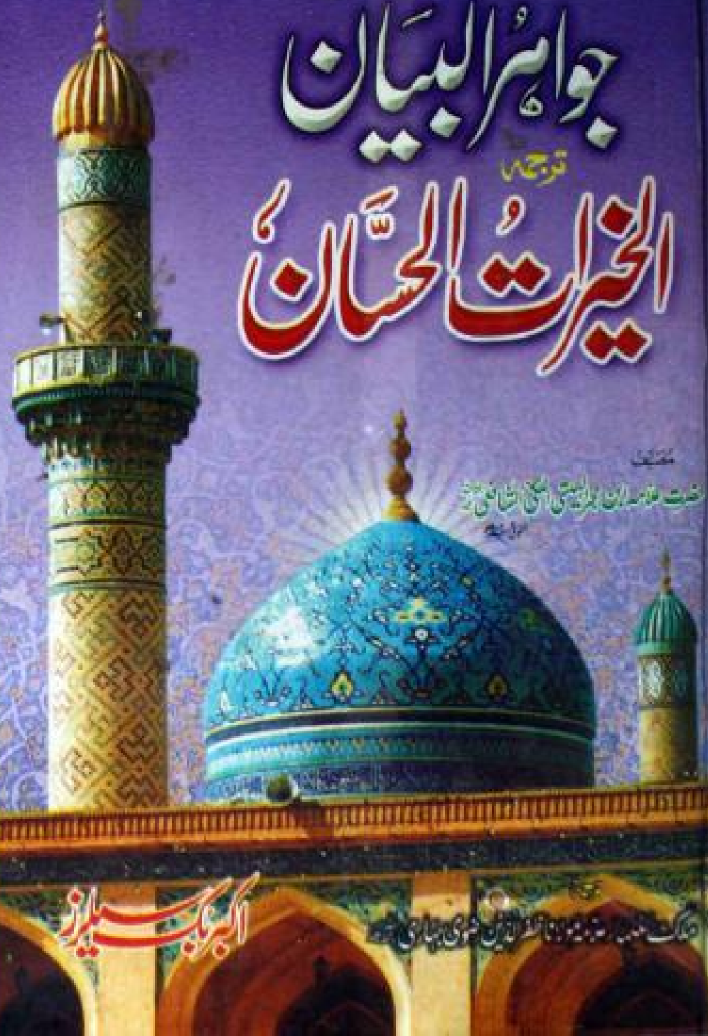
جناب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت و مناقب پر بہترین کتاب

جواہر البیان

ترجمہ

الخیرات الحسان



اکبر بک سیلرز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت ومناقب پر بہترین کتاب

جواہر البیان

ترجمہ

الخیرات الحسان

تصنیف لطیف

حضرت علامہ ابو العباس شہاب الدین احمد
بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ھ

ترجمہ

ملک العلماء علامہ مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اکبر بکسیلرز

زبیدہ سینٹر 40 اردو بازار لاہور

042-7352022 -- 0300-4477371

نام کتاب .... جواہر البیان ترجمہ الخیرات الحسان

تصنیف .... حضرت علامہ ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ھ

موضوع .... سوانح حیات حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ .... ملک العلماء علامہ مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح .... محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

صفحات 176

کمپوزنگ .... محمد نعمان

ناشر .... اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور

قیمت .... =/90 روپے

.... ملنے کا پتہ ....

- اکبر بک سیلرز زبیدہ سینٹر 40 اردو بازار لاہور
- اشرف بک ایجنسی اقبال روڈ راولپنڈی
- منہاج القرآن سیل سینٹر کچہری بازار سرگودھا
- ولی بک ڈپو اردو بازار راولپنڈی
- رضا بک ڈپو گجرات آباد
- والی کتاب گھر گوجرانوالہ

فہرست مضامین

✿✿✿

منقبت بحضور سرکار امام اعظم ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ

از قلم حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی سالک گجراتی دامت فیوضہم

☆☆☆

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابو حنیفہ
ہمارے ملجاء ہمارے ماویٰ، امام اعظم ابو حنیفہ

زمانہ بھر نے، زمانہ بھر میں، بہت تجسس کیا ولیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا، امام اعظم ابو حنیفہ

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایان دیں نے مانا، امام اعظم ابو حنیفہ

نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیب امت
سراج امت ملا جو تم سا، امام اعظم ابو حنیفہ

ہوا اولی الامر سے یہ ثابت کہ تیری طاعت اہم و واجب
خدا نے ہم کو کیا تمہارا، امام اعظم ابو حنیفہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا، امام اعظم ابو حنیفہ

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری و مسلم ابن ماجہ، امام اعظم ابو حنیفہ

کہ جتنے فقہا محدثیں ہیں تمہارے خرمن سے خوشہ چیں ہیں
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ، امام اعظم ابو حنیفہ

مراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ، امام اعظم ابو حنیفہ

خبر لے اے دستگیر امت، ہے سالک بے خبر پہ شدت
وہ تیرا ہو کر پھرے بھٹکتا، امام اعظم ابو حنیفہ

☆☆☆

التماس مترجم غفرلہ

الحمد لاهله والصلوۃ علی اهلها: خاکسار ذرہ بے مقدار عبید المصطفیٰ ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ وحقق املہ ارباب علم کی خدمت میں ملتمس کہ زمانہ طالب علمی میں جب میں نے شرح وقایہ شروع کیا تھا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جن جن مسئلوں میں اور دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ذکر کیا ہے ان میں سید التابعین امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کا مذہب آیات و احادیث کے مطابق اور دلائل عقلی کے موافق دیکھ کر امام صاحب کی وقعت و محبت ایسی پیدا ہوئی جس نے بار بار تقاضا کیا کہ کوئی کتاب سوانح امام میں تصنیف کروں مگر قلت لیاقت و عدم بضاعت مانع ہوئی۔ یہاں تک کہ جب قدم بوسی بارگاہ رضوی دامت فیوض صاحبہا کا شرف حاصل ہوا اور کار افتاء میرے متعلق کیا گیا اس وقت کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کے مطالعہ سے وہ شوق پھر تازہ ہو گیا اور چند ورق لکھنے کا اتفاق ہوا مگر کثرت کار مدرسہ و مطبع و افتاء وغیرہ کی وجہ سے تمام نہ کر سکا۔ آخر میرے محترم دوست حامی دین متین ماحی فتن مبتدعین مخلص حاجی منشی محمد لعل خان صاحب قادری برکاتی رضوی کثر اللہ فینا امثالہ نے کتاب مستطاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان مصنفہ علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کرنے کے متعلق اشارہ فرمایا امام صاحب قدس سرہ العزیز کی سوانح لکھنے کا تو میں عرصہ سے خواہش مند ہی تھا یہ اچھا موقعہ ہاتھ لگا

ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

یہ ترجمہ جو آپ کے پیش نظر ہے چند دنوں میں مرتب کیا اور "جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان" اس کا نام رکھا یہ تو مسلم ہے کہ کسی کتاب یا عبارت کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو وہ لطف نہیں رہتا جو اصل کتاب یا عبارت میں ہے اسی لئے میں نے حتی الامکان عام فہم اور سلیس ہونے کے خیال سے لفظی ترجمہ کا التزام نہیں کیا ہے مجھے اس جگہ اس امر کے اعتراف میں بھی تامل نہ کرنا چاہیے۔ کہ "کار بکثرت" ہے۔ اور یہ رسالہ میرا پہلا ترجمہ ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ مترجم کے فرض منصبی کو پورے طور پر ادا کرنے سے قاصر رہا ہوں مگر یہ محض جذبۂ دل اور تعمیل ارشاد مخلص ہے جو یہ کام انجام کو پہنچا ورنہ

ع صلاح کار کجا و من خراب کجا

مولی تعالی سے بطفیل حضور اقدس ﷺ نہایت ہی عاجزی کے ساتھ دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور عام و خاص ناظرین کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ ناظرین رسالہ سے التماس ہے کہ جو لوگ اس سے نفع اٹھائیں ہمارے پیر و مرشد میں الکرم زین انجم " حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خان صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہم کی درازی عمر و عزت و جاہ کی دعا فرمائیں۔"

ع ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرات انبیاء علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ و السلام کی وراثت اور ان کی خصلتوں کے ساتھ موصوف ہونے میں علماً کو مخصوص فرمایا اور ان کو تمام لوگوں کا پیشوا معاش و معاد میں بنایا اور ان میں مجتہدین کو اس وجہ سے ممتاز فرمایا کہ وہ لوگوں کی مصلحتوں کا خیال کرتے اور ان کے مصادر و موارد میں حق کو واضح فرماتے ہیں اور ان کی طرف مضطر ہیں، تو یہ لوگ سلاطین ہیں؟ نہیں بلکہ سلاطین ان کے قدموں کے نیچے اور ان کی رایوں اور قلموں کے مقید ہیں اور یہ لوگ ستارہ ہیں؟ نہیں بلکہ ستارے خود ان سے کسب ضیاء کرتے ہیں تو یہ لوگ آفتاب ہیں؟ نہیں بلکہ آفتاب خود انہیں کے انوار سے روشن ہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے اللہ کے کوئی مستحق عبادت نہیں وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک وسا جھی نہیں۔ ایسی گواہی کہ جس کے سبب میں ترقی کروں...... ان کے معارف کے کمالات میں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور معزز رسول ہیں جو ان کے بلند رتبہ اور اعلیٰ کمال کو پھیلانے والے ہیں اور ان کے تمامی احوال میں اپنے آثار کے اتباع کی توفیق سابق ان پر افاضہ فرمانے والے ہیں اس چیز کو کہ سابق ہوئے وہ اس کے سبب اپنے غیروں سے طرف خلافت کبریٰ نبوی کے اپنے باطن و ظاہر سے لوگوں کی ہدایت و امداد میں رحمت کاملہ اللہ کی ہو ان پر اور سلامتی اور ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے گھیرا سبقت کے بانسوں میں سے کمالات صمدانیہ اور معارف مصطفویہ کے میدان میں ایسی چیز کو جس کی وجہ سے وہ بڑے پیشوا اور روشن راہ

اگلے اور پچھلے خلق کے لئے ہوئے صلوٰۃ وسلام جو ہمیشہ رہنے والے ہیں ساتھ دوام علما کے اور ظاہر ہونے سرداری اور بزرگی ان کی اور بعد حمد ونعت کے پس کی یہ بس ہوئے کہ میرے پاس مکہ مشرفہ میں (زیادہ کرے اللہ اس کے شرف وکرامت اور بزرگی اور ہیبت اور تعظیم کو) آئے ایک شخص فضلائے قسطنطنیہ اور ان کے صالحین میں سے جو جامع تھے علوم عقلیہ ونقلیہ اور قوانین طبیہ ورسمیہ اور علوم اخلاق ومواہب اور احوال ومطالب کے جس کے ساتھ فتح مند ہوئی ہے وہ قوم جو سلامت ہے اعتراض وملامت سے یعنی ہمارے سادات صوفیہ اور ائمہ طائفہ جنیدیہ۔ پس فخر کیا ہم سے اور فخر کیا ہم نے اس سے مثل فخر کرنے ایسے احباب کے جو ایک دوسرے کے سامنے ہوئے ہیں تختوں پر اور معارف کے دریا سے چلو لیتے ہیں یہاں تک کہ بات آپڑی ان اماموں کی جو علوم رسمیہ اور معارف وہبیہ کے جامع اور ہمیشگی مشاہدہ اور موسلا دھار بارش کرم وبخشش کے تحفہ سے مالا مال ہیں پس اس فاضل عالم کامل نے کہا کہ میں آپ سے خواہش رکھتا ہوں ایک کتاب مختصر کی جو جامع ہو اور قاعدہ کلیہ کے دستور العمل پاکیزہ کی جو مانع ہو جس میں خلاصہ ہو ان تمام باتوں کا جو طول طویل بیان کیا ہے ائمہ نے تعریف میں امام اعظم اور پیشوائے مقدم کے جن کا نام پاک ابوحنیفہ نعمان ہے اللہ ان کی مرقد منور کو رحمت ورضوان کی بارش سے سیراب کرے اور ان کو اعلیٰ فردوس جناں میں جگہ دے۔ پس میں نے ان کے حکم واجب التعمیل کے بجالانے میں جلدی کی اور ان مناقب کے خلاصہ لکھنے میں پوری کوشش صرف کی اس لئے کہ یہ مقصد اہم ہے پس یہ کتاب بحمد اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ مختصر اور شریف نمونہ تیار ہوئی تو اس کا ایک نسخہ لکھا اور اس کو اپنے شہر میں لے گئے جو اسلامی شہروں میں بڑا شہر اور علما اعلام کی سواریاں بیٹھنے کی جگہ منبع افاضل اور مطلع اماثل ہے پھر اور لوگوں نے ان کے بعد اس

رسالہ کو لکھا اور ان کے نقش قدم اور بزرگی کی پیروی کی اور مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے اور میرے پاس کوئی نسخہ باقی نہ رہا سوائے اصل مسودہ کے اور اللہ ہی مستعان ہے پھر اس کو عاریت لیا بعض حنفیہ نے تاکہ نقل کر کے واپس دے دیں مگر اس کو لے کر سفر میں چلے گئے اور اس کے گم ہو جانے میں جو بھاری گناہ ہے اس کا خیال نہ کیا جس سے مجھے بہت افسوس ہوا اور دوبارہ میں نے ائمہ کی کتابوں کو دیکھا جنھوں نے مناقب لکھے ہیں یہاں تک کہ میں نے ایک کتاب کو جامع دیکھا جس کے مصنف ہمارے دوست شیخ علامہ نیک بخت فہامہ ثقہ مطلع حافظ متبع شیخ محمد شامی دمشقی مصری ہیں پس خلاصہ کیا میں نے اس کے مقاصد کا اور تنقیح کی میں نے اس کے مصادر و موارد کی اس کتاب عجیب جامع مستحکم مضبوط میں اور میں نے اس کا نام "الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" رکھا رحمت ہو اللہ تعالیٰ کی ان پر اور اس کو میں نے ترتیب دی تین مقدموں اور چالیس فصلوں پر۔

پہلا مقدمہ

جان کر بعض متعصبین بے توفیق لائے میرے پاس ایک کتاب جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب تھی جس میں نہایت برا تعصب اور سخت تنقیص امام المسلمین یکتائے ائمہ مجتہدین ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تھی جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں یعنی اس کا سننا پسند نہیں کرتا اور منصف با توفیق اس کے سننے کے وقت کہتا ہے کاش یہ نہ ہوتا اس لئے کہ اس نے شمس الائمہ کردری کو اس حد تک کہا کہ اس نے اس کے رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی اور مقابلہ فاسد بالفاسد کیا غیر مہذب کلام کا جواب ترکی بہ ترکی دیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر زبان طعن کھولی اور اس کی تنقیص سے بہت زیادہ منقصت کی اور بہت طول طویل کلام کیا اس طرح سے کہ وہ فعل محمود نہیں خیال کیا جا سکتا اور یہ سب صرف اس وجہ سے کہ ان کے خیال میں غزالی مصنف اس کتاب کے وہ امام حجۃ الاسلام غزالی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں امام صاحب کی تعریف اور ان کی مدح ایسے لفظوں میں کی جو ان کے شان رفیع کے لائق ہے اور نیز اس وجہ سے کہ وہ نسخہ جو میری نظر سے گذرا اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب تصنیف محمود غزالی کی ہے اور محمود غزالی وہ حجۃ الاسلام امام غزالی نہیں ہیں اور اسی لئے اس نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ شخص معتزلی ہے جس کا نام محمود غزالی ہے اور یہ وہ حجۃ الاسلام غزالی نہیں اور اسی وجہ سے بعض محققین حنفیہ تلمیذ علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا" اور اگر بالفرض یہ حجۃ الاسلام امام غزالی سے صادر ہوا ہو تو یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کے خیالات طالب علمی کے تھے اور فن جدل سے مشغلہ تھا اور آخر میں جب ان حظوظ و خیالات سے خالی ہوئے اور

معارف وشہود کا جلوہ ان پر ہوا تو صاحب حق کے حق کو پہچانا اور اپنے موقع پر اس کا اقرار کیا اور اس پر دلیل احیاء العلوم میں ان کا کلام ہے''۔ ختم ہوئی عبارت علامہ تفتازانی کی اور اس میں مضائقہ نہیں کہ میں ان کے احیاء العلوم کے کلام کا خلاصہ نقل کروں تا کہ اس کے مؤلف امام حجۃ الاسلام غزالی کی برأت اس سے معلوم ہو اور قبل اس کے ایک مقدمہ کی تقدیم مناسب ہے اور وہ یہ کہ بعض ہندی عالموں نے احیاء العلوم کا غایت اختصار کیا اور اس کا نام عین العلم[1] رکھا جو باوجود اس کے متعدد اختصارات کے بے مثل ہے ویسا اختصار کسی نے نہیں کیا کیونکہ اس میں احیاء العلوم کے تمام مقاصد کی طرف چند ورقوں میں اشارہ کیا ہے جو بلا مبالغہ جوامع الکلم کہا جا سکتا ہے اسی لئے میں نے اس کی ایک شرح لکھی کیونکہ وہ اپنے غایت اعجاز کی وجہ سے عجب نہیں کہ چیستان شمار کی جائے یہ عبارت اس مختصر اور میری شرح کی ہے اور پوری عبارت دوسرے ورق میں آتی ہے اور بہتر یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے اس امام کو اختیار کرے جس کے متعلق اس کا گمان ہے کہ وہ چاروں میں افضل اور اعلم ہیں کیونکہ اس وقت میں اس کا نفس اس کے امام کے قول کا منقاد ہوگا اور اس کی رائے کا پیرو اور اس کی تعمیل میں جلدی اور اس پر عمل اکثر کرے گا پھر ہر ایک امام اعظم و امام مالک و امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک ایک اقلیم میں امتیاز خاص ہے کہ وہاں سوا ان کے دوسرے کے مقلد نہیں یا ایک کے تبع زیادہ ہیں جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں ملک حجاز و یمن و مصر و شام و حلب و عراق عرب و عجم میں ہیں یا وسیع ملک مغرب میں تبع امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یا روم و ہند و ماوراء النہر میں متبعین امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اس لئے مصنف

۱؎ یہ بہت مشہور کتاب ہے ملا علی قاری نے اس کی مبسوط شرح لکھی ہے جس کا نام ''شرح عین العلم'' ہے یہ کتاب مصر میں چھپ گئی ہے۔

نے کہا مثل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم حنفیہ کے نزدیک۔ پس متعدد طریقوں سے وارد ہوا ہے (اور قریب ہے کہ ان کی فضیلت پر مفصل کلام آگے آئے گا) کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میری امت کے چراغ ہیں اور ان کا فضل اور ان کی عبادت اور پرہیزگاری اور زہد و سخاوت اور باریک بینی اور تیزی طبع جو مشہور ہے اس سے بے پروا کرتا ہے کہ ان کے فضل پر استدلال کی ضرورت پڑے ایسی حدیث سے جس کے موضوع ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے اور خواب میں اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ میں نزدیک علم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہوں یعنی اس کی حفاظت اور قبول کرتا ہوں اور اس سے راضی ہوں اور برکت دوں گا اس میں اور اس کے متبعین میں اور مخالفوں نے بھی ان کی سبقت فقہ میں تسلیم کر لی ہے اور اسی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں اور کہا جو شخص فقہ سیکھنا چاہے تو اس کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑنا چاہیے اور کہا کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ کو کیسا پایا۔ بولے کہ میں نے ان کو ایسا شخص دیکھا کہ اگر وہ اس ستون کے بارے میں کلام کریں اور اس کے سونے کا ہونے کا دعویٰ کریں تو ضرور دلیل سے ثابت کر دیں گے اور جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کو گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی تو تکبیر میں رفع یدین نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی اور اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی تو کسی نے اس کی وجہ دریافت کی بولے اس امام کے ادب سے میں نے نہ پڑھا اور ان کے سامنے ان کی مخالفت کو روا نہ رکھا اور فضیل بن عیاض نے کہا کہ مجھ کو ان کی جلالت شان کے لئے یہ کافی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں معروف اور پرہیزگاری میں مشہور ہیں اور ان کی غایت ورع سے وہ

حکایت ہے جو امام عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ آپ نے ایک لونڈی لینے کا ارادہ کیا تو میں برس ٹھہرے اور خبر لیتے اور مشورہ کرتے رہے کہ کن قیدیوں میں سے لیں فضر بن کثیل نے کہا کہ لوگ فتنہ سے سوئے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جگایا اور آپ ایک مرتبہ امیر المومنین منصور کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں عابدوز اہد عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھے انہوں نے منصور سے کہا کہ یہ علامۂ دنیا ہیں منصور نے آپ سے پوچھا کس سے آپ نے علم حاصل کیا آپ نے فرمایا میں نے تلامذہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے سیکھا اور شاگردان حضرت علی سے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھا اور مستفیدان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا رضی اللہ عنہم اجمعین تو منصور نے آپ سے کہا کہ بیشک آپ نے خوب وثوق کے ساتھ علم سیکھا اور باوجود اس کے پھر بھی وہ آپ کے درپے ہو گیا اور قتل کروا ڈالا چاہا اس واقعہ میں جو منصور کو امام صاحب کے ساتھ پیش آیا وہ واقعہ یہ ہے کہ منصور کی خواہش ہوئی کہ آپ منصب قضا قبول فرمائیں مگر آپ نے قبول نہ کیا تو اس نے سو کوڑے مارے اور ایک قول میں ہے۔ کہ تادم مرگ قید میں رکھا یہاں تک کہ قید ہی میں وصال فرمایا اور اس امر پر بھی بیس کوڑے مارے تھے کہ اس نے حاکم بیت المال ہونے کے لئے کہا تھا مگر آپ نے انکار کیا۔ امام صاحب فرماتے تھے جب کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہنچی تو میرے سر آنکھوں پر اور اگر اصحاب کی حدیث پہنچے تو اس میں بعض کو لیں گے اور اس سے باہر نہیں ہیں اور تابعین کی خبر پہنچے تو ہم اس میں مزاحمت کر سکتے ہیں پہلے آپ آدھی رات عبادت کرتے تھے پھر آپ تشریف لئے جا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ یہ شب بیداری کرتے ہیں

اس دن سے برابر تمام شب بیداری فرماتے اور کہتے کہ میں خدا سے شرماتا ہوں کہ میں ایسی عبادت کے ساتھ مشہور ہوں جو مجھ میں نہیں اور بعضوں نے کہا کہ میں نے مکہ معظمہ میں طواف اور نماز اور فتویٰ دینے پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ صابر کسی کو نہ پایا تمام روز و شب ثواب آخرت کے طلب میں رہتے تھے آپ کعبہ میں تھے کہ خواب میں ندائے غیبی سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے ابوحنیفہ تو نے میری خدمت خالص کی اور مجھے خوب پہچانا میں نے تجھے بخش دیا یعنی اس وجہ سے کہ تم شب بیداری میں خلوص کرتے ہو اور اکثر زمانہ میں روزہ رکھتے ہو اور پوری کوشش علم کے پھیلانے میں صرف کرتے ہو اور علوم ظاہری و باطنی کی مضبوطی اور اس میں اخلاص اور دنیا کے چھوڑنے اور اس سے مطلق بے پروائی کرنے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے اسباب کی تحصیل کی کوشش میں پوری طاقت صرف کرتے ہو اور جس شخص کی یہ صفات ہوں اس کی مغفرت کی خاص طور پر امید ہے اس طرح سے کہ کوئی خطا و قصور باقی نہ چھوڑے اور تیرے اخلاص و احسان مذکورہ کی برکت سے قیامت تک تیرے متبعین کیلئے اور اس میں ان کی اور ان کے متبعین کو ایسی خوشخبری ہے کہ توفیق ورکو اپنے امام کی اتباع میں پوری کوشش صرف کرنے اور ایسے اخلاق نفیسہ اور صفات زکیہ اپنے میں حاصل کرنے پر برانگیختہ کرے جو سوائے مجتہدین عارفین کے کسی دوسرے میں نہیں ہوتے اور بڑے بڑے مستند فضلا اور معزز علماء ان کی شاگردی سے مشرف ہوئے جیسے امام بزرگ عبداللہ بن مبارک جن کی جلالت شان وتقدم و زہد مجمع و متفق علیہ ہے اور جیسے امام لیث بن سعد اور مالک بن انس اور امام مسعر بن کدام اور امام زفر و ابویوسف و محمد وغیرہ اور جبکہ خلیفہ وقت نے آپ کو منصب قضا اور عہدہ خازن بیت المال کا دینا چاہا آپ نے انکار کیا اور ضرب شدید اور حبس کو پسند کیا یعنی عذاب دنیا و اقعی کو عذاب

آخرت احتمالی پر ترجیح دی اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس آپ کا
تذکرہ ہوا فرمایا کیا تم لوگ اس شخص کا ذکر کرتے ہو جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی
گئی مگر اس نے قبول نہ کی اور اس سے اعراض کیا اور باوجود خواہش بادشاہوں کے ان
ظالموں سے اختلاط نہ کیا اور ان کے الحاح اور انکار پر تہدید کی پرواہ نہ کی اور ان لوگوں کا
کبھی کوئی تحفہ قبول نہ فرمایا اسی لئے جب ابو جعفر منصور نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ دس
ہزار روپے حاضر کئے آپ اس کو پھیر نہ سکے رکھ لئے مگر اپنے صاحبزادہ حضرت حماد کو
وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو تو ان روپیوں کو حسن کو واپس دے
دینا پس حماد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کی تعمیل کی پس حسن نے کہا اللہ تمہارے باپ پر
رحم کرے اپنے دین پر حریص تھے اور امام صاحب نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف
بلانے کی توجہ نہ فرمائی مگر جبکہ خواب میں ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ لوگوں کو اپنے مذہب کی
طرف بلائیں حالانکہ آپ گوشہ نشینی اور براہ تواضع لوگوں سے علیحدہ پوشیدہ رہنے کا
قصد کر چکے تھے اور اپنے سعید نفس کو اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اس کی قدر و منزلت
کریں اور نہ اپنا کوئی فعل اچھا اس لائق سمجھتے تھے کہ لوگوں کو اس کی پیروی کرنے اور
اس پر چلنے کی طرف بلائیں پس جب آپ کو اس ذات پاک سید السادات صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہوا جن کو اللہ کے خزائن سپرد کئے گئے
تاکہ وہ مستحقین پر بخشش فرمائیں تو جان لیا کہ یہ امر یقینی ہے اس کا ہونا ضروری ہے
تب لوگوں کو اس کی طرف بلایا یہاں تک کہ آپ کا مذہب شائع و ذائع ہوا اور اتباع
آپ کے زیادہ اور حساد رسوا ہوئے اور اللہ نے ان سے شرق و غرب عجم و عرب کو نفع
یاب بنایا اور ان کے تبعین کو علم سے حظ وافر دیا تو وہ لوگ مستعد ہوئے تاکہ ان کے
مذہب کے اصول و فروع لکھیں اور ان کے معقول و منقول میں نظر غائر کریں یہاں

تک کہ خدا کے فضل سے اس کے قواعد مضبوط اور فوائد کا معدن ہوا اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ امام کے والد ماجد بچپنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے گئے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی اور ان کی ذریت میں برکت کی دعا فرمائی تو جو کچھ امام صاحب کو حاصل ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا اور آپ جب اپنے قرض دار کے یہاں اپنے روپے کے تقاضے کو آئے تو غایت ورع سے اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنا بھی پسند نہ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اپنے قرض کی وجہ سے کسی قسم کا انتفاع درست نہیں جانتے کیونکہ اس کا قبول اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو شرعاً کمال مروت و ورع اور حسن اخلاق کے منافی ہے اور آپ کو شبہات سے بچنے میں غایت درجہ کی احتیاط تھی اسی لئے آپ کے وکیل بالبیع نے ایک عیبی کپڑا اچھے کپڑوں کے ساتھ بیچ دیا اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کیا تو آپ نے ان تمام کپڑوں کی قیمت کو صدقہ فرما دیا اگرچہ اس کی وجہ سے آپ پر کوئی گناہ نہ تھا کہ یہ نادانستگی میں ہوا مگر پھر بھی چونکہ ایک قسم کا شبہ تھا اپنے پاس رکھنا پسند نہ کیا اور سب کو صدقہ کر دیا اور مال واپس لے کر مشتری کو قیمت اس لئے نہیں پھیری کہ اس کا علم نہ تھا اور اس کے علم سے ناامید ہو گئے تھے اس لئے سب مال کو صدقہ کر دیا جیسا کہ باب توبہ میں اس کا بیان تفصیل وار آئے گا۔ بعضوں نے کہا کہ وہ کل مال تیس ۳۰ ہزار کا تھا اور یہ کہ ایک ہی واقعہ نہیں بلکہ اس کی متعدد نظیریں ہیں جیسا کہ کتب مناقب میں ہے اور آپ کی غایت ورع اور زہد سے اس لونڈی کا قصہ ہے جس کے خریدنے کا آپ نے ارادہ کیا تھا[۱] اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ کوفہ میں کسی کی بکری گم ہو گئی آپ نے دریافت فرمایا کہ بکری کتنے دنوں تک زندہ رہتی ہے لوگوں

---

۱ جس کا بیان پہلے ہوا ۱۲ منہ۔

نے کہا سات برس آپ نے غایت ورع سے سات سال تک بکری کا گوشت ہی کھانا چھوڑ دیا اس احتمال سے کہ شاید اسی حرام بکری کا گوشت ہو جس کے کھانے سے قلب تاریک ہو جائے گا کیونکہ اکل حرام سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اگرچہ نادانستگی میں کھانے سے گناہ نہیں اور اسی لئے پرہیزگاروں کے قلوب میں ایک خاص روشنی ہوتی ہے اور وہ محبوب کے مشاہدہ کے لائق ہوتے ہیں اور اپنی طاقت کے موافق عبادت میں مصروف ہیں اور بقدر وسعت جو چیزیں اس سے قطع کرنے والی ہیں سب سے متنفر ہیں۔ اور یہ جو کچھ مذکور ہوا امام کے مناقب اس میں حصر نہیں بلکہ یہ بحر ناپیدا کنار سے ایک قطرہ ہے اور روشن تر مناقب سے آپ کے یہ ہے کہ آپ نے چالیس ۴۰ برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی کسی نے عرض کیا یہ قدرت آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ساتھ تمام حروف تہجی کے جوان دونوں آیتوں میں ہے مُحمد رسول اللہ سورہ فتح میں اور دوسری ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ (۳۔۱۵۴) سورہ آل عمران میں اور آپ ہر رمضان میں ساٹھ ۶۰ ختم قرآن فرماتے ایک ختم دن میں اور ایک شب میں۔ اس کے سوا اور بہت سے مناقب ہیں جن کا شمار دشوار ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوں اور جنت الفردوس آرام گاہ ہو"۔ ختم ہوئی عبارت مختصر احیاء العلوم اور میری شرح کی اور اسی سے امام غزالی کی برأت اس تعصب سے جو ان کی طرف منسوب ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ حاشا اللہ وہ اس سے پاک ہیں۔

دوسرا مقدمہ

ان امور کے بیان میں جن کا نفع عام ہے اور طالب کو ان کا نہ جاننا برا ہے اس لئے کہ اس سبب سے آدمی بڑی گمراہی اور بُرے گڑھے میں پڑے گا اس لئے پہلے اس کا بیان کر دیا اور اس سے جس قدر تعلق ہے اس کو مجمل و مفصل واضح کر دینا ضروری ہے اے باتوفیق اگر تو آخرت میں نجات اور ولی و وارث نبی کریم ﷺ وشرف وکرم کی شان میں بے ادبی سے سلامت رہنا چاہتا ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ یہ اعتقاد رکھ کر تمام ائمہ مجتہدین اور علماء عاملین اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اس کی رضامندی پر ہیں اور ان کو ہر حال میں باتفاق ائمہ معقول ومنقول اجر وثواب ہی ہے بیہقی نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "جب کوئی کتاب اللہ سے کوئی حکم دیے جاؤ تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے کسی شخص کا کوئی عذر اس کے ترک میں مسموع نہیں اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری حدیث مروی پر عمل ہو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو جو میرے اصحاب نے کہا۔ اس لئے کہ میرے کل صحابی بمنزلہ آسمانی ستاروں کے ہیں جس کو پیشوا مان لوگے سیدھا راستہ پاؤ گے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے"۔ تو اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرعیات میں اختلاف مذاہب صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کے وقت سے ہے جو زمانہ ہدایت وارشاد کا ہے جس کے لئے خود آنحضرت ﷺ سے بشارت ہے کہ وہ تمام زمانوں سے بہتر زمانہ ہے اور ان کے اختلاف سے ضرور ہے کہ ان کے بعد بھی اختلاف ہو کیونکہ صحابہ فقہ وروایت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے قول کو ایک ایک جماعت نے لیا ہے اور پھر بھی نبی ﷺ ان سے راضی ہیں اور ان کو اس اختلاف پر مقرر رکھا اور ان کی تعریف فرمائی یہاں تک کہ اس اختلاف کو اپنی امت کیلئے رحمت

فرمایا اور امت کو اختیار دیا کہ ان میں سے جس کا قول چاہے اختیار کرلے اور اس کو یہ بھی لازم ہے کہ لوگ مجتہدین میں بھی جس کے قول کو چاہیں اختیار کریں کیونکہ یہ لوگ قول وفعل میں اس کے طریقہ پر ہیں اور اس راستہ پر چلتے ہیں اور بہت سے واقعات ہیں جو خود حضوری کے زمانہ میں ہوئے ان میں آپ نے اصحاب کے اختلاف کو مقرر رکھا اور کسی صحابی پر اس کے قول میں جو مخالف دوسرے صحابی کے قول کے تھا اعتراض نہ فرمایا جیسا کہ اس کی شہادت بہت سے مشہور واقعات سے ہوتی ہے از اں جملہ صحابہ کرام کا اختلاف دربارۂ اسیران بدر ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے پیروؤں نے ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین رضی اللہ عنہم نے ان کے قتل کر دینے کی رائے دی تو آنحضرت ﷺ نے پہلی رائے پر حکم فرمایا اور قرآن شریف میں باوجود برقرار رکھنے تقریر رائے اول کے مشورہ ثانی کو ترجیح دی۔ یہ بین دلیل اس امر پر ہے کہ دونوں رائیں صحیح و درست ہیں اور ہر ایک مجتہد مصیب (بات کی تہ کو پہنچنے والا ٹھیک کہنے والا) ہے اور اگر پہلی رائے خطا ہوتی ہے تو حضور سرور عالم ﷺ بھی اس کے ساتھ حکم نہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ عین حکمت ہے کہ ارشاد ہوا لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ (۸۔۶۸) اور فدیہ کو حلال وطیب فرمایا کہ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا اور عتاب غیر افضل کے اختیار پر فرمایا اور اسی لئے مذاہب اربعہ کے اختلاف میں اکثر ترجیح افضل کو باعتبار قوت دلیل اور احتیاط و ورع سے قریب ہونے کی بناء پر ہوتی ہے اور یہی چند گنتی کے مسائل ہیں نہ تمام مسئلوں میں لیکن باعتبار ثواب اور درست ہونے کے تو ہر ایک ٹھیک اور حق ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں اور اسی لئے طریقہ صوفیہ کرام کا سب میں اعدل و افضل ہے یعنی اشد علی النفس اور احوط فی العمل کو اختیار کرنا تا کہ اختلاف سے

نکل جائیں اور ان کی عبادت متفق علیہا ہو جس کی صحت پر سب کا اجماع ہو اور بیان کا طریقہ ہمارے علماء کے اس قول کے موافق ہے کہ ہر خلاف سے بچنا مسنون ہے جب تک کہ سنت صحیح کی صریح مخالفت نہ ہو جس کی تاویل ناممکن ہو اور ہمارے ائمہ نے تصریح کی ہے کہ جو جو چیزیں کسی امام کے نزدیک ناقض وضو ہیں ان سب سے وضو کرنا مسنون ہے اور اس شرعی اختلاف سے بچنے کے خیال سے ابن شریح وضو میں منہ دھونے کے وقت دونوں کانوں کو دھوتے اور سر کے ساتھ مسح کرتے اور پھر علیحدہ بھی مسح کرتے تاکہ تمام مذاہب پر عمل ہو جائے اور اختلاف سے نکل جائیں اور از انجملہ صحابہ کا اختلاف غزوہ بنی قریظہ کے وقت اس قول میں ہے کہ آپ نے فرمایا **لایصلین احدکم الظھر الافی بنی قریظۃ** تو جب یہ لوگ مدینہ طیبہ سے وہاں جانے کی غرض سے نکلے اور ظہر کا وقت تنگ ہو گیا صحابہ میں آپس میں اختلاف ہوا تو ایک جماعت نے وقت نکل جانے کے خیال سے ظہر کی نماز پڑھ لی اور انہوں نے کہا حضور اقدس ﷺ کا ارشاد صرف جلدی براہیختہ کرنے کیلئے تھا اور یہ مقصود نہیں کہ وقت گذار کر نماز پڑھیں تو انہوں نے نص سے یہ استنباط کیا اور بیان کیا کہ **الافی بنی قریظۃ** میں حصر اضافی ہے حصر حقیقی نہیں کہ چاہے نماز قضا ہو جائے مگر وہیں جا کر پڑھنا اور بعضوں نے نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ جب بنی قریظہ میں پہنچے اور عصر کا وقت

ا۔ مثلاً اور بارہ وضو امام شافعی صاحب کے نزدیک ایک بال یا ایک بال کا مسح فرض ہے امام ابوحنیفہ صاحب کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے امام مالک صاحب کے نزدیک کل کا فرض ہے تو عمل کل سر کے مسح پر ہوتا کہ ہر ایک کے نزدیک وہ فرض ادا ہو جائے یا امام شافعی صاحب کے نزدیک نکاح عورتوں کے لفظ سے صحیح نہیں ولی کے قول کا ہونا ضرور ہے امام صاحب کے نزدیک بغیر ولی کے بھی ہو جاتا ہے امام مالک کے نزدیک اعلان ضروری ہے امام احمد کے نزدیک کفو ہونا ضروری تو نکاح بعبارت ولی بحضور شاہدین کفو کے ساتھ اعلان ہوتا کہ سب کے نزدیک صحیح و درست ہو جائے۔ ۱۲ منہ

آ گیا تھا اس وقت نماز عصر پڑھی اور ان کا استدلال یہ تھا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے
الافی بنی قریظة غرض مطلق حصر فرمایا۔ جس سے تحقق کیا جائے گا۔ جب حضور پر
نور ﷺ کو ان کا اختلاف معلوم ہوا۔ ان کے فعل کی خبر پہنچی۔ دونوں فریق میں سے کسی
پر انکار نہ فرمایا اور دونوں کو اپنی اپنی سمجھ پر مقرر رکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں
فریق مجتہد تھے۔ اور اپنے فعل پر ماجور اللہ کی طرف سے ہدایت پر تھے ان میں سے
کوئی ملامت کے قابل نہیں ان میں کسی کی طرف خطاء یا تقصیر کی نسبت کرنا درست نہیں
خصوصاً حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد یاد رکھ کر فبایما اخذتم به اهتدیتم جب آپ
نے ہر ایک کو راہ یافتہ فرمایا تو کیونکر ان میں کسی کی طرف خطا یا تقصیر کی نسبت ہو سکتی
ہے۔ ابن سعد و بیہقی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے
فرمایا کہ اصحاب محمد ﷺ ورضی اللہ عنہم اجمعین کے مقابلہ میں مجھے سرخ اونٹ بھی پسند
نہیں اور بیہقی کی روایت یہ ہے کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ اصحاب محمد ﷺ آپس
میں مختلف الاقوال نہ ہوں۔ اس لئے کہ ان کے اقوال مختلف نہ ہوں گے۔ تو رخصت
نہ ہوگی اور ہارون رشید نے جب چاہا کہ موطا امام مالک کو خانہ کعبہ میں لٹکا دے اور
تمام لوگوں کو اس کے موافق عمل کرنے پر مجبور کرے تو امام مالک نے فرمایا اے امیر
المومنین ایسا مت کیجئے اس لئے کہ اصحاب محمد ﷺ فرعیات میں مختلف ہوئے اور وہ
شہروں میں متفرق ہو گئے اور علماء کا اختلاف اس امت کے واسطے رحمت الٰہی ہے ہر
ایک اپنے نزدیک صحیح قول پر عمل کرے گا اور ہر ایک ٹھیک راہ پر ہے اور ہر ایک ہدایت
پر ہے تو ہارون رشید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق خیر دے اے ابو عبداللہ اور ایسا ہی
قصہ منصور کے ساتھ بھی واقع ہوا جبکہ اس نے چاہا کہ ہر ایک شہر میں موطا کا ایک ایک
نسخہ بھیج دے اور حکم دے کہ اسی پر سب لوگ عمل کریں اور اس سے تجاوز کر کے

دوسرے پر عمل نہ کریں امام مالک نے فرمایا کہ ایسا مت کیجئے۔ اس لئے کہ لوگوں کو اس سے پہلے کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں اور انہوں نے حدیثیں سنی ہیں۔ انہوں نے روایتیں کیں اور ہر قوم نے اس پر عمل کیا جو بات ان کو پہلے سے پہنچ چکی ہے تو جس شہر والے نے جس بات کو اختیار کیا ہے اسی پر چھوڑ دیجئے۔ اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر مجتہد بر سر صواب ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہر واقعہ میں مجتہد کی رائے کے تابع ہے اور یہی ائمہ اربعہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اور اکثر حنفیہ و شافعیہ اور باقلانی اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے منافی وہ خبر صحیح نہیں جس میں تصریح ہے کہ مصیب کے لئے دو اجر ہیں۔ اور مخطی کے لئے ایک اجر ہے اس لئے کہ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ خبر صحیح اس بات پر محمول ہے کہ مجتہدین سے مخطی نے افضل نہ ماننے میں خطا کی باوجودیکہ وہ بھی ٹھیک ہے فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص چار رکعت نماز چار طرف پڑھے ہر رکعت تحری کر کے ایک جہت میں تو اس پر قضا نہیں باوجودیکہ یقین ہے کہ تین رکعتیں اس کی ضرور غیر قبلہ کی طرف ہیں اور حد کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد مختلف ہوا کہ اس میں مختلف حکم دیئے ہیں اور یہ فرماتے کہ یہ اس بناء پر ہے کہ ہم نے حکم دیا اس طریقہ پر کہ حکم دیتے ہیں اور بیہقی نے مرسلاً روایت کی کہ کبھی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک حکم دیتے اور پہلے حکم کو رد نہ فرماتے اور یہ جو کچھ کہا اور دلیل لائے اس میں کھلی ہوئی نظیر ہے خصوصاً جو آخر میں ذکر کیا اس لئے کہ حضور پر نور ﷺ کا اجتہاد خطا سے محفوظ یقینی درست ہے بخلاف اجتہاد اور لوگوں کے اور کروری نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ دو مجتہد جو دو قول متباین کے قائل ہیں بمنزلہ دو رسول کے ہیں کہ دو شریعت مختلف لائے اور دونوں ٹھیک اور درست ہیں اور امام مازری نے فرمایا کہ طرفین میں حق کا ہونا اکثر اہل تحقیق علماء

متکلمین کی رائے ہے اور یہی ائمہ اربعہ سے مروی ہے اور اس پر حجت یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے اس کے لئے ایک اجر مقرر فرمایا اور اگر وہ بات ٹھیک نہ ہوتی تو مستحق اجر نہ ہوتا اور دیگر حضرات نے حدیث میں اطلاق خطا کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے کہ جب نص سے ذہول ہوا اور اس امر میں اجتہاد کیا جس میں گنجائش اجتہاد کی نہ تھی مثل قطعیات کے کہ یہ اجماع کی مخالفت ہے کیونکہ اس قسم کی مثل بے شک ایسی صورت ہے کہ اگر اس میں غلطی ہو تو خطا کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے ہاں جو ایسے مسئلہ میں اجتہاد جس میں کوئی نص قطعی نہیں نہ اجماع امت ہے وہاں خطا کا اطلاق درست نہیں اور امام مازری نے اس مقام پر بہت طول طویل تقریر کی ہے اور قاضی عیاض کی شفاء میں ہے کہ دونوں مجتہدوں کی رائے ٹھیک ہونے کا قائل ہونا بھی میرے نزدیک حق وصواب ہے صاحب جمع الجوامع نے کہا اسی پر متکلمین ہیں اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ امام ابوحنیفہ و مالک و شافعی واحمد اور دونوں سفیان و اوزاعی اور ابن جریر اور جملہ ائمہ مسلمین یہ سب حق وہدایت پر ہیں اور جن لوگوں نے ان کے حق میں کلام کیا اور ایسی باتیں کہیں جن سے وہ بری ہیں اس کی طرف التفات نہیں اس لئے کہ یہ علوم لدنیہ ومواہب الٰہیہ اور استنباطات دقیقہ اور معارف عزیزہ اور دین وورع عبادت وزہد علو مرتبت اس درجہ کا دیئے گئے جس کی بلندی خیال میں بھی نہیں آتی"۔ ختم ہوئی عبارت جمع الجوامع کی اور بعض ائمہ زیارت سرور عالم ﷺ سے مشرف ہوئے اور اختلاف مجتہدین کے بارہ میں سوال کیا ارشاد ہوا کہ ہر ایک اپنے اجتہاد میں برسر صواب ہے۔ تو اس وقت انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذکر کیا جو آپ نے فرمایا کہ دونوں برسر صواب ہیں اور حق پر ایک ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ دو مجتہدین سے ایک مصیب ہے اور ایک مخطی معفو عنہ۔ ارشاد ہوا کہ یہ دونوں

اگر چہ لفظاً مختلف ہیں مگر معنی قریب ہیں تو میں نے کہا کہ ان دونوں فریق میں تقلید کیلئے کون بہتر ہے ارشاد ہوا کہ دونوں برسر حق وصواب ہیں از انجملہ تجھ پر یہ اعتقاد واجب ہے کہ ائمہ اہلسنت وجماعت کا اختلاف فرعیات میں بڑی نعمت اور وسیع رحمت اور کمل فضیلت ہے اور اس میں ایک باریک بھید ہے جس کو عاقل علما نے سمجھا ہے اور جاہل اس سے نابلد ہیں حتیٰ کہ بعض کہنے لگے کہ نبی ﷺ تو ایک ہی شریعت لائے تھے یہ چار مذہب کہاں سے آ گئے اور اس کی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کو اس امر کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے کہ وہ بوجھ گرانی جو اگلی امتوں پر تھا اس شریعت والوں سے اٹھا دیا گیا مثلاً (۱) موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص کا واجب ہونا کیونکہ وہ خالص جلال ہی کے ساتھ بھیجے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں دیت کا واجب ہونا اور ہماری شریعت میں ان دونوں میں اختیار دیا جانا (۲) اور ان لوگوں کی شریعتوں میں بدن میں جس جگہ نجاست لگ جاتی اس کا کاٹ دینا اور ہماری شریعت میں صرف اس کا پانی سے دھو دینا (۳) اور شریعت یہود میں نسخ کا ممنوع ہونا اور ہماری شریعت میں اس کا جائز ہونا۔ اسی لئے انہوں نے نسخ قبلہ کو نہایت ہی عظیم واقعہ جانا (۴) اور ان کی کتابیں صرف ایک ہی قراءت سے پڑھنا جائز اور ہماری کتاب کو سات بلکہ دس قرأت سے پڑھنا روا ہے یہ سب اسی ارشاد باری تعالیٰ کی وجہ سے کہ فرمایا ہے، "اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا"۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے "اللہ تعالیٰ نے دین میں کسی قسم کا حرج نہیں کیا ہے"۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں دین حنفی نرم لے کر آیا ہوں اور اس کی بعض نرمی اور آسانی اور بوجھ اٹھا دیے جانے سے فروع میں ہمارے ائمہ کا اختلاف ہے کیونکہ یہ مذہب بوجہ اختلافات کے مثل متعدد شریعتوں کے ہے تا کہ ایک چیز کے لازم کر

دیئے جانے کی وجہ سے ان پر تنگی نہ ہو اور جو لوگ مذہب صحیح کے عامل ہوں ان کے
لئے ثواب اور مدح ہے یہاں تک کہ اگر کسی کے علم میں یہ بات ہو کہ فلاں مذہب میں
زیادہ وسعت و گنجائش ہے تو اس کو بشرائط معلومہ اس مذہب کے طرف بدل جانا اور
اس کے موافق عمل کرنا جائز ہے اور یہ سب اللہ کی بڑی نعمت اور اس کی وسیع رحمت ہے
اور اس سے حضور پر نور ﷺ کی غایت درجہ عزت شان اور دیگر انبیائے کرام علیہم
السلام پر علو مکان ثابت ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے ان کی امت پر وسعت کر دی گئی کہ
ایک امر میں ان کو اختیار ہے اس چیز پر عمل کریں جس میں سہولت ہے اس لئے ہر مجتہد
کو بر سر صواب مان کر اس کی مدح کی اگر چہ بالفرض ان سے خطا ہو گئی ہو اور علامہ سبکی
نے ثابت فرمایا ہے کہ جتنی گذشتہ شریعتیں ہیں وہ حقیقت میں حضور پر نور ﷺ ہی کی
شریعت ہے اور دیگر انبیائے کرام مثل نواب (قائم مقامون) آپ کے ہیں کیونکہ یہ
اس وقت سے نبی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان میں تھے تو
وہ نبی الانبیاء ہیں اور یہی معنی آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا ہے کہ میں تمام لوگوں کی
طرف بھیجا گیا ہوں۔ تو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے آدمی ہوں گے
ان سب کے آپ نبی ہیں"۔ ختم ہوئی عبارت امام سبکی کی۔ پس جب یہ بات ثابت
ہوئی۔ کہ آپ کی غایت تعظیم کے لئے اور انبیاء کی شریعتیں آپ کی شریعت ہیں۔ تو جو
احکام شرعیہ کہ صحابہ کرام یا تابعین عظام نے آپ کے قول و فعل سے استنباط کئے وہ
اپنے اپنے نوع کی مختلف شریعتیں بدرجۂ اولی ہیں۔ خاص کر اس وجہ سے کہ
آنحضرت ﷺ نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے اور اس پر آپ نے عمل کرنے کی
ہدایت فرمائی ہے اور اس سے خوش ہوئے اور اس بات پر ہماری مدح فرمائی اور اس کو
بڑی رحمت اور عظیم وقت (احسان) فرمایا اس لئے جب اس امت کے اختلاف کو

رحمت فرمایا یہ خبر دی کہ گذشتہ امتوں کا اختلاف عذاب و ہلاکت ہے اسلئے کہ ان کے لئے وہ وسعت نہیں دی گئی، جو اس امت کے لئے وسعت ہے تو ان کا اختلاف محض جھوٹ اور انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر صرف بہتان ہے، جس سے وہ لوگ بری ہیں۔ اور ازانجملہ تجھ پر غایت درجہ موکد بات یہ ہے جس کے اندر اصلا رخصت نہیں کہ بعض مذاہب پر بعض کو ایسی فضیلت نہ دے جس سے دوسرے مذہب کی تنقیص (عیب، نقص وغیرہ) ہو اس لئے کہ اس میں غضب الٰہی اور دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور قریب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد آئے گا کہ جس نے میرے کسی ولی کو ایذا دی اس سے میں نے حرب کا اعلان کر دیا۔ اور باعمل علمائے اسلام بلاشبہ سب کے سب اولیاء اللہ ہیں اور بارہا یہ تفصیل بیوقوفوں بے دینوں میں سخت جھگڑے کی طرف مفضی ہوئی ہے حتی کہ بعض جاہلوں نے غایت درجہ کا تعصب اور جاہلیت کی ہٹ ظاہر کی جس کا نتیجہ اپنے امام کے مذہب کی ترجیح اور دوسرے کی شان میں زبان درازی و تنقیص بے ضرورت ہے اور اس کے سبب جو کچھ عذاب اور رسوائی مترتب ہو گی اس سے غفلت کی اور یہاں تک کہ ایک کے مقلد دوسرے کو برا کہتے تو ان کے مقلد اس امام کی توہین کرتے اور اس کے حق میں زبان درازی سے کام لیتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ مقابلہ فاسد بالفاسد ہے اور اگر ہر ایک کا کلام ان کے امام ہی کے روبرو پیش کیا جائے تو اس پر خوش بھی نہ ہوتے بلکہ اس پر ڈانٹ دیتے اور اس سے اس وجہ سے بیزار ہوتے۔ اس کے برے کلام کی وجہ سے اسے چھوڑ دیتے اور اس سبب سے کہ وہ شخص اس برے کام کے اختیار کرنے سے غضب الٰہی اور ہلاکت کے جال میں پھنسا ہے اس لئے کہ اس کے سیدھے راستہ پر مرنے سے اکثر نومید ہو جاتے اور سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیشک خبر دی ہے کہ پچھلی امتوں کی

ہلاکت کا سبب ان کا دین الٰہی میں شک کرنا اور جھگڑنا تھا۔ ان راستوں کی گھٹن سے اللہ تعالیٰ ہم کو محفوظ رکھے اور ان اماموں کے گروہ میں ہم کو اٹھائے اس لئے کہ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ جس سے ہم کو امید ہے کہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ تختوں پر اٹھائے جائیں گے اس وجہ سے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے تو قیامت میں انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جیسے کہ ان کے مورث اور ان کے شرف بخشنے والے (حضرت رسول اکرم ﷺ) نے اس کی خبر دی ہے اور جو (مردک) کہ ان میں سے کسی کی شان کو گھٹائے تو اس کے واسطے اتنی سزا کافی ہے کہ اس بہت بڑے مجمع قیامت میں اس رفاقت سے محروم رکھا جائے گا۔ اور میدان قیامت میں اس کے حق میں منادی کرائی جائے گی کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ دشمن ہے پس اس کے واسطے سوائے ذلت اور عذاب آخرت کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

تیسرا مقدمہ

دربارۂ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارتیں

جان کہ ان سب میں بڑی اور بزرگ اور واضح تر کامل تر وہ حدیث ہے جسے شیخین یعنی بخاری ومسلم اور ابونعیم رحہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیرازی اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور طبرانی علیہ الرحمۃ نے...... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس کے کچھ مرد اس کو ضرور لیتے اور شیرازی اور ابونعیم رحمہا اللہ تعالیٰ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر علم ثریا کے پاس لٹکا ہوا ہوتا اور طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لفظ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ ہیں اس کو عرب نہیں لیں گے تو کچھ مرد فارس سے ضرور اس کو لیں گے اور مسلم علیہ الرحمۃ کی عبارت یہ ہے اگر علم ثریا کے پاس ہوتا جب بھی کچھ مرد اہل فارس سے اس کو ضرور لیتے حافظ محقق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ اصل صحیح ہے جس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بشارت اور ان کی فضیلت تامہ میں اعتماد کیا جاتا ہے اس حدیث کی نظیر وہ حدیث ہے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا قریب ہے کہ لوگ علم کی طلب میں اونٹ کو تھکا ماریں گے مگر کوئی شخص عالم مدینہ سے زیادہ جاننے والا نہیں پائیں گے اور وہ حدیث جو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریش کو برا نہ کہو اس

لئے کہ اس میں ایک عالم ہوگا کہ تمام روئے زمین کو علم سے بھر دے گا اور یہ حدیث حسن ہے جس کے متعدد طریقے ہیں اور بعضوں نے اس کو موضوع خیال کیا مگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس قول کی تزئیف فرمائی اور ایسے خیال والے ایسی گھڑت کرنے والے کی تشنیع کی۔ علماء علیہم الرحمۃ نے فرمایا کہ پہلی حدیث میں عالم مدینہ سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری حدیث میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں امام جلال الدین سیوطی کے بعض تلامذہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ مراد ہونا جیسا ہمارے استاد نے خیال فرمایا یہ ظاہر ہے اس میں اصلاً شک نہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں اہل فارس سے کوئی شخص علم میں ان کے رتبے کو نہ پہنچا بلکہ ان کے شاگردوں کے مرتبہ تک بھی رسائی نہ ہوئی اور اس میں سرور عالم ﷺ کا کھلا ہوا معجزہ ہے۔ کہ آپ نے غیب کی خبر دی جو ہونے والا ہے بتا دیا اور فارس سے وہ خاص شہر مراد نہیں بلکہ جنس عجم یعنی ملک فارس مراد ہے اور عنقریب یہ مضمون آتا ہے کہ امام صاحب کے دادا بر بناء قول اکثر حضرات اہل فارس سے تھے اور دیلمی کی روایت ہے کہ تمام عجم میں بہتر فارس ہے امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا اس حدیث کی وجہ سے جس کی صحت پر اتفاق ہے خبر موضوع سے جو لوگوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں گڑھا ہے استغناء حاصل ہے ان کے شاگرد مذکور نے کہا کہ ہمارے استاد نے اس تقریر میں اس بات کی سند کی طرف اشارہ فرمایا جو بعض علم حدیث سے ناواقف اصحاب مناقب نے بیان کیا اس لئے کہ اس کی سند میں جھوٹے اور خلاف کے گڑھنے والے لوگ ہیں اور ان کی روایت یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابوحنیفہ النعمان ہے وہ قیامت تک کے میری امت کا چراغ ہے اور دوسرے لفظوں سے یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت

ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میرے بعد ایک شخص آئے گا جس کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ خدا کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھوں پر زندہ ہو گی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت کی ہر قرن میں سابقین ہوں گے ابوحنیفہ اس امت کے سابق ہیں۔ اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کے تمام خراسان والوں پر ایک چاند نکلے گا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔

اس سے دوسری روایت میں ہے کہ رائے حسن کی ہے اور بعد ہمارے رائے حنیف ہوگا اس کی وجہ سے بقاء اسلام تک احکام جاری رہیں گے اور اس کی رائے مثل میری رائے اور میرے حکم کے ہے اس کے ساتھ ایک مرد قائم ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت کوفی اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور وہ کوفہ کا رہنے والا ہوگا علم وفقہ میں کوشاں احکام کو حق بجانب پھیرے گا دین حنفی اور اچھی رائے والا ہوگا۔

ایک اور روایت میں ابن سیرین سے ہے کہ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خواب جس کا تذکرہ آتا ہے ان سے بیان کیا ابن سیرین نے فرمایا کہ تم اپنی پیٹھ اور بائیں جانب کھولو تو امام نے کھولا تو انہوں نے دونوں مونڈھے یا بائیں بازو میں ایک تل دیکھا اور فرمایا کہ ہم نے سچ کہا کہ تم ابوحنیفہ ہو جس کے بارے میں سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابوحنیفہ ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان اور ایک روایت میں ہے اس کی بائیں جانب تل ہوگا خدا کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھ پر زندہ ہوگی یہ سب حدیثیں موضوع ہیں جس کو ادنیٰ علم بھی حدیث کے پرکھنے کا ہے اس کے نزدیک ان سب کی کچھ وقعت نہیں۔

اس لئے امام ابن جوزی نے ان سب کو موضوعات میں بیان کیا اور علامہ ذہبی اور ہمارے استاذ امام جلال الدین نے اپنے مختصر اور حافظ ابو الفضل شیخ الاسلام ابن حجر نے لسان المیزان میں اس کو مقرر رکھا اور علامہ قاسم حنفی نے (جن پر اس زمانہ میں مذہب حنفی کی ریاست ختم تھی) اس کا اتباع کیا...... اس وجہ سے امام کے مناقب میں جن محدثین نے کتابیں لکھیں مثلاً امام اجل ابو جعفر طحاوی اور صاحب طبقات حنفیہ محی الدین قرشی اور ان کے علاوہ اور حنفی ثقہ ثبت نقاد صاحب علم وافر کسی نے ان احادیث کو نہیں بیان کیا"۔ ختم ہوا خلاصہ کلام امام جلال الدین سیوطی کے شاگرد کا اور جو شخص کہ امام صاحب کے آئندہ حالات ان کے کرامات ان کے اخلاق ان کے طریقے پر جو اس کتاب میں مذکور ہوں گے مطلع ہو گا جان لے گا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان اس سے وراء ہے کہ ان کے فضل و بزرگی کے لئے کسی موضوع حدیث یا لفظاً موضوع سے سند لائی جائے خصوصاً اس حدیث کے رہتے ہوئے جسے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا جس سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں مثل اپنے نظیر علماء عجم کے یا مثل ان سے اعلیٰ و افضل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اور امام اعظم کی علو شان پر اس حدیث سے بھی استدلال ہو سکتا ہے جو ارشاد ہوا کہ ۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت اٹھ جائے گی اس وجہ سے امام شمس الائمہ کردی نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام اعظم ہیں کہ ان کا وصال اسی سن میں ہے۔

پہلی فصل بیان میں ان امور کے جو اس

کتاب کی تالیف کے باعث ہوئے

اول: وہ حدیث ہے جو بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بلکہ امام مسلم نے مقدمہ صحیح اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے رتبہ کے موافق مقام دیں اور خرائطی کی روایت میں یہ ہے کہ لوگوں کو خیر وشر میں ان کے رتبہ کے موافق اتارو اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی جگہ میں اتارو اور لوگوں کو اپنی عقل سے پہچانو۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے جس نے لوگوں کو ان کے رتبہ کے موافق اتارا اس نے اپنے سے مشقت دور کر دی۔

امر دوم: تاریخ خطیب اور منتظم ابن جوزی میں چند باتیں ایسی ہیں جو بالکل منافی کمال شان امام اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اس کے علاوہ خطیب نے امام صاحب کے فضائل میں اس کے بعد باسانید مشہورہ وہ باتیں ذکر کیں جن کے ذکر سے عقل حیران ہے بلکہ ان کے بعد آنے والے سب امام اس ترجمہ میں اسی سے استمداد کرتے ہیں یہ ہیں منخول میں جو امام حجۃ الاسلام غزالی کی طرف منسوب ہے اسی قسم کی چند باتیں مذکور ہیں اور میں نے امام غزالی کی طرف منسوب اس لئے کیا کہ اس کتاب میں جو کچھ مذکور ہے ان سب کی نسبت امام کی طرف صحیح نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ بیہودہ الفاظ بھی کسی نے گڑھے ہوں اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ خود امام حجۃ الاسلام نے احیاء العلوم میں جو ان سے متواتر ہے اس قسم کے مناقب لکھے ہیں جو ان کے کمال شان کے لائق ہیں اور اس کا جواب بعض حنفیہ نے یہ دیا ہے کہ اولاً نہیں مانتے کہ یہ امام حجۃ الاسلام نے لکھا ہے۔

اور اگر بالفرض والتقدیر مان بھی لیں تو وہ اپنے ابتدائی زمانہ میں لکھا ہے جب متعصبین فقہا کے طرز پر تھے مگر جب اس سے ترقی کی اور ان کے اخلاق پاک ہوئے اور اپنے رتبہ کمال کو پہنچے تو اس قول شنیع سے رجوع کیا اور حق بات کتاب احیاء العلوم میں لکھی تو اے مخاطب تو اس سے پرہیز کر کہ اس کے گرد بھی گھومے اور اس سے بچ جس طرح سم قاتل سے بچتے ہیں کیونکہ سخت بیماری ہے اور یہی وہ بات ہے جس نے فقہا کو منافست (ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا) اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کی طرف پلٹایا جیسا کہ اس کی گمراہی کی تفصیل اور اس کی برائی عنقریب آتی ہے اور یہ کلام بسا اوقات سنا جاتا ہے اس کے کہنے والے سے تو کہا جاتا ہے کہ لوگ اس چیز کے دشمن ہیں جس کو نہ جانیں اور نہ گمان کر اس کا اس لئے کہ وہ واقف کار پر پہنچا ہے تو اور نصیحت قبول کر اس شخص سے جس نے اپنی عمر کو ایک زمانہ تک اس میں ضائع کیا اور اگلوں پر تصنیف و تحقیق و جدل و بیان میں زیادتی کی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حق راہ ہدایت کی اور اس کے عیب پر مطلع کیا تو اس کو چھوڑ کر اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہوا۔ ختم ہوئی عبارت بعض محققین کی۔

اور یونہی وہ امر ہے جس کا بیان اوپر ہوا۔ کلام بعض متعصبین کا جس کا نام غزالی ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ وہ حجۃ الاسلام غزالی ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ وہ ایک دوسرا شخص مجہول الحال ہے جس کی مستقل تالیف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توہین و تنقیص شان میں ہے حالانکہ جو جو باتیں اس میں امام کی طرف منسوب ہیں وہ اس سے بالکل بری و منزہ ہیں علاوہ بریں یہ بھی بعید نہیں کہ کسی زندیق بدنصیب نے اس کو گڑھ کر امام حجۃ الاسلام غزالی کی طرف منسوب کر دی ہو تا کہ اس امام کبیر و مرد شہیر کی وجہ سے اس کے افتراءات لوگوں میں رواج پا جائیں تو وہ اس سبب سے ان لوگوں میں

ہو گیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور اندھا بنایا تو ایسی صورت میں جن لوگوں کو ان کتابوں کے مضامین کھوٹے کر دکھانے اور ان کے مصنفوں کو بیوقوف بنانے پر قدرت ہو۔ ان سب لوگوں پر واجب ہے کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے ان سب کو سست اور بے وقعت بنائے اور ان سب کو باطل کرے اور اس کے بنانے والے اور گھڑنے والے کی تکذیب کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتفاق کیا علماء معتبرین اور ائمہ مجتہدین نے امام اعظم کی تعظیم وتکریم پر بموجب ان حدیثوں کے جو گذریں اور آئندہ آئیں گی۔

امر سوم: متعصبین کی غلطی ظاہر کرنے ان کے اس قول میں کہ ہم نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مناقب میں صرف اسی وجہ سے کلام کیا کہ اس کا جاننا ہم پر متعین ہے اس لئے کہ لوگوں کی حالتیں متباین ہیں اور ان کے اوصاف جن پر روایت اور تقید کا مدار ہے مختلف اور ان لوگوں کا کلام اس بارے میں مثل اقوال خوارج کے ہے جس سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حجت پکڑی تھی کہ وہ بات حق تھی مگر مقصود ان کا باطل تھا کیونکہ انہوں نے اس بارے میں صرف ان باتوں پر اعتماد کیا جو امام کے معاصرین نے حسداً کہی تھیں کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور اسی طرح بعض بعد والے حضرات نے امام کی طرف ایسے کلامات منسوب کیے جو کسی صاحب کمال بلکہ کسی دیندار سے نہیں صادر ہو سکتے ہیں جس سے مقصود ان کا صرف امام صاحب کی توہین اور ان کے ذکر کی پستی تھی اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہ کہ اپنی روشنی پوری کرے اگرچہ مشرک اسے ناپسند جانیں اور ان کے زجر اور عذاب کیلئے وہ حدیث کافی ہے جو حضرت سرور عالم ﷺ سے بسند جید مروی جو شخص کسی کے بارے میں ایسی بات شائع کرے جس سے دنیا میں اس کی برائی ہو حالانکہ وہ شخص اس کلمہ سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ کو ضرور

ہے کہ اس کو جہنم میں اتنے دنوں تک روکے جتنے دنوں اس کے قول کا نفاذ ہوا اور دوسری روایت صحیح میں ہے جو کسی مومن کے بارے میں وہ بات کہے جو اس میں نہیں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے پرنالے میں اس کو جگہ دے گا یہاں تک کہ اس سے نکل جائے جو کہا تھا اور وہ کبھی نکلنے والا نہیں۔

امر چہارم: ظاہر کرنا اس بات کا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ مثل ان تمام ائمہ کرام کے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنو او کانوا یتقون لھم البشرٰی فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ (یونس-۶۴ تا ۶۲) صادق آتا ہے اور اس صدق کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک ان ائمہ مجتہدین اور علماء عاملین سے ایسے کمالات باہرہ اور کرامات ظاہرہ بروایت صحیح ثابت ہوئے ہیں جس کا انکار نہیں کر سکتا مگر سخت جاہل معاند تو حقیقۃً وہی اولیاء اللہ جامع شریعت وحقیقت ہیں جب یہ بات معلوم ہو چکی تو جو شخص ان میں سے کسی ایک کی تنقیص کرتا ہے وہ ان لوگوں سے ہے جن پر کلمہ طرد وغضب ثابت ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو اس نے اپنے آپ کو ایسے امر میں ڈالا ہے جس کی اسے طاقت نہیں یعنی خدا اور رسول جل شانہ و ﷺ سے لڑائی کرنا اور جو خدا سے لڑائی کرے گا وہ ضرور ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوگا۔ نعوذ باللہ منہ اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے جسے ائمہ محدثین امام بخاری وغیرہ نے متعدد طریقوں سے جن کی تعداد پندرہ سے بھی زائد ہے ایک جماعت کثیرہ صحابہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس نے دشمنی رکھی یا ذلیل کیا یا اذیت پہنچائی یا توہین کی میرے کسی ولی کی اور دوسری روایت میں ہے مسلمانوں کے ولی کی ہم نے اس کو لڑائی کا اعلان دے دیا اور دوسری روایت میں ہے اس نے مجھ سے لڑائی حلال کر لی اور ایک روایت میں ہے وہ مجھ سے

جنگ کرنے کو نکلا اور جب یہ تجھے معلوم ہوا تو تُو نے یہ بھی جان لیا کہ اس میں کس قدر وعید شدید اور زجر موکد اور سخت منع ہے جو ادنیٰ عقل والے کو بھی اس امر سے روکے گی کہ وہ بھی خوض کرے ان امور میں جس میں ائمہ اعلام مصابیح انظلام کی توہین شان کی ہو اور بہت ہی دور ہے اس سے کہ کسی طرح سے ان کو ایذا پہنچے کیونکہ جن امور سے زندہ ایذا پاتے ہیں اموات بھی گزند رسیدہ ہوتے ہیں اور کس طرح کسی شخص کو اس پر اقدام کی جرأت ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے اولیاء کے لئے ایسا غضب ہوتا ہے جس طرح تمہیں اپنے بچے کے لئے غصہ ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے جسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے وہب بن منبہ سے روایت کیا رب العزۃ جل وعلا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بوقت کلام فرمایا جان تو کہ جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کر دیا اور میرا مقابلہ کیا اور اپنے نفس کو ہلاکت کیلئے پیش کیا اور مجھ کو اس کی طرف بلایا اور میں سب سے زیادہ جلدی کرتا ہوں اپنے اولیاء کی مدد میں کیا مجھ سے اعلان جنگ کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے عاجز کرے گا یا مجھ سے آگے بڑھے گا اور مجھ سے نکل بھاگے گا۔ میں دنیا و آخرت میں بدلہ لینے والا ہوں۔ اس کی رد کو اپنے غیر کے حوالے نہ کروں گا تو سوچ پھر سوچ اور پرہیز کر اس بات سے کہ عمیق گڑھے ہلاکت میں تُو گرے کیونکہ خدا کو اس کی پروا نہیں کہ تو کس میدان میں ہلاک ہوگا اسی لئے حافظ ابو القاسم بن عساکر نے اپنی کتاب تبیین کذب المفتری فیما نسب الامام ابی الحسن الاشعری میں فرمایا کہ علماء کے گوشت زہر آلود ہیں اور جو ان کی توہین و تنقیص کرے گا اس کی رسوائی معلوم ہے نیز فرمایا کہ علماء کے گوشت زہر ہیں جو ان کو سونگھے گا بیمار پڑے گا جو کھائے گا مرے گا۔ نیز کہا اور علماء نے ان کے فضائل کو جمع فرمایا اور ان کے طریقے اور ان

کے اخبار کی نگہداشت کی جو شخص صحابہ کرام اور تابعین فخام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل کے بعد فضائل امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی کو پڑھے اور اس کا اہتمام رکھے اور ان کے اچھے طریقے ستھری خصلتوں پر واقف ہو تو اس کے لئے یہ ستھرا کام ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان سب لوگوں کی محبت سے نفع بخشے اور جو شخص ان کے متعلق یاد نہ رکھے سوائے ان امور کے جن کو ان کے حاسدوں نے حسد اور بیہودہ بکواس اور غصہ کے طور پر کہا وہ شخص محروم التوفیق ہے اور عیب کرنے والا اور کج راہ ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان لوگوں سے بنائے جو بات سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں آمین۔

امر پنجم ائمہ حفاظ نے ان کی سوانح لکھی اور ہر زمانہ میں ان کے محامد میں طول طویل تقریر کی تو میں نے چاہا کہ میں بھی اس سلک میں منسلک ہو جاؤں تا کہ اس پاک نفس امام کی برکت مجھ پر ہو جس طرح ان حضرات پر ہوئی ابن جوزی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ان کے تذکرے کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے اور میں نے یہ چاہا کہ جو کچھ ان حضرات نے ذکر کیا ہے اسے موثر عبارت میں بحذف اسانید مختصر کروں اور چونکہ ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے اسی پر اعتماد کروں اس وجہ سے کہ لوگ مختصر کو پسند کرتے اور مطول سے گھبراتے ہیں چونکہ ان کی ہمتیں قاصر ہو گئیں اور اغراض فاسدہ منافی مشقت تحصیل علم کثرت سے ہو گئے۔

دوسری فصل آپ کے نسب کے بیان میں

لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اکثر نے کہا اور محققین نے اسی کی تصحیح کی ہے کہ آپ عجمی ہیں اس پر دلیل وہ حدیث ہے جسے خطیب نے عمرو بن حماد آپ کے صاحبزادہ سے روایت کی کہ امام صاحب ثابت بن زوطی ابن ماہ کے صاحبزادے ہیں

---

۱ زوطی بضم زاء معجمہ و فتح طاء مہملہ بروزن سلمیٰ ۱۲ منہ

جو اہل کابل سے تھے بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے پس اسلام قبول کیا جب انہوں نے ان کو آزاد کر دیا تو ثابت دین اسلام پر پیدا ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اہل انبار سے ہیں وہاں سے نسا آئے وہیں امام ابو حنیفہ پیدا ہوئے جب جوان ہوئے پھر وہیں واپس گئے۔

اور بعضوں نے کہا کہ اہل ترمذ سے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ چاروں شہروں میں آئے ہوں تو ہر ایک کو جو یاد رہا اس نے وہی بیان کیا۔ دوسری روایت میں اسماعیل بن حماد و عمر مذکور کے بھائی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ثابت بن نعمان بن مرزبان[3] ابناء فارس سے ہیں ہمیشہ سے آزاد تھے۔ کبھی کسی کے غلام نہ ہوئے ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولائے کائنات نے ان کے اور ان کی ذریت کے لئے برکت کی دعا کی اور مجھے خدا سے امید ہے کہ ہم لوگوں کے بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی اور نعمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نوروز کے دن فالودہ ہدیہ بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ ہر روز ہمارے لئے نوروز ہے اور بعض نے کہا کہ یہ واقعہ مہرجان کا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر روز ہمارا مہرجان ہی ہے عمر و اسماعیل دونوں بھائیوں کا ثابت کے والد میں اختلاف ہے کہ نعمان ہیں یا زوطی اور دادا ان کے مرزبان ہیں یا ماہ ہو سکتا ہے کہ دو دو نام تھے یا ایک ایک نام اور دوسرا لقب تھا یا زوطی کے معنے نعمان اور مرزبان کے معنے ماہ کے تھے اور رقیق و حر ہونے میں اختلاف کا جواب یہ ہے کہ جس نے ثابت

---

1. بلخ یا ہندوستان کے کنارہ اقلیم میں ایک شہر ہے۔
2. ترمذ بفتح تا و ضم میم و بالکسر و اہل عجم جیحون کے کنارے ایک شہر ہے۔
3. مرزبان بفتح میم و سکون را و ضم زا معرب رئیس ۱۲ منہ

کیا اس نے دادا کے متعلق کہا اور جس نے نفی کی اس نے ثابت سے نفی کی لیکن اسماعیل کے لڑکے نے کہا کہ ثابت غلام تھے اور کابل سے قید ہو کر آئے تھے تو بنی تیم اللہ کی ایک عورت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور بعضوں نے کہا کہ ثابت بن طاؤس بن ہرمز بھی ساسان کے بادشاہ تھے اور بعضوں نے کہ کہ وہ عربی تھے زولی یحیٰی بن زید بن اسد کے قبیلہ سے تھے اور ایک نسخہ میں ابن راشد الانصاری ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اور ایک جماعت اصحاب مناقب نے اسی کو ترجیح دی جو آپ کے پوتوں نے بیان کیا اس لئے کہ ان کو اپنے دادا کا نسب زیادہ معلوم ہوگا۔

تیسری فصل آپ کی سنہ ولادت میں

اکثریت کا خیال یہ ہے کہ آپ ۸۰ھ میں کوفہ میں بزمانہ خلافت عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے اور بعضوں کا یہ خیال کہ آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے بالکل غلط و مردود ہے۔

چوتھی فصل آپ کے نام نامی کے بیان میں

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی نعمان ہے اور اس میں ایک نفیس راز ہے اس لئے کہ نعمان اصل میں وہ خون ہے جس کی وجہ سے بدن کا قوام ہے اور اسی وجہ سے بعضوں نے کہا کہ وہ روح ہے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے فقہ کا قوام ہے اور آپ ہی بیان دلائل اور مشکلات فقہ کا منشاء ہیں یا نعمان ایک سرخ گھاس خوشبودار ہے گل لالہ یا رنگ ارغوان ہے تو امام ابوحنیفہ کی خصلتیں اچھی ہوئیں اور آپ غایت کمال کو پہنچے یا نعمان بروزن فعلان نعمت سے مشتق ہے تو امام ابوحنیفہ اللہ کی نعمت مخلوق الٰہی پر ہیں اور نکرہ کرتے یا ندا یا مضاف کرنے کے وقت ال کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے سوا بھی حذف کرتے ہیں مگر وہ

شاذ ہے ابن مالک نے کہا کہ اس کا حذف واجب تھا دونوں برابر ہیں مگر اور لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے نیز اس پر بھی لوگوں کا اتفاق ہے کہ آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہے مؤنث حنیف کا ہے جس کے معنے ناسک عابد مسلم ہیں کیونکہ حنیف کے معنے مائل ہونا اور مسلم دین حق کی طرف مائل ہے اور بعضوں نے کہا کہ آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس دوات رہتی تھی جس کو عراق کی زبان میں حنیفہ کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا۔ اور یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ آپ کی اولاد ذکور یا اناث سوائے حماد کے کوئی ثابت نہیں خطیب وغیرہ نے امام صاحب سے منقطعاً روایت کی ہے کہ میرے بعد میری کنیت کوئی نہ رکھے گا مگر مجنون۔ لوگوں نے کہا ہم نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ جنہوں نے آپ کی کنیت رکھی ان کی عقلیں کمزور تھیں مگر اس کا رد کیا گیا ہے کہ قریب تیس آدمیوں نے اپنی کنیت ابو حنیفہ رکھی اور وہ سب کے سب امام وعلماء تھے جیسے ابو حنیفہ دینوری ہاں آپ سے پہلے یہ کنیت کسی کی نہ تھی سوائے دو مجہول تابعی کے۔

پانچویں فصل آپ کی صورت کے بیان میں

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ متوسط قامت بہت خوبصورت فصیح زبان اکمل الایراد شیریں بیان اپنے مطلب پر بین الحجۃ تھے ان کے صاحبزادے حماد نے فرمایا کہ وہ طویل القامت گندمی رنگ حسین خوبرو بارعب تھے بے وجہ کلام نہ فرماتے۔ جب کوئی پوچھتا اس کا جواب دیتے بیکار باتوں میں نہ پڑتے اور متوسط القامۃ وطویل القامۃ کہتے ہیں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ معتدل القامۃ اقرب الطویل القامۃ ہوں جیسا کہ شمائل ترمذی میں اس کو لکھا ہے۔ ابن مبارک نے کہا خوبصورت جامہ زیب تھے کپڑے نفیس پہنتے تھے۔

چھٹی فصل ان صحابہ کرام کے بیان میں جن کو امام صاحب نے پایا

علامہ ذہبی نے فرمایا اور یہ صحیح ہے کہ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بچپنے میں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ان کو چند مرتبہ دیکھا سرخ رنگ کا خضاب کرتے تھے اور اکثر حضرات محدثین کے نزدیک جو شخص صحابی سے ملاقات کرے اگرچہ ساتھ نہ رہا ہو تابعی ہے اسی کو علامہ نووی نے صحیح کہا مثل ابن صلاح کے اور متعدد طریقوں سے یہ ثابت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں مگر ائمہ حدیث نے فرمایا کہ ان کا مدار ایسے لوگوں پر ہے جو موضوع حدیث بنانے کے ساتھ متہم ہیں شیخ الاسلام ابن حجر کے فتوے میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پایا جو کوفہ میں آپ کی سنہ ولادت ۸۰ھ کے بعد تھے تو وہ تابعین میں سے ہیں اور یہ فضل کسی دوسرے شہر کے امام کیلئے ثابت نہیں جو آپ کے ہمعصر تھے جیسے امام اوزاعی شام میں اور دونوں حماد بصرہ میں امام ثوری کوفہ میں امام مالک مدینہ شریف میں لیث بن سعد مصر میں"۔ ختم ہوئی عبارت فتاویٰ ابن حجر کی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ امام صاحب ان معزز تابعین میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۹_۱۰۰)

شامل ہے اور جن لوگوں نے مناقب میں کتابیں لکھیں ان میں سے ایک جماعت نے بیان کیا کہ امام صاحب نے سوائے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کی ایک

جماعت رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی ازاں جملہ عمرو بن حریث ہیں رضی اللہ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ان کا انتقال موافق قول صحیح ۸۵ھ میں ہے اور ۹۸ھ میں انتقال کی روایت صحیح و ثابت نہیں لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ موافق مذہب صحیح لڑکا جب سن تمیز کو پہنچ جائے اس کا سماع صحیح ہے اگرچہ پانچ ہی برس کا ہو اور ازاں جملہ حضرت عبد اللہ بن انیس جہنی ہیں رضی اللہ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ان کا انتقال ۵۴ھ میں ہوا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ صحابیوں کا نام ہے تو امام صاحب نے جس سے روایت کی عبداللہ بن انیس جہنی مشہور کے سوا دوسرے شخص ہیں رضی اللہ عنہما مگر اس کا رد اس طرح پر کیا گیا ہے کہ سوا مشہور عبداللہ بن انیس جہنی کے کوئی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہم کوفہ نہیں تشریف لے گئے اور بعضوں نے بسند امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبداللہ بن انیس صحابی رسول اللہ ﷺ و رضی اللہ عنہ ۹۴ھ میں کوفہ آئے میں نے ان کی زیارت کی اور ان سے یہ حدیث سنی کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ مگر اس پر ایک یہ اعتراض ہے کہ یہ سند مجہول ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جو صحابی کوفہ گئے تھے وہ عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ بات بیان ہو چکی کہ انہوں نے ولادت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بہت زمانہ پہلے وصال فرمایا اور ازاں جملہ عبداللہ بن حارث بن جزء[1] زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے ۸۶ھ میں مصر میں موضع سقط ابی تراب جو ایک بستی ہے بجانب سمنود اور محلہ کے قریب انتقال کیا اور وہ وہیں مقیم تھے اور وہ حدیث جو امام صاحب سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کیا اور

---

[1] جزء بفتح جیم و سکون زاء زبیدی تصغیر زبید ۱۲ منہ

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو مسجد حرام میں درس دیتے دیکھا اور ان سے حدیث سنی اس کو ایک جماعت نے غلط کہہ دیا ہے کہ بعض ان سے شیخ قاسم حنفی راوی ہمارے استاذ الاساتذہ ہیں اس سبب سے کہ اس کی سند میں قلب وتحریف واقع ہوئی اور اس کے راوی اتفاقاً کذاب ہیں اور ابن حزز نے مصر میں انتقال کیا اس وقت امام صاحب کی عمر چھ سال کی تھی اور عبداللہ بن جزء اس مدت کے اندر کوفے نہیں گئے اور از انجملہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال ۷۹ھ میں امام صاحب کی ولادت سے ایک سال قبل ہوا اسی لئے ائمہ نے اس حدیث کی نسبت جو امام صاحب نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص کے لڑکا نہیں ہوتا تھا سرور عالم ﷺ نے اس کو کثرت سے استغفار اور صدقہ کا حکم فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ نے نو لڑکے دیئے فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور از انجملہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ہیں رضی اللہ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ ۸۵ھ یا ۸۷ھ میں انتقال فرما گئے لیکن اس کا بھی وہی جواب دیا گیا جو عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے بارے میں گذرا اور اس لئے امام صاحب کی وہ حدیث متواتر جو آپ نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی من بنی للّٰہ مسجداً ولو مکفحص قطاۃ بنی اللّٰہ لہ بیتاً فی الجنۃ بعضوں نے کہا شائد امام صاحب نے اس حدیث کو پانچ یا سات سال کی عمر میں سنا ہو اور از انجملہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ہیں امام صاحب نے ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ لا تظھر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللّٰہ ویبتلیک اور دع ما یریبک الی ما لا یریبک پہلی حدیث کو ترمذی نے دوسرے طریقہ سے روایت کیا اور حسن کہا اور دوسری حدیث بروایت جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کیا اور اس کو ائمہ نے صحیح کہا مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ ان کا انتقال بزمانہ امارت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ ہوا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ میں وصال فرمایا اور از انجملہ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کی وفات ۱۰۲ھ میں مکہ میں ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پیچھے انہوں نے وصال کیا اور از اں جملہ عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا ہیں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ علامہ ذہبی و شیخ الاسلام ابن حجر کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صحابیہ نہیں اور یہ مجہول ہیں اور اسی وجہ سے امام صاحب نے جو حدیث سنی ان سے روایت کی مردود خیال کی گئی۔ اکثر جند اللہ تعالیٰ فی الارض الجراد ولا اکلہ ولا احرمہ اور از انجملہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں ان کی وفات ۸۹ھ میں ہوئی اور بعضوں نے کہا اس کے بعد اور از انجملہ حضرت سائب بن خلاد بن سوید ہیں ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی اور از انجملہ حضرت سائب بن یزید بن سعید رضی اللہ عنہ ہیں ان کی وفات ۹۱ھ یا ۹۴ھ میں ہوئی از انجملہ عبد اللہ بن بسرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی از انجملہ محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ ہیں ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی از انجملہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ وہ ۸۰ھ میں حمص میں انتقال فرما گئے اور از انجملہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ وہ حمص میں ۸۱ھ میں انتقال فرما گئے۔

تنبیہ

بعض متاخرین محدثین جنہوں نے امام صاحب کے مناقب میں مبسوط کتاب لکھی یہ بیان کیا ہے کہ ایک مخلوق ائمہ حدیث نے اس پر تعین کر لیا ہے کہ امام صاحب نے کسی صحابی رضی اللہ عنہم سے کوئی حدیث روایت نہ کی اور ان کی دلیل چند امور ہیں اول آپ کے اکابر اصحاب مثل امام ابو یوسف و امام محمد، ابن مبارک و عبد الرزاق رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم نے کوئی حدیث آپ سے روایت نہ کی تو اگر ایسا ہوتا

ضرور روایت کرتے کیونکہ یہ ایسا وصف ہے جس پر محدثین جتنا فخر کریں زیبا ہے اور بعض سندوں میں یہ ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے سنا ضرور اس میں کوئی کذاب ہے ہاں البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو باعتبار سن کے پانا یہ دونوں باتیں بے شک صحیح ہیں اور علامہ عینی علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا کہ آپ کا سماع صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس کو شیخ حافظ قاسم حنفی علیہ الرحمۃ نے رد کر دیا ہے اور جن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ نے فرمایا ان سے نہ سننے کا سبب ظاہر یہ ہے کہ پہلے آپ کسب میں مشغول تھے وہ تو علامہ شعبی نے جب ان کی ذکاوت دیکھی تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا اور جس شخص کو ادنیٰ تعلق بھی علم سے ہے جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا ختم ہوا کلام اس محدث کا۔ اور محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی مقدم ہے ارسال، انقطاع کے راوی پر کیونکہ اس کو زیادہ علم ہے علامہ عینی کے قول کی تائید کرتا ہے اس کو محفوظ رکھو یہ ایک ضروری امر ہے۔

ساتویں فصل آپ کے اساتذہ کے بیان میں

امام صاحب کے اساتذہ رحمۃ اللہ علیہم بہت ہیں جن کے لئے یہ مختصر کسی طرح گنجائش نہیں رکھتا امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار ۴۰۰۰ اساتذہ ذکر کئے اور دوسروں نے کہا صرف تابعین رضی اللہ عنہم ہیں آپ کے استاد چار ہزار ہیں تو غیر تابعین کو کون خیال کر سکتا ہے کہ کتنے ہوں گے از انجملہ موافق بیان لیث بن سعد و امام دار قطنی و جماعت دیگر کہ ان میں سے ابو محمد عینی بھی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ مالک بن انس امام دار الہجرۃ ہیں۔ بلکہ بعضوں نے کہا کہ اس نے مسند امام ابو حنیفہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث کی روایت دیکھی اور یہ دونوں امام منجملہ ان کے شاگردوں کے ہیں اور بعضوں نے آپ کے اساتذہ کو ذکر کیا ہے جو ایک طویل فہرست ہے اسی لئے میں نے ان کو حذف کر دیا۔

آٹھویں فصل علم حدیث اور فقہ میں آپ کے شاگردوں کے بیان میں

بعضوں نے کہا کہ وہ اس قدر ہیں کہ ان کا استیعاب دشوار ہے ضبط ناممکن ہے اسی وجہ سے بعض ائمہ نے کہا کہ مشہور ائمہ اسلام میں کسی کے شاگرد اس قدر ظاہر نہ ہوئے جس قدر امام ابوحنیفہ کے اور علماء و عام لوگوں کو کسی سے اس قدر فائدہ نہ پہنچا جتنا امام اور ان کے شاگردوں سے احادیث مشتبہ کی تفسیر اور مسائل کی تفسیر اور مسائل مستنبط اور نوازل وقضایا و احکام کے بیان میں فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بہتر جزا دے بعض متاخرین نے امام صاحب کے تذکرہ میں آٹھ سو شاگردوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام ونسب بیان کیا ہے۔

نویں فصل آپ کی پیدائش ونشوونما اور علم کی طرف توجہ کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحیح قول یہی ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی اور اپنی جوانی کے وقت میں کسی ایسے شخص کو نہیں پایا جو موجودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کرے تو آپ بیع وشرا میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امام شعبی کو اس کے لئے آمادہ کیا تو انہوں نے امام صاحب کو تحصیل علم اور علماء کی ہم نشینی کی طرف جگایا تو آپ کے دل میں ان کی بات بیٹھ گئی اس وجہ سے کہ آپ نے اس میں ہوشیاری اور شرافت سمجھی تو بازار چھوڑ تجارت سے منہ موڑ کر علم کی طرف متوجہ ہوئے پہلے علم کلام حاصل فرمایا اور اس میں ایسا کمال حاصل کیا کہ آپ کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے اور

آپ ایک زمانہ تک اس میں مناظرہ کرتے اور اس فن پر سے اعتراضات دفع کرتے یہاں تک کہ بصرہ آئے اس لئے کہ اکثر فرقے قریب انتیس ۲۹ فرقے وہاں تھے بعض مرتبہ آپ وہاں سال سال بھر بلکہ زیادہ اقامت فرماتے تھے اور ان فرقوں سے مناظرہ فرمایا کرتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں امام صاحب علم کلام کو بسبب اصل دین ہونے کے جملہ علوم سے ارفع و اعلیٰ خیال فرماتے تھے پھر آپ کو الہام ہوا کہ صحابۂ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہ طریقہ نہ تھا باوجودیکہ وہ اس پر زیادہ قادر تھے اور اس کو زیادہ جانتے تھے بلکہ انہوں نے اس سے سخت منع کیا اور انہوں نے سوائے شرعیات و مسائل فقہیہ کی تعلیم کے کسی کام پر وقت صرف نہ کیا اس وجہ سے امام صاحب نے طریقہ جدل کو ناپسند کیا اور اس واقعہ نے اس کو اور مؤکد کر دیا کہ آپ حلقۂ تلامذۂ امام حماد رحمہم اللہ تعالیٰ کے قریب تشریف رکھا کرتے تھے کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور ان سے ایک شخص کے متعلق یہ مسئلہ پوچھا کہ وہ اپنی بی بی کو طلاق سنی دینا چاہتا ہے کیا کرے آپ نے تو اس کا کوئی جواب نہ دیا اور فرمایا کہ حضرت حماد سے پوچھ اور جو کچھ وہ فرمائیں پھر مجھ سے کہنا اس نے ایسا ہی کیا اس دن سے آپ نے علم کلام کو قطعاً چھوڑ دیا اور امام حماد کے حلقۂ درس میں بیٹھے تو جو کچھ حماد فرماتے ان سب کو یاد کر لیتے تھے اور آپ کے ساتھی اس میں خطا کرتے تھے تو حضرت حماد نے ان کو اپنے مقابل صدر جلسہ میں دس برس تک بٹھایا اس کے بعد آپ کے دل میں آیا کہ ان سے جدا ہوں اور اپنا ایک حلقۂ درس الگ مقرر کریں۔ چنانچہ جس شب اس کا ارادہ کیا اس کی صبح ایسا ہوا کہ آپ کے ایک قریبی رشتہ دار کی جس کا کوئی دوسرا وارث نہ تھا موت کی خبر آئی تو آپ کو وہاں اس کے مال کے لینے کے لئے جانا ضروری ہوا تو حضرت حماد سے اجازت لیکر دو مہینے تک غائب رہے اس کے بعد واپس آئے اور

آپ سے کسی نے ساٹھ ۶۰ مسئلے دریافت کئے جو آپ نے استاد سے نہیں سنے تھے آپ نے ان کے جوابات دیئے اس کے بعد ان مسئلوں کو حضرت حماد کے سامنے پیش کیا چالیس ۴۰ مسئلوں میں انہوں نے موافقت فرمائی اور بیس مسئلوں میں مخالفت کی تو آپ نے قسم کھائی کہ تادم مرگ ان سے جدا نہ ہوں گے خطیب وغیرہ نے امام صاحب سے روایت کی کہ آپ نے جب علم کی طرف توجہ کا ارادہ فرمایا تمام علوم کی غایات پر غور فرمایا کہ علم کلام کی غایت تھوڑی ہے اور کلامی جب اپنے فن میں کامل ہوتا ہے اور جب اس کی ضرورت پڑتی ہے تو تمام مسئلوں کو علانیہ نہیں ظاہر کر سکتا ہے اور ہر برائی کے ساتھ مطعون ہوتا ہے اور علم وادب ونحو وقرأت کی غایت لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور ان کو پڑھانا ہے اور شعر کی غایت مدح یا مذمت اور کذب ودروغ ہے اور علم حدیث کے لئے ایک عمر طویل درکار ہے اور اگر کہیں کوئی محدث کذب یا سوء حفظ کے ساتھ متہم ہو گیا تو یہ اس میں قیامت تک کیلئے دھبہ ہو گیا فرمایا پھر میں نے فقہ میں فکر کیا تو جیسے جیسے میں نے اس کو لوٹ پوٹ کیا اس کی حلاوت زیادہ ہوتی گئی اور اس میں میں نے کوئی عیب نہ پایا اور میرے نزدیک دین ودنیا کا کوئی کام بغیر اس کے ٹھیک نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے فقہ ہی کی طرف توجہ کی۔

تنبیہ

خبردار کبھی ایسا وہم نہ کرنا کہ امام صاحب کو سوائے فقہ کے دوسرے کسی فن میں مہارت تامہ نہ تھی حاشا وکلا وہ تمام علوم شرعیہ تفسیر حدیث اور علوم آلیہ فنون ادبیہ مقائس حکمیہ میں بحر ناپیدا کنار اور امام عدیم المثیل تھے اور آپ کے بعض دشمنوں کا آپ کے بارے میں ایسا کہنا اس کا منشا حسد ہے اور اس کی حجت اپنے اقرآن پر ترفع

اور ڈ و رو بہتان کے ساتھ متہم کرتا ہے اور اللہ انکار کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو
پورا کر دے اور اپنے معاندین کی خرافات کا بطلان اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ بہت
سے مسائل فقہیہ ایسے ہیں جن کا مبنی علم عربیت ہے جس پر اگر کوئی منصف واقف ہوگا تو
ضرور حکم کرے گا کہ آپ کو علم عربیت میں ایسا کمال تھا جس سے عقل حیران ہے اور
آپ کے اشعار ایسے فصیح و بلیغ ہیں جس سے آپ کے ہمعصر ششدر ہیں اور اس
بارے میں یہ بھی معلوم ہوگا کہ علامہ زمخشری وغیرہ نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن کا
عنقریب بیان ہوگا کہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ رمضان شریف میں ساٹھ ۶۰ ختم
قرآن فرماتے اور پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھتے تھے تو آپ کے بعض حاسدوں
کا یہ کہنا کہ آپ کو قرآن یاد نہ تھا بالکل سفید جھوٹ ہے امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ حدیث کی شرح کرنے میں کسی شخص کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ جاننے والا
میں نے نہیں دیکھا اور وہ مجھ سے زیادہ واقف حدیث صحیح کے تھے جامع ترمذی میں ان
سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے
افضل نہیں دیکھا بیہقی نے امام صاحب سے روایت کی کہ آپ سے سفیان ثوری سے
علم لینے کے بارے میں سوال ہوا فرمایا ان سے لکھو اس لئے کہ وہ ثقہ ہیں سوائے ان
احادیث کے جن کو بہ سند ابی اسحاق عن جابر الجعفی روایت کرتے ہیں خطیب نے
سفیان ابن عیینہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا سب سے پہلا وہ شخص جس نے مجھ کو
کوفہ میں علم حدیث پڑھنے کو بٹھایا امام ابوحنیفہ ہیں۔ لوگوں سے کہا کہ عمرو بن دینار کی
حدیث جاننے والے سب سے زیادہ یہ ہیں اور اسی فن حدیث میں بھی آپ کی جلالت
شان معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہ شخص ہیں جن سے سفیان ثوری سے پڑھنے کے متعلق مشورہ
لیا جاتا ہے اور ابن عیینہ کو تدریس کے لئے بٹھاتے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دسویں فصل فتوے دینے اور پڑھانے کیلئے پہلے پہل بیٹھنے کے بیان میں

جب آپ کے استاد حضرت حماد کا انتقال ہوا اور وہ اس وقت کوفہ میں رئیس العلما تھے لوگ ان کی وجہ سے بے پرواہ تھے۔ تب لوگوں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی شخص آپ کی جگہ بیٹھے تو لوگوں نے حضرت حماد کے صاحبزادہ کو بٹھایا اور ان کے پاس ان کے والد کے شاگرد آنے جانے لگے۔ مگر ان سے تمام لوگوں کی تشفی نہ ہو سکی کیونکہ ان کی توجہ فن نحو و کلام کی طرف زیادہ تھی تو موسیٰ بن کثیر بیٹھے وہ بڑے بڑوں سے ملا کرتے تھے اس لئے لوگوں نے ان کو اٹھا دیا تو وہ حج کرنے کو گئے اگرچہ وہ فقہ میں فارغ نہ تھے تب باتفاق رائے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا آپ نے بھی ان کی بات کو مان لیا اور فرمایا کہ میں نہیں پسند کرتا ہوں کہ علم مر جائے۔ تو لوگوں نے آپ کے یہاں آنا شروع کر دیا اور آپ کے پاس وسیع علم و حسن مواساۃ اور لوگوں کی باتوں پر صبر ایسا پایا جو کہیں ان کے سوا کسی کے یہاں نہ پایا تو لوگوں نے سب کو چھوڑ کر "یک در گیر محکم گیر" پر عمل کیا۔ پھر وہ لوگ درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ وہ علم و دین کے امام ہوئے اور دوسرے طبقہ سے امام ابو یوسف و زفر وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پھر ہمیشہ آپ کا رتبہ زائد اور تلامذہ آپ کے بڑھنے لگے یہاں تک کہ آپ کا حلقہ مسجد کے سب حلقوں سے بڑا ہو گیا اور لوگوں کے قلوب آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور امراء ان کی توقیر کرتے خلفاء ان کو یاد کرتے الغرض آپ ممدوح خلائق ہوئے اور بہت سے ایسے کام کئے جن سے ان کے سوا عاجز رہے اور باوجود اس کے ان کے حساد معاند روز بروز بڑھتے رہے اور یہی طریقہ الٰہی اس کی

ملاقات میں ہے اور اللہ کے طریقہ میں رد و بدل نہیں سب سے زیادہ وہ امر جس نے افتاو تدریس سے رکنے کے بعد ان دونوں کی طرف متوجہ کیا۔ یہ بات ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سرور عالم ﷺ کی قبر مبارک کو الٹ کر استخوانہائے شریف کو جمع کر کے نکالا اور اپنے سینہ پر رکھا اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ نکالنے کے بعد بعض کو بعض کے ساتھ مرکب کرنے لگے اس خواب سے آپ بہت گھبرائے اور آپ کو سخت قلق ہوا یہاں تک کہ آپ کے احباب نے آپ کی عیادت کی پس آپ نے کسی کو ابن سیرین کے پاس بھیجا انہوں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ اس خواب کو دیکھنے والا نبی ﷺ کے طریقہ کو لوگوں کے لئے کھولے گا اور اس کی بے نظیر تاویل کرے گا تو اس وقت سے آپ مسائل کی طرف کشادہ دلی سے متوجہ ہوئے اور اسی قسم کی تدقیق فرمائی جس سے عقل حیران ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے بعض تلامذہ نے آپ کو دردناک دیکھا حالانکہ آپ مریض نہ تھے کیفیت پوچھی آپ نے اپنا خواب بیان کیا اس شخص نے کہا کہ یہاں ابن سیرین کا ایک شاگرد رہتے ہیں تو ان کو بلا لیں۔ فرمایا نہیں میں خود ان کے پاس چلوں گا چنانچہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور قصہ بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر کی کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو اظہار سنت نبوی میں آپ کو وہ علم حاصل ہوگا جس کی طرف کوئی سابق نہ ہوا اور علم میں آپ کا رتبہ بلند و بالا ہوگا اور یہ روایت اگلی روایت کے منافی نہیں ہو سکتی ہے کہ آپ نے ابن سیرین اور ان کے شاگرد دونوں سے خواب بیان کیا ہو اور دونوں نے تعبیر میں موافقت کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہویں فصل بنائے مذہب امام کے بیان میں

علماء نے جو امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے بارے میں اصحاب رائے کہا ہے خبر دار اس سے یہ نہ سمجھنا کہ یہ ان کی تنقیص ہے اور نہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ لوگ اپنی رائے کو سنت رسول اللہ ﷺ یا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم پر مقدم کرتے ہیں حاشا وکلا یہ لوگ اس سے پاک ہیں متعدد طریقوں سے امام صاحب سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے قرآن شریف کو لیتے ہیں اگر قرآن شریف میں نہ ملے تو حدیث شریف سے اگر حدیث میں بھی نہ ہو تو اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال مختلف ہوں تو جس کا قول قرآن شریف یا حدیث کے قریب تر ہوتا اس قول کو لیتے تھے اور ان کے اقوال سے باہر نہ ہوتے اگر کسی کا قول نہ ہوتا تو تابعین میں سے کسی کا قول نہیں لیتے تھے بلکہ جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا خود اجتہاد کرتے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہو تو اس کا اتباع کرتے ورنہ اقوال صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف رجوع کرتے اور اگر یہ بھی نہ ہوتا تو قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے ابن مبارک نے امام صاحب سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ملے تو سر آنکھوں پر ہے اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ملیں تو ان کو اختیار کرتے ہیں اور ان سے تجاوز نہیں کرتے البتہ جب تابعین کی بات آتی ہے تو ان سے ہم مزاحمت کرتے ہیں نیز انہیں سے مروی ہے کہ مجھے لوگوں سے تعجب ہے کہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا وہ رائے سے فتویٰ نہیں دیتے البتہ آثار سے حکم بتاتے ہیں نیز انہیں سے مروی ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ و اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو تو ہم ان کے اقوال میں اقرب بکتاب یا بسنت کو پسند کرتے

ہیں اور جو اس سے تجاوز کرے اس میں ہم اجتہاد کرتے ہیں اور یہی طریقہ اور لوگوں کا
تھا مزنی سے روایت ہے کہ امام شافعی سے سنا کہ قیاس میں لوگ امام ابو حنیفہ کی اولاد
ہیں امام صاحب کے قیاسات دقیق ہونے کی وجہ سے امام مزنی اکثر امام صاحب کے
کلام میں نظر فرماتے تھے اور یہی وجہ ہے جس سے ان کے بھانجے علامہ طحاوی مذہب
شافعی چھوڑ کر حنفی ہو گئے جیسا کہ خود انہوں نے تصریح کی ہے الحسن بن صالح کہتے
ہیں کہ امام ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کی بہت تفحص (جستجو، تلاش) فرماتے احادیث
اہل کوفہ کے عارف تھے لوگوں کے تعامل کا بہت ہی اتباع کرتے جو کچھ ان کے شہر
والوں کو پہنچا ان سب کے حافظ تھے ایک شخص نے آپ کو ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر
قیاس کرتے دیکھا تو وہ چلایا کہ اس فاسق کو چھوڑو سب سے پہلے قیاس کرنے والا[1]
ابلیس ہے امام صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص تو نے بے محل کلام
کیا۔ ابلیس نے اپنے قیاس کے زور سے صریح امر الٰہی کو رد کیا جس کی خبر قرآن
شریف میں موجود ہے اس لئے وہ کافر ہو گیا اور ہمارا قیاس اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل
ہے کیونکہ ہم قرآن شریف و حدیث شریف و اقوال ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم
اجمعین کی طرف چلاتے ہیں تو ہم اتباع کا قصد کرتے ہیں پس ہم اور ابلیس ملعون
دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ میں غلطی پر تھا میں نے توبہ کی اللہ
تعالیٰ آپ کے دل کو روشن کرے جس طرح آپ نے میرا دل روشن کیا۔ امام صاحب
سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ میری رائے ہے ہم اس

---

[1] زمانہ حال کے غیر مقلدین بھی یہی اعتراض کیا کرتے ہیں جس کا جواب باصواب خود امام صاحب نے افادہ فرمادیا کاش کچھ بھی علم و عقل سے کام لیتے تو مردود بات کو پھر پیش کرنے کی جرأت نہ کرتے اور سمجھتے کہ مطلقاً قیاس کرنا کار ابلیس ہے تو امام صاحب پر اعتراض کرنا خود بھی تو قیاس ہے فافہم و لا تدن۔

پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو اس کا قبول کر لینا ضروری ہے تو جس کے پاس اس سے بہتر ہو وہ اس کو لائے ہم قبول کرنے کو تیار ہیں ابن حزم نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تمام شاگردوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو قیاس سے اولیٰ ہے۔

بارہویں فصل ان صفات کے بیان میں ہے جن کی وجہ سے آپ اپنے بعد والوں سے ممتاز ہیں

وہ بہت سی ہیں:

اول: یہ ہے کہ آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کو دیکھا اور متعدد طریقوں سے بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور جس نے ان کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

دوم: آپ خیر القرون علی الاطلاق قرن نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں متعدد طریقوں سے بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ نے فرمایا **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** اور مسلم شریف کی روایت میں ہے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس زمانہ میں ہیں جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرے پھر تیسرے۔

سوئم: آپ نے تابعین کے زمانے میں اجتہاد و فتویٰ دینا شروع کیا بلکہ جب امام اعمش حج کو جانے لگے باوجود جلالت شان آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے لئے مناسک حج تحریر فرما دیں اور یہ فرمایا کرتے "مناسک امام ابوحنیفہ سے حاصل

کرو میرے علم میں فرض و نفل کا ان سے زیادہ جاننے والا کوئی بھی نہیں ہے غور کر کے دیکھئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کمال علمی کی شہادت اعمش علیہ الرحمہ جیسے محدث دے رہے ہیں"۔

چہارم : آپ کے اکابر شیوخ مثل عمرو بن دینار وغیرہ نے آپ سے روایت کی کہ امام صاحب خلیفہ منصور کے پاس تشریف لے گئے عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا اے امیر المومنین! روئے زمین کے علماء سے آج یہ اعلم ہیں خلیفہ نے پوچھا آپ نے کن سے علم حاصل کیا فرمایا تلامذہ عمر و شاگردان علی و مستفیدان ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے اس نے کہا واہ واہ آپ نے اپنے نفس کے لئے خوب مضبوط کام کیا۔

پنجم : جس قدر آپ کے شاگرد ہوئے آپ کے بعد کسی کے نہ ہوئے ایک شخص نے وکیع کے پاس جا کر کہا کہ امام ابو حنیفہ نے غلطی کی وکیع نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا جو کوئی ایسی بات کہتا ہے وہ چوپایہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہے وہ کیسے خطا کر سکتے ہیں جس کے پاس ابو یوسف و محمد ایسے فقیہ اور فلاں فلاں ایسے محدث فلاں فلاں ایسے لغوی ادیب فضیل و داؤد طائی ایسے زاہد و پرہیز گار ہیں جس کے شاگرد ایسے ایسے لوگ ہوں وہ شخص خطا نہیں کر سکتا اس لئے کہ اگر بالفرض ان سے کسی بات میں غلطی ہوتی تو یہ لوگ حق کی طرف پلٹا دیتے۔

ششم : انہوں نے سب سے پہلے علم فقہ مدون کیا اور ابواب و کتب پر ترتیب دی جس طرح آج تک ہے امام مالک نے اپنی موطا میں اسی کا اتباع کیا ہے ان کے قبل لوگ اپنی یاد پر بھروسہ کرتے تھے سب سے پہلے کتاب الفرائض کتاب الشروط انہوں نے وضع کی۔

ہفتم : آپ کا مذہب ان ملکوں تک پہنچا جہاں اس مذہب کے سوا کوئی دوسرا مذہب نہیں جیسے ہند و سندھ و روم و ماوراء النہر۔

ہشتم : آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کا مال اپنی جان کے علاوہ علماء وغیرہ پر صرف فرمایا کرتے تھے اور کسی کا صلہ (انعام قبول نہیں فرماتے تھے اور آپ کی کثرت عبادت اور زہد اور بہت سے حج اور عمرہ وغیرہا کا کرنا جو تواتر سے ثابت ہیں ان سب فضل وکمال کے علاوہ ہے۔

نہم : آپ نے قید میں مظلومانہ زندگی کے آخری دن پورے کئے اور مسموم ہو کر دنیا کو خیرباد کہا۔ کمایاتی۔

تیرہویں فصل ائمہ نے آپ کی جو تعریفیں کی ہیں ان کے بیان میں

خطیب نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ کسی نے امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا ہے فرمایا ہاں ان کو میں نے ایسا پایا کہ اگر تم سے اس ستون کو سونے کا فرماتے تو اس کو دلیل سے ثابت فرما دیتے۔

دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے امام مالک سے ایک جماعت کے متعلق سوال کیا آپ نے اس کو جواب دیا اور ان لوگوں کے متعلق اپنے خیالات ظاہر فرمائے اس شخص نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کو کیسا خیال کرتے ہیں فرمایا سبحان اللہ ان جیسا شخص میں نے کوئی نہ پایا بخدا اگر وہ اس ستون کو سونے کا کہتے تو عقلی دلیل سے اپنی بات کو صحیح فرما دیتے ابن مبارک نے کہا امام ابوحنیفہ امام مالک کے پاس تشریف لے گئے تو ان کی بہت قدر کی اور آپ کے تشریف لے آنے کے بعد فرمایا تم لوگ جانتے ہو یہ کون ہیں۔ حاضرین نے کہا نہیں فرمایا یہ ابوحنیفہ نعمان ہیں اگر اس ستون کو سونے کا

فرماتے تو ان کے کہنے کے مطابق سونے کا ثابت ہوتا ان کی طبیعت کے موافق فقہ ہے۔ فقہ میں ان پر کوئی مشقت نہیں۔ اس کے بعد ثوری آئے تو امام ابوحنیفہ سے کم رتبہ پر ان کو بٹھایا جب واپس ہوئے تو ان کے فقہ اور ورع کا تذکرہ کیا اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ فقہ میں کمال حاصل کرے وہ ابوحنیفہ کا عیال بنے۔ امام ابوحنیفہ ان لوگوں سے ہیں کہ فقہ ان کے موافق کر دیا گیا ہے یہ روایت حرملہ کی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے اور ربیع نے امام شافعی سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا لوگ فقہ میں اولاد ابوحنیفہ ہیں میں کسی کو ان سے زیادہ فقیہ نہیں جانتا ہوں میں کسی شخص سے نہیں ملا جو ان سے زیادہ فقیہ ہو ان سے یہ بھی روایت ہے کہ جس شخص نے آپ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا نہ وہ فقیہ ہوا نہ اسے علم میں تجربہ حاصل ہوا ابن عیینہ نے کہا کہ میری آنکھوں نے ان جیسا نہیں دیکھا ان سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص علم مغازی چاہے تو مدینہ جائے۔ مناسک کیلئے مکہ جائے فقہ کا قصد ہو تو کوفہ جائے اور تلامذۂ امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہے۔ ابن مبارک علیہ الرحمۃ نے کہا کہ آپ افقہ الناس تھے۔ میں نے کسی کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہ نہ پایا وہ ایک نشانی تھے۔ کسی نے کہا خیر میں یا شر میں، کہا چپ رہ اے شخص شر میں غایت اور خیر میں آیت بولا جاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں اگر رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک، سفیان، ابوحنیفہ کی رائیں ہیں اور یہ سب فقیہ، سب میں اچھے تیز طبع باریک بین فقہ میں سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں۔

انہیں سے روایت ہے کہ ایک دن لوگوں کو حدیث لکھوا رہے تھے کہ فرمایا حدثنی النعمان بن ثابت۔ کسی نے کہا کون نعمان فرمایا ابوحنیفہ علم کے مغز ہیں تو بعض لوگ لکھنے سے رک گئے تھوڑی دیر ابن مبارک خاموش رہے پھر فرمایا اے لوگو! تم ائمہ کے ساتھ کس قدر بے ادب اور ان سے کس قدر جاہل ہو تم کو علم و علماء سے واقفیت نہیں

کوئی شخص امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر قابل اتباع نہیں وہ امام متقی پرہیزگار، عالم فقیہ تھے علم کو ایسا کھولتے تھے کہ کسی نے اپنے فہم و ذکاوت سے ایسا واضح بیان نہ کیا پھر قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان لوگوں سے حدیث نہ بیان کریں گے۔ کسی شخص نے سفیان ثوری سے کہا کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آ رہا ہوں فرمایا تم ہے کہ تم روئے زمین میں سب سے زیادہ فقیہ کے پاس سے آ رہے ہو پھر فرمایا کہ جو شخص امام ابوحنیفہ کا خلاف کرے اس کو چاہئے کہ امام صاحب سے بلند مرتبہ بالا قدر ہو اور ایسا ہونا دشوار ہے جب یہ دونوں حج کو گئے تو امام ابوحنیفہ کو آگے رکھتے اور خود برابر پیچھے چلتے تھے۔ اور جب کوئی شخص دونوں سے کچھ پوچھتا تو یہ جواب نہ دیتے بلکہ امام صاحب ہی جواب دیتے۔

سفیان ثوری کے سرہانے میں کتاب الرہن امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رکھی ہوئی تھی کسی نے کہا کیا آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں فرمایا یہ میرے دل میں ہے کہ کاش میرے پاس ان کی سب کتابیں ہوتیں جنہیں میں دیکھا کرتا تو علم کی شرح میں کوئی بات رہ نہیں جاتی لیکن تم انصاف نہیں کرتے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ سے زیادہ امام صاحب کے متبع سفیان ثوری ہیں، سفیان ثوری نے ایک دن ابن مبارک سے امام صاحب کی تعریف بیان کی۔ فرمایا کہ وہ ایسے علم پر سوار ہوتے ہیں کہ جو برچھی کی انی سے زیادہ تیز ہے خدا کی قسم وہ غایت درجہ کے لیئے والے، محارم سے بہت رکنے والے، اپنے شہر والوں کا بہت اتباع کرنے والے ہیں سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا حلال نہیں جانتے۔ حدیث کی ناسخ و منسوخ کو خوب پہچانتے تھے احادیث ثقات کو طلب کرتے رسول اللہ ﷺ کے فعل کو لیتے، اتباع حق میں جس امر پر علماء کوفہ کو متفق پاتے اس کو قبول فرماتے اور دین بناتے

تھے ایک قوم نے آپ کی تشنیع کی تو ان سے ہم سکوت کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت چاہتے ہیں۔ امام اوزاعی نے ابن مبارک سے پوچھا یہ کون مبتدع ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا ہے جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے تو ابن مبارک نے امام صاحب کے مشکل مسئلوں سے چند مسئلے دکھائے امام اوزاعی نے ان مسئلوں کو نعمان بن ثابت کی طرف منسوب دیکھا۔ بولے یہ کون شخص ہیں۔ کہا ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا ہوں بولے یہ بہت تیز طبع شیخ ہیں جاؤ اور ان سے بہت سا لکھ لو انہوں نے کہا یہی ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا تھا۔ پھر جب امام اوزاعی مکہ معظمہ میں امام صاحب سے ملے تو انہیں مسئلوں میں گفتگو کی تو جس قدر ابن مبارک نے امام صاحب سے لکھا تھا اس سے بہت زیادہ واضح کر کے بیان فرمایا۔ جب دونوں جدا ہوئے تو امام اوزاعی نے ابن مبارک سے فرمایا۔ کہ میں امام صاحب کے کثرت علم وکمال عقل پر غبطہ (رشک) کرتا ہوں اور میں استغفار کرتا ہو اللہ تعالیٰ سے۔ میں کھلی غلطی پر تھا میں ان کو الزام دیتا تھا حالانکہ وہ بالکل اس کے برخلاف ہیں۔ ابن جریج سے کسی نے آپ کے علم شدت ورع دین اور علم کی حفاظت کا تذکرہ کیا۔ فرمایا کہ یہ شخص علم میں بڑے رتبہ کا ہوگا۔ ان کے سامنے امام صاحب کا ایک دن ذکر ہوا فرمایا، چپ رہو وہ ضرور بڑے فقیہ ہیں وہ ضرور بڑے فقیہ ہیں وہ ضرور بڑے فقیہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ امام صاحب اہل ورع وزہد وایثار آخرت میں ایسے رتبہ کے ہیں جن کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ منصور نے قاضی بنانا چاہا جس سے آپ نے انکار کیا فرمایا اس پر اس نے کوڑوں سے مارا جب بھی آپ نے قبول نہ کیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یزید بن ہارون سے کسی نے آپ کی کتابوں کے دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرو میں نے کوئی فقیہ ایسا نہیں دیکھا جو ان

کی کتاب دیکھنا ناپسند خیال کرتا ہو۔ سفیان ثوری نے ان کی کتاب الرہن حاصل کرنے میں بہت تدبیر کی یہاں تک کہ نقل کر لیا۔ کسی نے ان سے کہا کیا امام مالک کی رائے آپ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے زیادہ پسند ہے فرمایا کہ موطا امام مالک کو لکھو کہ وہ رجال کی تنقید کرتے ہیں اور فقہ، یہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کا حق ہے گویا وہ لوگ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں خطیب نے بعض ائمہ بزرگ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام ابوحنیفہ کے لئے نمازوں میں دعا کریں اس لئے کہ انہوں نے حدیث وفقہ کو محفوظ رکھا۔ لوگ اپنے حسد و جہالت سے ان کے حق میں کیا کچھ نہیں بکتے مگر وہ میرے نزدیک بہت اچھے ہیں جس شخص کو منظور ہو کہ گمراہی اور جہالت کی ذلت سے نکلے اور فقہ کی حلاوت پاوے تو اس کو چاہئے کہ امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اعلم اہل زمانہ تھے یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے کسی کی رائے امام ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر نہ پائی اس لئے فتووں میں انہیں کا قول لیتے تھے نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ لوگ فقہ سے بے خبر اور سوئے ہوئے تھے امام ابوحنیفہ نے فقہ کا بیان واضح اور خلاصہ کرنے سے ان کو جگایا۔

مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ کو اپنے اور خدا کے درمیان میں واسطہ بنائے میں امید کرتا ہوں کہ اسے کچھ خوف نہیں اور اس نے احتیاط میں کمی نہ کی۔ کسی نے کہا آپ نے اور لوگوں کی رائے چھوڑ کر کیوں امام ابوحنیفہ کی رائے اختیار کی فرمایا اس کے صحیح ہونے کے سبب سے تم اس سے صحیح اور بہتر بات لاؤ میں اس سے پھر جاتا ہوں۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام کو حلقۂ مستفیدان امام ابوحنیفہ میں دیکھا کہ آپ سے سوال کرتے اور استفادہ فرماتے ہیں۔ اور فرمایا کہ

میں نے کسی کو امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقیہہ نہ پایا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا جو شخص ابو حنیفہ کی شان میں بے ادبی کرتا سو تم ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ خدا کی قسم میں نے کسی کو ان سے افضل واتقہ نہ پایا۔ معمر نے کہا میں نے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو فقہ میں اچھی طرح کلام کرے اور ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس کر سکے اچھی طرح امام ابو حنیفہ سے حدیث کی شرح کرے۔ دین میں کوئی بات شک کے ساتھ داخل کرنے سے ڈرنے والا امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو نہ پایا۔

فضیل نے کہا امام ابو حنیفہ فقیہ معروف بالفقہ مشہور با ورع واسع المال اپنے پاس رہنے والوں پر احسان کرنے میں مشہور تھے دن رات علم پڑھانے پر بڑے صبر کرنے والے تھے کم سخن تھے حلال اور حرام کے کسی مسئلہ کو نہیں پھیرتے تھے مگر حق پر حکومت کرنے سے متنفر تھے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں امام صاحب کے لئے اپنے والدین سے قبل دعا کرتا ہوں اور میں نے امام صاحب کو فرماتے سنا کہ میں حضرت حماد کے لئے اپنے والدین کے ساتھ ساتھ دعا کرتا ہوں امام ابو حنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ، سخا، اخلاق قرآن کی وجہ سے زینت دی۔ امام صاحب اگلے علماء کے قائم مقام تھے اور روئے زمین پر اپنا نظیر ومثیل نہ چھوڑا۔

امام اعمش سے ایک سوال ہوا فرمایا اس کا جواب اچھی طرح امام ابو حنیفہ دے سکتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے علم میں برکت دی ہے۔

یحییٰ بن آدم نے کہا جو لوگ کہ خلاف شان امام اعظم بولتے ہیں ان کے حق میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ امام صاحب جو مسئلے بیان فرماتے ہیں ان میں سے بعضے وہ سمجھتے ہیں اور بعض ان کی عقل سے وراء ہیں اس لئے ان سے حسد رکھتے ہیں۔

وکیع نے کہا میں نے کسی کو امام صاحب سے بڑھ کر فقیہ اور اچھی طرح نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔

علامہ حافظ یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ چار شخص فقیہ ہیں۔ امام ابو حنیفہ، سفیان، مالک، اوزاعی۔ میرے نزدیک قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور فقہ امام ابو حنیفہ کی فقہ ہے اور لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کسی نے آپ سے پوچھا کہ سفیان نے ان سے حدیث روایت کی فرمایا ہاں وہ ثقہ تھے فقہ اور حدیث میں صدوق تھے اللہ تعالیٰ کے دین پر مامون تھے ابن مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو امام صاحب کی رکاب پکڑے یہ کہتے دیکھا بخدا میں نے کسی کو فقہ میں کلام کرتے ہوئے آپ سے زیادہ صابر و صاحب بلاغت اور حاضر جواب نہ پایا بے شبہ اپنے وقت میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے آپ سردار ہیں جو لوگ آپ کے خلاف شان بولتے ہیں وہ صرف حسد سے کہتے ہیں شعبہ کہتے ہیں کہ بخدا امام ابو حنیفہ حسن الفہم جید الحفظ تھے یہاں تک کہ آپ پر لوگوں نے اس بات کی تشنیع کی جس کے آپ زیادہ جاننے والے تھے لوگوں سے خدا کی قسم جلد پائیں گے اللہ کے نزدیک اور امام شعبہ کثرت سے دعائے رحم کیا کرتے تھے امام صاحب کے حق میں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی نے یحییٰ بن معین سے امام صاحب کے متعلق دریافت کیا فرمایا وہ ثقہ ہیں کسی نے ان کو ضعیف نہ کہا۔ یہ امام شعبہ ہیں جو ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور حکم کریں ان کو ابو ایوب سختیانی نے ان کی تعریف کی کہ وہ صالح ہیں فقیہ ہیں۔ کسی نے ابن عون کے نزدیک امام صاحب کی یہ برائی بیان کی کہ وہ ایک بات کہتے پھر دوسرے دن اس سے رجوع کر لیتے ہیں فرمایا اگر وہ پرہیزگار نہ ہوتے تو اپنی غلطی کی مدد کرتے اور اس کی حمایت فرماتے اور اس پر سے اعتراض دفع فرماتے حماد بن یزید کہتے ہیں کہ ہم لوگ عمرو بن دینار کے

پاس جاتے تو جب امام ابوحنیفہ تشریف لاتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم لوگوں کو چھوڑ دیتے کہ امام ابوحنیفہ سے دریافت کریں تو ہم ان سے پوچھتے۔ امام صاحب ہم سے حدیث بیان فرماتے۔ حافظ عبدالعزیز ابن ابی رواد فرماتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہ کو دوست رکھے وہ سنی ہے اور جو ان سے عداوت رکھے وہ بدمذہب ہے۔

دوسری روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں جو شخص ان سے محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سنی جانتے ہیں اور جو ان سے عداوت رکھے وہ بدمذہب ہے۔

ایک اور روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں جو شخص ان سے محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سنی جانتے ہیں اور جو ان سے عداوت رکھے ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ بدمذہب ہے۔

خارجہ بن مصعب فرماتے ہیں فقہاء میں امام ابوحنیفہ چکی کے قطب کی مانند ہیں یا مثل اس نقاد کے ہیں جو سونا پرکھتا ہو۔

حافظ محمد بن میمون فرماتے ہیں امام صاحب کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم تھا نہ کوئی پرہیزگار نہ زاہد نہ عارف نہ فقیہ۔ واللہ مجھے لاکھ اشرفیاں اس قدر نہیں بھاتیں جس قدر میں ان سے حدیث سن کر خوش ہوتا ہوں۔

ابراہیم بن معاویہ ضریر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی محبت تتمہ دین وسنت ہے وہ عدل کی تعریف کرتے تھے اور موافق عدل بات فرماتے تھے انہوں نے لوگوں کے لئے علم کا راستہ کھول دیا اور اس کی مشکلات کو حل کر دیا۔

اسد بن حکیم کہتے ہیں سوائے جاہل کے کوئی شخص امام ابوحنیفہ کی بدگوئی نہیں کرتا ابوسلیمان نے کہا کہ امام ابوحنیفہ عجب اعجاب تھے۔ ان کے کلام سے وہی شخص

نفرت کرے گا جو شخص اس کے سمجھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

ابو عاصم فرماتے ہیں بخدا وہ میرے نزدیک ابن جریج سے فقیہ تر ہیں میری آنکھوں نے فقہ پر امام صاحب سے زیادہ حلاوت رکھنے والا کسی شخص کو نہ دیکھا۔

داؤد طائی کے نزدیک امام صاحب کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا آپ ایک ستارہ ہیں جس سے شب کو راہ چلنے والا ہدایت پاتا ہے اور علم ہیں جسے مسلمانوں کے دل قبول کرتے ہیں۔

قاضی شریک فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اکثر خاموش رہتے اکثر سوچا کرتے فقہ میں آپ کی نگاہ بہت باریک تھی مسائل نفیسہ استخراج فرماتے علم و بحث میں بھی پاکیزہ تھے اگر طالب علم فقیر ہوتا تو اس کو مالدار کر دیتے جو شخص آپ سے سیکھتا فرماتے تو غنا اکبر کی طرف پہنچا اس لئے کہ حلال و حرام کو جان لیا۔ خلف ابن ایوب کہتے ہیں کہ علوم اللہ تعالیٰ سے نبی ﷺ کو پہنچے ان سے صحابہ کو ان سے تابعین کو بعد ازاں امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کو اب جو چاہے خوش ہو اور جسے ناپسند ہو وہ ناخوش ہو بعض ائمہ سے سوال ہوا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ خاص کر امام ابو حنیفہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور کسی کی نہیں۔ فرمایا اس لئے کہ اوروں کا رتبہ ان جیسا نہیں جس قدر ان کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچا کسی کے علم سے نہ ہوا اس لئے میں انہیں کا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگ ان سے محبت کریں اور ان کے لئے دعا کریں۔

یہ چند اقوال علماء کے مذکور ہوئے اس کے علاوہ اور جس قدر تعریفیں اور ائمہ سے منقول ہوئی ہیں وہ بہت ہیں اور اس قدر بھی منصف حق پرست کے لئے کافی ہے اس لئے حافظ ابو عمر یوسف ابن عبد البر نے مخالفین کا کلام نقل کر کے فرمایا کہ امام صاحب کے طاعنین (طعنے دینے والے) کی طرف فقہائے کرام اصلاً خیال نہیں فرماتے اور نہ ان کی کسی توہین کی بات میں تصدیق کرتے ہیں۔

چودھویں فصل عبادت میں آپ کی
کوشش کے بیان میں

علامہ ذہبی نے فرمایا کہ رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑا ہونا اور عبادت کرنا آپ سے بتواتر ثابت ہے اس وجہ سے لوگوں نے آپ کا نام وتد (میخ، لاٹھی وغیرہ) رکھا تھا بلکہ تیس سال تک رات بھر عبادت کرتے اور ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے۔ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی تو رات بھر آپ قرآن شریف پڑھا کرتے آپ رات کو خوف الٰہی سے اس قدر روتے کہ آپ کے ہمسائے آپ پر رحم کرتے اور جس جگہ آپ نے وفات فرمائی سات ہزار ۷۰۰۰ مرتبہ قرآن شریف ختم فرمایا تھا۔

عبداللہ بن مبارک کے سامنے کسی نے آپ کی غیبت کی فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو ایسے شخص کی غیبت کرتا ہے جس نے پینتالیس ۴۵ سال تک ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے تھے اور جو کچھ مجھے فقہ کا علم ہے وہ سب میں نے ان سے حاصل کیا۔

ابو مطیع نے فرمایا کہ میں شب میں جس جس وقت گیا امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما کو طواف میں پایا۔

حسن ابن عمارہ نے جب آپ کو غسل دیا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو بخش دے تیس ۳۰ سال سے آپ نے افطار نہ کیا اور آپ نے بعد والوں کو تھکایا اور قاریوں کو رسوا کیا آپ کی شب بیداری کا یہ سبب تھا کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دوسرے سے کہہ رہا ہے یہ امام ابوحنیفہ ہیں جو رات کو نہیں سوتے آپ نے

امام ابو یوسف نے فرمایا سبحان اللہ کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس ذکر کو پھیلا دیا کیا برا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ان کا الٹا چاہے خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا کہ لوگ وہ بات بیان کریں جس کو میں نہیں کرتا ہوں اس دن سے رات بھر نماز پڑھتے گریہ وزاری کرتے ، دعا کرتے۔

امام ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر رات دن میں ایک ختم قرآن کرتے اور رمضان شریف سے یوم عید تک باسٹھ ۶۲ ختم فرماتے آپ بہت بڑے سخی تھے۔ علم سکھانے پر بڑے صابر تھے جو کچھ آپ کو کہا جاتا اس پر آپ تحمل فرماتے غصہ سے دور رہتے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ بیس ۲۰ برس تک اول شب میں وضو کیا۔ اسی وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جو شخص ہم سے قبل آپ کی خدمت میں رہا اس نے کہا کہ چالیس ۴۰ سال سے یہی حال ہے مسعر نے فرمایا کہ میں نے ان کو دیکھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر لوگوں کو علم سکھانے کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک بیٹھے پھر بعد عصر قریب مغرب تک بیٹھے پھر بعد مغرب سے عشاء تک بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ عبادت کس وقت کرتے ہیں میں ضرور اس کو دیکھوں گا پس جب لوگ چلنے پھرنے سے ٹھہرے اور سو گئے تو دلہن کی طرح پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور عبادت میں فجر تک مشغول رہے پھر داخل ہوئے اور اپنا کپڑا پہنا اور فجر کی نماز کو تشریف لے گئے۔ اور حسب معمول روز سابق کام میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ جب عشاء کی نماز پڑھی تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ شخص دو راتیں تو نہایت نشاط سے عبادت کرتا رہا آج کی رات پھر دیکھیں گے تو میں نے وہی مشغلہ ان کا دیکھا۔ تب میں نے عزم کر لیا کہ مرتے دم تک ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا تو میں نے ان کو برابر دن میں صائم اور شب میں قائم دیکھا اور وہ قبل ظہر ذرا سا اونگھ جاتے تھے اور امام مسعر

نے بحالت سجدہ امام ابو حنیفہ کی مسجد میں وفات پائی اور شریک نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایک سال رہا تو میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے اپنا پہلو بچھونے پر رکھا ہو اور خارجہ سے مروی ہے کہ چار شخصوں نے اندرون کعبہ ایک رکعت میں قرآن ختم کیا از انجملہ امام ابو حنیفہ ہیں۔

فضیل بن دکین نے کہا میں نے تابعین وغیرہ کی ایک جماعت کو دیکھا تو ان میں سے کسی کو امام ابو حنیفہ سے اچھی طرح نماز پڑھتے نہ دیکھا۔ قبل نماز شروع کرنے کے روتے اور دعا کرتے تھے تو کہنے والا کہتا بخدا وہ خدا سے ڈر رہے ہیں اور میں ان کو جب دیکھتا تو کثرت عبادت سے مثل مشک کہنہ کے دیکھتا اور ایک شب نماز میں برابر آیہ کریمہ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝ (۵۴۔۴۶) (بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی) کو بار بار دہراتے رہے اور ایک رات قرأت شروع کی تو جب آیہ کریمہ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ (۵۲۔۲۷) پر پہنچے تو اس کو فجر کی اذان تک بار بار پڑھتے رہے۔

آپ کی ام ولد نے کہا میں جب سے آپ کو جانتی ہوں۔ کبھی شب میں بچھونے کا تکیہ نہ بنایا گرمی کے زمانہ میں ظہر اور عصر کے درمیان اور جاڑے میں اول شب ذرا دیر کو سو رہتے ابن ابی رواد نے کہا کہ میں نے طواف اور نماز اور فتوے دینے میں مکہ بھر میں کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ صابر نہ پایا گویا وہ چوبیس گھنٹے آخرت کی طلب اور اس کی نجات کی فکر میں مشغول رہتے تھے اور میں نے ان کو دس رات دیکھا تو کبھی رات کو سوتا ہوا نہ پایا اور نہ دن کو کبھی نماز و طواف و تعلیم سے خالی رہے۔

بعض اہل مناقب نے ذکر کیا کہ جب آپ نے حجۃ الوداع کیا تو خدام کعبہ معظمہ کو اپنا آدھا مال دے دیا کہ اندرون کعبہ نماز پڑھنے کی اجازت دیں تو آپ نے وہاں نصف قرآن ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھا پھر دوسرا نصف دوسرے پاؤں پر اور عرض کی اے میرے رب میں نے تجھے پہچانا حق پہچاننے کا اور تیری عبادت نہ کی جو حق عبادت کا تھا تو بوجہ میرے کمال معرفت کے میری عبادت کا نقصان مجھے بخش دے۔ گوشۂ بیت اللہ سے آواز آئی تُو نے پہچانا اور اچھی طرح پہچانا اور خالص خدمت کی میں نے تجھے بخش دیا اور ہر ایک اس شخص کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہوگا۔ (تنبیہ) آپ سے جو منقول ہوا کہ **عرفناک حق معرفتک** اگر یہ صحیح ہو تو کچھ منافی اس کے نہیں جو آپ کے سوا اور اولیاء سے مروی ہے۔ **سبحانک ماعرفناک حق معرفتک** اس لئے کہ امام صاحب کی مراد وہ معرفت ہے جو ان کی شان کے لائق ہے اور جہاں تک ان کے علم کی رسائی ہے تو یہ مجازی ہے اور ان کے غیروں کی مراد یہ ہے کہ حقیقت معرفت جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی وہاں تک پہنچ سکے اور یہ حقیقت ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ تمام رسولوں کے سردار اگلوں پچھلوں کے پیشوا ﷺ فرماتے ہیں **لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک** یعنی "میں تیری ثنا وصفت نہیں کر سکتا ہوں جس طرح تو نے آپ اپنی تعریف فرمائی" اور شفاعتِ عظمیٰ والی حدیث فصل قضا میں ہے کہ نبی ﷺ سوال کے وقت ایسی تعریفیں الہام کئے جائیں گے جو پہلے سے الہام نہ ہوئے تھے تو یہ معارف متجدد ہیں و **ھکذا الی الانھایۃ لہ** اور نماز میں ایک پاؤں پر کھڑا ہونا ان کے سوا اور ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے اس لئے کہ اس سے نہی میں صحیح حدیث وارد ہے تو اس کا کرنا مکروہ ہوگا مگر اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے بطور مجاہدۂ نفس ایسا کیا اور بعید

نہیں کہ مجاہدہ نفس کی غرض اس قسم کے امور میں جن میں خشوع میں خلل نہ آئے کراہت کو مانع ہو اور ایک رکعت میں تمام قرآن شریف ختم کرنا اس حدیث کے خلاف نہیں جو وارد ہوئی کہ جس شخص نے تین دن سے کم میں ختم کیا اس نے سمجھا نہیں اس لئے کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کے لئے حفظاً آسانی اور وسعت زمانہ میں نہ ہو اور جب خرق عادت ہو تو کوئی حرج نہیں چنانچہ بہتیرے اصحاب و تابعین سے مروی ہے کہ وہ لوگ ایک رکعت میں قرآن شریف ختم فرماتے بلکہ بعضوں نے مغرب اور عشاء کے درمیان میں چار ختم کئے اور یہ کرامت کی بات ہے اس میں کچھ اعتراض نہیں۔

ل بلکہ اس سے بھی عجیب تر حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں مروی ہے کہ آپ اپنا بایاں قدم رکاب میں رکھتے اور قرآن شریف پڑھنا شروع فرماتے تو دوسرا قدم رکاب تک پہنچنے بھی نہ پاتا کہ آپ پورا قرآن ختم فرما لیتے۔ ذکرہ القاری فی المرقاۃ دوسری روایت میں ہے کہ ملتزم سے باب کعبہ تک پہنچنے میں پورا قرآن شریف ختم فرما لیتے ذکرہ المحقق فی اشعۃ اللمعات۔ علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر کیا کہ میں نے ابو الطاہر کو قدس شریف میں دیکھا اور ان سے سنا کہ وہ رات دن میں دس ختم سے زیادہ پڑھتے بلکہ شیخ الاسلام برہان بن ابی شریف نے کہا کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم پڑھتے بلکہ شیخ موسیٰ سدرانی کے بارے میں منقول ہے کہ وہ رات دن میں ستر ہزار ختم کرتے ذکرہ فی نفحات الانس بلکہ حضرت علی مرصفی رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم قرآن کے ذکرہ فی میزان الشریعۃ الکبریٰ۔ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے بھی اس روایت کو حدیقہ ندیہ میں تحریر فرمایا ہے پھر لکھو لا یستبعد هذا علی اولیاء الله تعالیٰ الذین غلبت روحانیتهم علی جسمانیتهم والروح من امر الله و امر الله کلمح بالبصر کما امر تعالیٰ و عرض کلمات القران کلها مع مافیها فی اللسان الولی کلمح بالبصر ماهو ببعید والله علی کل شیء قدیر ۔۱۲ منہ غفرلہ۔

پندرہویں فصل امام صاحب کے خوف
و مراقبۂ الٰہی کے بیان میں

اسد بن عمرو نے کہا امام صاحب کا رونا شب میں سنا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ کے پڑوسی آپ پر رحم کرتے وکیع نے کہا وہ بڑے امانتدار تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے دل میں بہت بڑا اور بزرگ تھا اور رضائے الٰہی کو وہ تمام چیزوں پر ترجیح دیتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان پر تلواریں پڑتیں اس کو بھی سہار لیتے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو جس طرح ابرار سے راضی ہے کہ یہ بھی ابرار ہی سے تھے یحییٰ بن قطان نے کہا جب میں ان کو دیکھتا سمجھتا کہ یہ متقی ہیں اور ایک شب رات بھر اس آیت کو پڑھتے اور دہراتے اور روتے اور گڑگڑاتے رہے بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر ○ اور ایک رات الهكم التكاثر تک پہنچے اور صبح تک برابر اسی کو دہراتے رہے یزید بن لیث نے کہا جو اخیار میں سے تھے امام نے عشاء کی نماز میں سورہ اذا زلزلت الارض پڑھی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مقتدی تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ امام صاحب متفکر بیٹھ کر ٹھنڈی سانس لے رہے ہیں۔ میں وہاں سے اٹھ گیا تاکہ آپ کا دل مشغول نہ ہو اور قندیل کو روشن ہی چھوڑ دیا۔ اور اس میں تھوڑا سا تیل تھا۔ پھر طلوع فجر کے بعد میں نے دیکھا قندیل روشن ہے اور امام صاحب اپنی ریش مبارک پکڑے کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں اے وہ ذات کہ بمقدار ذرہ خیر کے جزائے خیر دے گا اور بمقدار ذرہ شر کے جزائے شر دیگا، نعمان کو تو اپنے پاس آگ سے بچالے کہ آگ کے قریب بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کرلے جب اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا کہ کیا قندیل لینا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میں صبح کی اذان بھی دے چکا۔ فرمایا جو

کچھ تم نے دیکھا اس کو چھپانا کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ پھر دو رکعت سنت فجر پڑھ کر بیٹھے یہاں تک کہ نماز فجر کی تکبیر ہوئی اور آپ نے ہم لوگوں کے ساتھ فجر کی نماز اول شب کے وضو سے پڑھی ابوالاحوص نے کہا کہ اگر کوئی شخص امام صاحب کو یہ کہتا کہ آپ تین دن میں انتقال فرمائیں گے تو جو کچھ آپ کا معمول تھا اس میں کچھ زیادہ نہ فرماتے[1] کسی نے عیسیٰ بن یونس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جو کیا تو انہوں نے امام صاحب کیلئے دعا کی اور کہا کہ امام صاحب کی غایت کوشش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں اور اس کے حرمات کی تعظیم کریں اور فرمایا کہ اگر حرج نہ ہوتا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا سب سے زیادہ ڈر کی بات جس سے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ میرا فتویٰ مجھے آگ میں نہ ڈال دے اور کہا کہ جب سے میں فقیہ ہوا کبھی اللہ تعالیٰ پر جرأت نہ کی۔ اور اپنے غلام کو سنا کہ قیمت مانگتا ہے تو روئے یہاں تک کہ دونوں کنپٹیاں اور مونڈھے پھڑکنے لگے اور دکان بند کرنے کو فرمایا اور سر ڈھانپے جلدی کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ہم لوگ خدائے تعالیٰ پر جس قدر جری ہیں ہم میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ ہم خدا سے جنت مانگتے ہیں اور یہ اپنے دل سے مانگتا ہے میرے جیسے آدمی کے لئے تو یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے عفو اور درگذر چاہے۔ امام نے ایک دن صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (۱۴-۴۲) تو امام صاحب مضطرب ہوئے یہاں تک کہ اس کو اوروں نے پہچانا۔ امام صاحب کی عادت تھی کہ جب کسی مسئلہ میں مشکل پڑتی اپنے اصحاب سے فرماتے اس کا کوئی سبب نہیں سوائے کسی گناہ کے جو مجھ سے ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے۔ بسا اوقات

۱؎ یعنی امام صاحب ہر روز اس قدر عبادت کرتے تھے جتنی عبادت وہ شخص کرتا ہے جسے یہ معلوم ہو کہ میں آج کے تیسرے دن مر جاؤں گا۔ ۱۲ منہ

کھڑے ہوتے وضو کرتے دو رکعت نماز پڑھتے استغفار کرتے تو مسئلہ آپ پر واضح ہو جاتا فرماتے میں خوش ہوا اس لئے کہ امید کرتا ہوں کہ میرا توبہ کرنا قبول ہوا کہ مسئلہ مجھے معلوم ہو گیا۔ یہ خبر فضیل رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو بہت روئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے یہ امام صاحب کی بے گناہی کا باعث ہے اوروں کو تو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس کے گناہ اس کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپ نے انجانے میں ایک لڑکے کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا اس نے کہا اے شیخ قیامت کے دن کے قصاص سے نہیں ڈرتا ہے اتنا سننا تھا کہ امام صاحب پر غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا کسی نے کہا کہ اس لڑکے کا کہنا آپ کے قلب پر کس قدر اثر کر گیا فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ کلمہ اسے تلقین ہوا۔ کسی نے امام صاحب اور ابن المعتمر کو دیکھا کہ آپس میں سرگوشی کر رہے ہیں اور مسجد میں روتے ہیں جب مسجد سے نکلے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ دونوں کی کیا حالت ہے جو اس قدر روئے فرمایا کہ ہم نے زمانہ کو دیکھا اور اہل خیر پر اہل باطل کے غلبہ کو یاد کیا اسی لئے ہم روئے اور رات میں نماز پڑھتے وقت چٹائی پر آپ کے آنسوؤں کا ٹپکنا اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے بارش ہو اور رونے کا اثر آپ کی دونوں آنکھوں اور دونوں رخساروں پر معلوم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ سے راضی ہو۔

سولہویں فصل لایعنی باتوں سے زبان کے محفوظ رکھنے اور حتی الامکان برائی سے بچنے کے بیان میں

بعض مناظروں نے آپ سے کہا کہ اے مبتدع اے زندیق آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔ خداوند تعالیٰ میری نسبت تیرے کہنے کے خلاف جانتا ہے اور میں نے جب سے اسے پہچانا اس کے برابر کسی کو نہیں جانتا ہوں اور سوائے اس

کے معاف کرنے کے کچھ امید نہیں رکھتا ہوں اور نہ اس کے عذاب کے سوا کسی بات سے ڈرتا ہوں عذاب کا ذکر کیا آپ روئے اور بیہوش ہو گئے جب افاق ہوا۔ اس شخص نے کہا مجھے معاف کیجئے فرمایا جو شخص میرے بارے میں جہالت سے کچھ کہے وہ سب معاف ہے اور جو باوجود علم کے کچھ کہے اسے البتہ حرج ہے اس لئے کہ علماء کی غیبت ان کے بعد باقی رہتی ہے۔

فضیل بن دکین نے کہا امام صاحب با ہیبت تھے جواب دینے کے لئے البتہ کلام فرماتے لایعنی باتوں میں خوض نہ فرماتے نہ ان کو سنتے کسی نے آپ سے کہا کہ خدائے تعالیٰ سے ڈریئے آپ کانپ اٹھے اور اپنے سر کو جھکا لیا پھر فرمایا اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے کس قدر لوگ ہر وقت اس کی طرف محتاج ہیں جو انہیں اللہ کی یاد دلائے اس وقت میں کہ وہ تعجب کرتے ہیں اس چیز کے ساتھ جو ظاہر ہوتا ہے ان کی زبان پر علم سے یہاں تک کہ وہ لوگ ارادہ کریں اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے اور میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل یقیناً مجھ سے سوال کرے گا جواب سے اور البتہ میں یقیناً طلب سلامتی پر حریص ہوں۔

امام صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی آنے والا آپ کے پاس آتا اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کرتا کہ ایسا ہوا ویسا ہوا اور اس کو زیادہ کرتا تو فرماتے اس کو چھوڑ دو اس بارے میں کیا کہتے ہو اس میں کیا کہتے ہو تو اس کے کلام کو قطع فرما دیتے اور فرماتے کہ لوگوں کی ایسی بات نقل کرنے سے بچو جس کو لوگ دوست نہ رکھتے ہوں جو شخص میرے بارے میں ناپسندیدہ بات کہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور جو اچھی بات کہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ دین میں سمجھ حاصل کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو دوسروں کے تذکرہ سے اور اس چیز سے کہ لوگوں نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا ہے

پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تمہارا محتاج کر دے گا۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ علقمہ اور اسود میں کون بہتر ہے فرمایا کہ بخدا میری یہی حیثیت ہے کہ میں ان دونوں کی تعظیم کے لئے ان کو دعائے استغفار سے یاد کروں تو میں ان دونوں میں ایک کو دوسرے پر کیونکر فضیلت دے سکتا ہوں۔ ابن مبارک نے ثوری سے کہا کہ امام ابوحنیفہ غیبت سے کس قدر دور رہتے ہیں میں نے ان کو کبھی نہ سنا کہ دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوں ثوری نے کہا وہ عقلمند ہیں نہیں چاہتے کہ اپنی نیکیوں پر ایسی چیز کو مسلط کریں جو ان کو لے جائے، شریک نے کہا کہ امام صاحب زیادہ چپ رہتے، عقل وفقہ میں زیادہ تھے لوگوں سے گفتگو اور مجادلہ کم کرتے ضمیرہ نے کہا کسی نے بھی اس میں اختلاف نہ کیا کہ امام ابوحنیفہ مستقیم اللسان تھے کسی کو برائی کے ساتھ یاد نہ کیا بعض لوگوں نے آپ سے کہا کہ لوگ آپ کی برائی کرتے ہیں اور آپ کسی کی برائی نہیں کرتے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے بکیر بن معروف نے کہا میں نے امت محمدیہ میں کسی شخص کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ خوش سیرت نہ پایا۔

سترہویں فصل آپ کے کرم کے بیان میں ہے

بہت سے حضرات نے فرمایا کہ امام صاحب سب لوگوں سے زیادہ مجالست میں کریم تھے اور سب سے زیادہ اپنے اصحاب اور ہمنشینوں کی مواسات اور بزرگی فرماتے اسی لئے آپ محتاجوں کی شادی کر دیتے اور انہیں خرچ کے لئے عطا فرماتے اور ہر ایک کے پاس اس کے مرتبہ کے لائق تحفہ بھیجا کرتے۔ آپ نے ایک شاگرد کو پھٹا ہوا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا فرمایا یہیں بیٹھنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو کچھ جائے نماز کے نیچے ہے لے لو اور اپنے کپڑے بنوا

تو وہ ہزار درہم تھے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا امام صاحب سے جب کوئی شخص کوئی حاجت چاہتا آپ اس کو ضرور پورا فرما دیتے جب آپ کے صاحبزادے حماد نے سورۂ فاتحہ ختم کی امام صاحب نے ان کے استاد کو پانچ سو درہم دیے اور ایک روایت میں ہے ہزار درہم عطا فرمائے انہوں نے کہا کہ میں نے کیا کیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے امام صاحب نے ان کو بلا بھیجا اور معذرت کی پھر فرمایا کہ میرے لڑکے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانیے واللہ اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو بوجہ عظمت قرآن شریف کے آپ کی نذر کرتا اور اپنے اموال تجارت جو بغداد کو بھیجتے تھے اس کا نفع سال بھر تک جمع فرماتے اس سے اپنے اساتذہ و محدثین کیلئے ان کی ضروریات کھانا کپڑا خرید فرماتے اور باقی ان کی خدمت میں حاضر کرتے اور کہتے کہ اسے اپنی ضروریات میں صرف فرمایئے اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کیجئے کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا ہاں اللہ کے فضل سے جو اس نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا اور وکیع نے کہا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ چالیس برس سے جب میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہوا تو اس کو اپنی ملک سے علیحدہ کر دیا اور صرف چار ہزار روک رکھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس سے کم نفقہ ہے اور اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی ضرورت پڑے گی تو ایک درہم بھی نہ روکتا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ بہت صدقہ فرماتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور راہ خدا میں نکالتے اور میرے پاس اس قدر کثرت سے تحائف بھیجے کہ میں ان کی کثرت سے متوحش ہوا تو میں نے ان کے بعض شاگردوں سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ جو تحائف کہ امام صاحب نے سعید بن عروبہ کے پاس بھیجے تھے کاش کہ آپ ان کو دیکھتے اور کسی

محدث کو بغیر کثرت احسان کے نہیں چھوڑتے تھے مسعر نے کہا کہ امام صاحب جب اپنے اور اہل وعیال کیلئے کوئی کپڑا یا میوہ دیا اور کچھ خریدتے تو اس کے قبل ویسی ہی چیز اپنے اساتذہ کے لئے ضرور خرید فرما لیتے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام صاحب اگر کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا تو آپ کو غم ہوتا اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ خدا کی دی ہوئی روزی ہے جو اس نے مجھ تک پہنچائی ہے اور میں ۲۰ سال تک میری اور میرے عیال کی کفالت فرماتے رہے اور جب میں کہتا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں دیکھا تو فرماتے کہ تیرا کیا حال ہوتا اگر تو حضرت حماد کو دیکھتا۔ میں نے کسی کو خصائل حمیدہ کا آپ سے زیادہ جامع نہ دیکھا۔ لوگ کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ کو علم، عمل، سخا، بذل، اخلاق قرآنیہ کے ساتھ مزین کیا ہے شقیق نے کہا کہ میں امام صاحب کے ساتھ راستے میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے ان کو دیکھا پھر چھپ رہا اور دوسرا راستہ اختیار کیا تو آپ نے پکارا وہ شخص آپ کے پاس آیا۔ فرمایا تم کیوں اپنی راہ سے بے راہ ہو کر چلے اس نے کہا آپ کا مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہے جس کو زمانہ دراز ہو گیا اور میں تنگ دست ہوں آپ سے شرماتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ تمہاری یہ حالت ہے میں نے وہ سب تم کو بخش دیا اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا تو تو مت چھپ اور مجھے معاف کر اس خوف سے جو میری جانب سے تیرے دل میں واقع ہوا۔

شقیق نے کہا تو میں نے جان لیا کہ فی الحقیقت یہ زاہد ہیں فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام صاحب کثرت افضال وقلت کلام و اکرام علم وعلماء کے ساتھ مشہور تھے۔ شریک نے کہا کہ امام صاحب سے جو شخص پڑھتا آپ اس کو غنی فرما دیتے اور اس

پر اور اس کے اہل و عیال پر خرچ فرما دیتے پھر جب وہ دیکھ لیتا فرماتے کہ تجھے بڑی مالداری حاصل ہوئی کہ تو نے حلال و حرام کو پہچان لیا۔ ابراہیم بن عیینہ چار ہزار درہم سے زیادہ قرض کی وجہ سے قید ہوئے تو ان کے بھائیوں نے چاہا کہ چندہ کر کے اس قدر جمع کرلیں جب امام صاحب کے پاس چندہ کے لئے آئے آپ نے فرمایا کہ لوگوں سے جو کچھ لیا ہے وہ سب واپس کر دیا جائے اور ان کا تمام و کمال قرض اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ آپ کے پاس ایک شخص کچھ ہدیہ لایا آپ نے کئی گنا سے اس کا مکافات فرمایا۔ اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس قدر مکافات فرمائیں گے تو ہدیہ حاضر نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی بات نہ کہو کہ الفضل للمقدم کیا تم نے وہ حدیث نہ سنی جو مجھ سے ہیثم نے بروایت ابی صالح مرفوعاً حضور اقدس ﷺ سے روایت فرمایا جو شخص تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کی مکافات کرو اور اگر مکافات کیلئے کچھ نہ پاؤ تو اس کی تعریف کرو پھر فرمایا کہ یہ حدیث مجھے اپنے تمام اموال مملوکہ سے بہت زیادہ محبوب ہے۔

اٹھارہویں فصل آپ کے زہد اور پرہیزگاری کے بیان میں

ابن مبارک نے کہا کہ میں کوفہ میں پہنچا اور پوچھا کہ یہاں سب سے بڑا زاہد کون شخص ہے سب لوگوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے ایک مرتبہ ایک لونڈی لینا چاہی تو دس سال تک اور روایت میں ہے بیس سال تک پسند کرتے اور مشورہ لیتے رہے کہ قیدیوں کے کس گروہ میں سے خریدیں جو شبہ سے بالکل پاک وصاف ہو میں نے کسی کو آپ سے زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا۔ کیا تم قدرت رکھتے ہو ایسے شخص کی تعریف کرنے کی جن پر بہت سا مال پیش کیا گیا مگر انہوں نے اس کی

مطلقاً پرواہ کی نفس پروروں نے آپ کو کوڑوں سے مارا۔ آپ نے آسائش و تکلیف دونوں حالت میں خدائے تعالیٰ کی عبادت کی اور اس چیز کو قبول نہ فرمایا جس کی لوگ خود سے خواہش کرتے ہیں اور اپنے سے چاہتے ہیں۔ کی بن ابراہیم نے کہا کہ میں کوفہ والوں کے پاس بیٹھا تو ان میں سے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ امام صاحب بہت بڑے پرہیزگار تھے حرام سے ڈرتے صرف شبہ کی وجہ سے بہت حلال کو بھی چھوڑتے تھے میں نے کسی فقیہ کو آپ سے زیادہ اپنی جان اور علم کا بچانے والا نہ دیکھا اور تادم مرگ آپ نے اسی پرہیزگاری اور کوشش کے ساتھ زندگی بسر فرمائی نصر بن محمد نے کہا کہ میں نے کسی کو امام صاحب سے زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا۔ یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار استادوں سے علم سیکھا اور لکھا مگر امام صاحب کو ورع اور حفظ لسان میں سب سے بڑھا ہوا پایا۔

حسن بن زیادہ کہتے ہیں بخدا امام صاحب نے کبھی کسی خلیفہ کا کوئی تحفہ کوئی ہدیہ قبول نہ فرمایا۔ آپ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا اور فرمایا کہ اس کو بیچیں تو عیب کو بیان کر لیں۔ انہوں نے بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرما دی جو تیس ۳۰۰۰۰ ہزار درہم تھی اور اپنے شریک سے جدا ہو گئے۔ وکیع نے ذکر کیا کہ امام صاحب نے اپنے نفس پر لازم کر لیا تھا کہ اگر کلام میں سچی بات پر بھی خدا کی قسم کھائیں گے تو ایک درہم صدقہ کریں گے۔ ایک مرتبہ قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ کیا۔ پھر اپنے نفس پر لازم کیا کہ اب اگر قسم کھائیں گے تو ایک دینار صدقہ کریں گے تو جب بھی قسم کھاتے ایک

1 یعنی قاضی ہونے کو وغیرہ۔

دینار صدقہ فرماتے۔ حفص نے کہا کہ میں تیس ۳۰ سال تک امام صاحب کی خدمت میں رہا تو کبھی نہیں دیکھا کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کیا ہو۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جب کبھی کسی چیز میں ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو اس کو علیحدہ فرما دیتے اگرچہ آپ کا تمام مال ہوتا۔ سہل بن مزاحم نے کہا ہم آپ کے یہاں آتے جاتے تھے تو آپ کے کاشانہ میں سوا چٹائیوں کے اور کچھ نہ دیکھتے۔

کسی نے آپ سے کہا کہ دنیا آپ پر پیش کی جاتی ہے اور آپ عیالدار ہیں (پھر کیوں نہیں قبول فرماتے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عیال کیلئے ہے ہمارا خرچ مہینہ بھر میں دو درہم ہے تو کیا فائدہ ہے کہ ہم اولاد کے لئے مال جمع کریں کہ وہ لوگ اطاعت کریں یا معصیت اور بازپرس مجھ سے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی روزی دونوں فریق کے لئے صبح آتی شام کو جاتی ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

وفی السماء رزقکم و ماتوعدون (ذٰریٰت۔۲۲)

آپ کے بعض شاگرد حج کو گئے اور آپ کے پاس اپنی لونڈی چھوڑ گئے وہ چار مہینہ تک سفر میں رہے جب واپس آئے پوچھا آپ نے اس کو کیسا پایا۔ فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور لوگوں کے دین کی حفاظت کی اس کو ضرورت ہے کہ اپنے نفس کو فتنہ سے بچائے۔ بخدا جب سے تم گئے اس وقت سے تمہاری واپسی تک میں نے اس کو کبھی نہ دیکھا تو اس شخص نے اس لونڈی سے امام صاحب کے اخلاق کو پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان جیسا نہ دیکھا میں نے ان کو دن رات میں کبھی جنابت سے غسل کرتے نہ دیکھا نہ کبھی دن میں افطار کرتے دیکھا۔ آخر شب میں تھوڑا سا کھانا کھاتے اور ذرا دیر کو سو رہتے پھر نماز کو تشریف لے جاتے۔

امام صاحب کے پاس ایک عورت ایک ریشمیں کپڑا لائی جس کو وہ سو میں

بیچتی تھی فرمایا یہ سو ۱۰۰ سے زیادہ کا ہے کیا قیمت لے گی تو اس نے ایک ایک سو بڑھانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ چار سو کیا آپ نے فرمایا وہ اس سے بھی زیادہ کا ہے۔ اس نے کہا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں فرمایا کہ کسی مرد کو بلالا وہ مرد کو بلا لائی اس سے امام صاحب نے اس کپڑے کو پانچ سو درہم میں خریدا۔ امام صاحب فرماتے اگر خدا تعالیٰ کا خوف اور اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ علم ضائع ہو جائے گا تو میں کسی شخص کو فتویٰ نہ دیتا کہ انہیں تو آرام ہو اور مجھ پر گناہ ہو جب بغداد میں اس واقعہ میں محبوس ہوئے جس کا بیان آتا ہے تو اپنے صاحبزادہ حماد کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا قُوت (کھانا، خوراک) ہر مہینے میں دو درہم ہے ایک بار ستو اور ایک بار روٹی کے لئے اور اب میں قید ہوں تو اس کو جلد میرے پاس بھیج دو۔

ایک مرتبہ کوفہ کی بکریوں میں ایک چھینی ہوئی بکری مل گئی لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کتنے دنوں بکری زندہ رہتی ہے۔ لوگوں نے کہا سات سال تک۔ امام صاحب نے سات سال تک بکری کا گوشت نہ کھایا۔

اسی زمانہ میں بعض فوجیوں کو دیکھا کہ انہوں نے گوشت کھا کر اس کا بقیہ کوفہ کی نہر میں ڈال دیا آپ نے مچھلی کی عمر دریافت فرمائی۔ لوگوں نے کہا اتنے سال۔ آپ نے اتنے زمانہ تک مچھلی کا کھانا چھوڑ دیا۔ ہمارے بعض حضرات ائمہ شافعیہ یعنی استاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ[1] کے باب التقویٰ میں فرمایا ہے کہ امام صاحب اپنے قرض دار کے درخت کے سایہ میں بیٹھنے سے بھی بچتے تھے اور فرماتے جس قرض سے نفع ہو وہ سود ہے اور اسی کے موافق یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے کسی کو امام صاحب سے زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا میں نے ایک دن ان کو

---

[1] یہ رسالہ سادات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے حالات وغیرہ میں اعظم تصنیفات سے ہے۔۱۲منہ

ایک شخص کے دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے کہا اگر حضور اس سایہ میں تشریف لے جاتے تو اچھا ہوتا۔ فرمایا مالک مکان پر میرا قرض ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے نفع حاصل کروں اور اس کے مکان کے سایہ میں بیٹھوں۔ یزید نے کہا کہ اس سے بڑھ کر پرہیزگاری اور کیا ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اس مکان کے سایہ میں بیٹھنے سے رکے تو کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ مالک مکان پر میرا قرض ہے میں پسند نہیں کرتا کہ اس کی دیوار کے سایہ میں بھی بیٹھوں کہ یہ بھی تحصیل منفعت ہے مگر میں اور لوگوں پر اس بات کو واجب نہیں جانتا ہوں لیکن عالم کو ضرور ہے کہ جس بات کی طرف لوگوں کو بلائے اس سے زیادہ خود کرے ان کے علاوہ امام صاحب کے ورع و پرہیزگاری کی روایتیں بہت زیادہ ہیں۔

انیسویں فصل آپ کے امانت دار ہونے کے بیان میں ہے

کسی شخص نے شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حالت بیان کیجیے فرمایا وہ سب سے زیادہ امانت دار تھے بادشاہ نے چاہا کہ اپنے تمام خزانوں کی کنجیوں کا متولی کردے اور اگر اس کو پسند نہ کریں گے تو کوڑا کھائیں گے۔ امام صاحب نے کوڑا کھانے کی حتمی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کے احتمالی عذاب پر پسند فرمایا اس شخص نے حکم بن ہشام سے کہا کہ جیسی تعریف آپ کر رہے ہیں اس قسم کی تعریف کسی کو کرتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا فرمایا بخدا وہ ایسے ہی ہیں۔ وکیع نے کہا امام ابو حنیفہ بہت بڑے امانت دار تھے ابو نعیم اور فضل بن وکین نے کہا کہ امام صاحب دیانتدار اور بڑے امانت شعار تھے۔

بیسویں فصل آپ کے وفور عقل

کے بیان میں ہے

خطیب نے ابن مبارک سے روایت کی کہ میں نے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ عقل مند نہ دیکھا ہارون رشید سے مروی ہے کہ ان کے سامنے امام صاحب کا تذکرہ ہوا۔ ہارون رشید نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا و رحمت کی اور کہا کہ وہ عقل کی آنکھ سے وہ چیز دیکھتے تھے جو دوسرا سری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ علی بن عاصم سے روایت ہے اگر امام ابوحنیفہ کی عقل روئے زمین والوں کی عقلوں سے تولی جائے تو ضرور امام کی عقل راجح ہو۔

محمد بن عبداللہ انصاری سے ہے کہ امام صاحب کی بات چیت کام کاج چلنے پھرنے آنے جانے میں ان کی عقل کا پتہ چلتا تھا۔ خارجہ سے روایت ہے کہ میں ایک ہزار ۱۰۰۰ علماء سے ملا تو ان میں تین چار آدمیوں کو عقل مند پایا ان میں سے ایک امام صاحب کا ذکر کیا۔ یزید بن ہارون سے مروی ہے کہ میں بہت لوگوں سے ملا تو ان میں کسی کو امام صاحب ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقل، فضل، ورع میں زیادہ نہ پایا امام ابو یوسف نے فرمایا میں نے کسی کو عقل میں کامل، مروت میں پورا امام صاحب سے بڑھ کر نہ دیکھا۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ امام صاحب اس سے زیادہ عقلمند ہیں کہ غلط بات کہیں میں نے کسی کو وصف کرتے ہوئے اس سے بڑھ کر نہ دیکھا جو ابن مبارک نے آپ کی تعریف کرتے اور ان کی بھلائی کا ذکر فرماتے آپ کے صاحبزادے حماد نے روایت کیا کہ امام صاحب اپنے کپڑے کو گوٹ مارے ہوئے مسجد میں بیٹھے تھے کہ آپ کی گود میں چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا مگر انہوں نے حرکت کی نہ اچھلے

جگہ سے کچھ کھسکے اور نہ آپ کی حالت بدلی پھر پڑھا "ہرگز نہیں پہنچ سکتا مگر جو خدا نے ہمارے لئے لکھا ہے" پھر اس کو بائیں ہاتھ میں لیکر پھینک دیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا نہیں جنی کوئی عورت کسی ایسے شخص کو جو امام صاحب سے زیادہ عقلمند ہو۔ بکر بن حبیش نے کہا اگر امام صاحب کے زمانہ کے تمام لوگوں کی عقلیں اور امام صاحب کی عقل جمع کی جاتی تو امام صاحب کی عقل ان سب لوگوں کی عقلوں پر راجح ہوتی۔

اکیسویں فصل آپ کی فراست کے بیان میں ہے

ایک دفعہ آپ نے اپنے اصحاب کے لئے چند ہونے والی باتیں بیان فرمائیں تو وہ اسی طرح ہوئیں جس طرح آپ نے فرمایا تھا از انجملہ امام زفر اور داؤد طائی ہیں ان سے فرمایا کہ تم عقلی بالطبع ہو کر عبادت کرو گے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کیلئے فرمایا تھا کہ تم دنیا کی طرف مائل ہو گے تو ویسا ہی ہوا اور فرمایا کہ جب کسی کو لمبے سر والا دیکھو تو جان لو کہ احمق ہے۔ کسی نے پوچھا آپ نے علمائے مدینہ کو کیسا پایا۔ فرمایا ان میں اگر کوئی شخص فلاح یاب ہے تو گورے چٹے رنگ والے یعنی امام مالک ابن انس ہیں اور ٹھیک کہا اور سچ فرمایا اس لئے کہ امام مالک کا علم وفلاح میں وہ رتبہ ہوا کہ مدینہ شریف میں کوئی عالم ان کا ہم پلہ نہ ہوا اور فرمایا کہ جب کسی شخص کو اچھے حافظہ والا دیکھو تو اس کی جمع کردہ حدیث کے ساتھ تمسک کرو اور جب کسی شخص کو لمبی داڑھی والا دیکھو تو یقین کرلو کہ وہ بیوقوف ہے اور جب کسی دراز قامت کو عقلمند پاؤ تو اس کو غنیمت جانو اس لئے کہ طویل القامت بہت کم عقلمند ہوتے ہیں اور جب خلیفہ منصور کے دربار میں سفیان ثوری اور مسعر اور امام ابوحنیفہ اور شریک رحمہم اللہ تعالیٰ بلائے گئے

امام صاحب نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں کے بارے میں اندازے سے ایک بات کہتے ہیں۔ میں تو کسی حیلے سے بچ جاؤں گا اور سفیان راستے سے بھاگ جائیں گے اور مسعر مجنون بن جائیں گے اور شریک قاضی بنائے جائیں گے تو جب سب سے پہلے سفیان نے کہا کہ میں قضاء حاجت کو جاتا ہوں ایک پولیس والا ان کے ساتھ چلا، ایک دیوار کی آڑ میں بیٹھے کہ ادھر سے کانٹوں کی ایک کشتی گذری، سفیان نے کشتی والوں سے کہا کہ یہ آدمی جو دیوار کے پیچھے کھڑا ہے مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں چلے آیئے آپ تشریف لے گئے اور کشتی میں سوار ہوئے۔ لوگوں نے آپ کو کانٹوں میں چھپالیا۔ پولیس کے پاس ہو کر کشتی گذری اس نے آپ کو نہ دیکھا جب دیر ہوئی تو اس نے آپ کو پکارا کہ اے عبداللہ کچھ جواب نہ آیا جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ کو نہ پایا اپنے ساتھی کے پاس واپس گیا تو اس نے اس شخص کو مارا اور گالی دی جب وہ تینوں خلیفہ کے پاس پہنچے سب سے پہلے مسعر ملے اور مصافحہ کیا اور پوچھا امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے آپ کی لونڈیاں کیسی ہیں، چوپائے آپ کے کیسے ہیں اے امیر المومنین آپ مجھے قاضی بنا دیجئے۔ ایک شخص جوان کے پاس کھڑا تھا بولا کہ یہ مجنون ہیں خلیفہ نے کہا تم سچ کہتے ہو ان کو نکال دو۔ اس کے بعد امام ابوحنیفہ کو بلایا آپ تشریف لے گئے اور فرمایا اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت بن مملوک ریشمی پارچہ فروش کا لڑکا ہوں، کوفے والے اس کو پسند نہ کریں گے کہ ایک ریشمی پارچہ فروش کا لڑکا ان پر حاکم ہو۔ اس نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد شریک نے کچھ معذرت کرنی چاہی۔ خلیفہ نے کہا خاموش رہئے اب آپ کے سوا کون باقی رہا، اپنا عہدہ لیجئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نسیان بہت ہے خلیفہ نے کہا کہ لبان چبایا کیجئے۔ کہا مجھ میں خفت عقل ہے کہا کچہری آنے سے قبل فالودہ بنا کر کھالیا کیجئے۔ بولے تو میں ہر

آنے والے جانے والے پر حکومت کروں گا۔ خلیفہ نے کہا اگر چہ میرا لڑکا ہو اس پر بھی تم حاکم ہو۔ تب کہا خیر میں قاضی بنوں گا۔ تو اس واقعہ میں وہی ہوا جو امام صاحب نے فرمایا تھا۔ ایک شخص مسجد میں آپ کے پاس سے گذرا آپ نے از روئے فراست سمجھا کہ یہ ایک مسافر ہے جس کی آستین میں مٹھائی ہے لڑکوں کو پڑھایا کرتا ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں باتیں ٹھیک ہیں۔ کسی نے آپ سے وجہ دریافت کی فرمایا کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے داہنے بائیں دیکھا کرتا ہے اور یہ مسافر کی شان ہوتی ہے اور یہ دیکھا کہ اس کی آستین پر مکھیاں بیٹھی ہیں اور میں نے دیکھا کہ لڑکوں کو دیکھا کرتا ہے۔

بائیسویں اور تیئسویں فصل آپ کے غایت درجہ ذکی ہونے اور مشکل مسائل کے مسکت جوابات میں

(۱) آپ کے مخالفین میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو جنت کا امیدوار نہ ہو نہ دوزخ سے ڈرتا ہو نہ پروردگار سے اور مردار کھاتا ہے بے رکوع و سجود نماز پڑھتا ہے بن دیکھی بات پر گواہی دیتا ہے، سچی بات کو ناپسند کرتا ہے فتنہ کو دوست رکھتا ہے رحمت سے بھاگتا ہے یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے اس شخص کا علم ہے اس نے کہا نہیں مگر میں نے اس سے زیادہ برا کسی کو نہ دیکھا اس لئے آپ سے سوال کیا۔ امام صاحب نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ ایسا شخص بہت ہی برا ہے یہ صفت کافر کی ہے آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ شخص خدائے تعالیٰ کا سچا دوست ہے اس کے بعد اس شخص سے کہا کہ اگر اس کا جواب بتادوں تو تو میری بدگوئی سے باز رہے گا اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے

کی اس سے بچے گا اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ شخص رب جنت کی امید رکھتا ہے اور رب نار سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اپنی بادشاہت میں کہ اس پر ظلم کرے، مردہ مچھلی کھاتا ہے، جنازہ کی نماز پڑھتا ہے، نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہے اَن دیکھی بات پر گواہی دینے کے یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ ناپسند کرتا ہے موت کو جو حق ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے اور مال و اولاد فتنہ ہے جس کو دوست رکھتا ہے، رحمت بارش ہے، یہود کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ اور نصاریٰ کی اس قول میں تصدیق کرتا ہے لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ (۲۔۱۱۳) جب اس شخص نے یہ مغز اور مسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور امام صاحب کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور کہا کہ میں قسم کھا کے گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔

(۲) جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو امام صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا مر جائے تو روئے زمین پر کوئی شخص اس کا قائم مقام نہ ہوگا جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو صحت ہوئی ان میں خود پسندی آ گئی اور فقہ پڑھانے کی اپنی مجلس علیحدہ قائم کی لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے امام صاحب علیہ الرحمہ کو اس کی خبر ہوئی تو بعض حاضرین سے فرمایا ابو یوسف کی مجلس میں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس صورت میں کہ ایک شخص نے دھوبی کو میلا کپڑا دیا کہ دو درہم میں دھو دے کچھ دنوں کے بعد اس نے کپڑا مانگا دھوبی نے انکار کیا اس کے بعد اس شخص نے پھر مانگا دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اس کو دیا تو اس کپڑے کی دھلائی اس شخص کے ذمہ واجب ہوگی یا نہیں اگر جواب دیں کہ ہاں اس دھوبی کو اجرت ملنی چاہئے۔ تو کہنا کہ آپ نے غلطی کی ہے اور جو کہیں کہ اس کو اجرت نہ ملنی چاہئے تو کہنا کہ آپ سے غلطی ہوئی ہے پس

وہ شخص امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی مسئلہ دریافت کیا امام ابو یوسف صاحب نے فرمایا ہاں واجب ہے اس نے کہا آپ نے غلط کہا اس کے بعد کچھ دیر سوچ کر فرمایا "نہیں" اس شخص نے کہا آپ نے غلطی کی اسی وقت امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے امام صاحب نے فرمایا کہ شاید دھوبی والے مسئلہ کی وجہ سے آئے ہو امام ابو یوسف نے کہا حضور ہاں فرمایا سبحان اللہ جو شخص مفتی بن جائے لوگوں کو فتوے دینے بیٹھے دین الٰہی کا ہادی بنے اور رتبہ اس کا اتنا ہو کہ ایک مسئلہ اجارہ کا بھی نہ معلوم ہو۔ امام ابو یوسف نے عرض کی مجھے بتایئے فرمایا اگر اس نے غصب کے قبل دھویا تو اجرت واجب ہے اس لئے کہ اس نے مالک کے لئے دھویا اور اگر بعد غصب و انکار دھویا تو اجرت کا مستحق نہیں کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے۔

(۳) امام صاحب دیگر علماء کے ساتھ ایک دعوت ولیمہ میں تشریف لے گئے جس نے اپنی دو بیٹیوں کا عقد دو بھائیوں سے کر دیا تھا وہ مکان سے باہر آیا اور کہا کہ ہم لوگ سخت مصیبت میں پڑ گئے رات غلطی سے دلہنیں بدل گئیں اور ایک شخص دوسری عورت سے ہم بستر ہوا ہے سفیان نے کہا کوئی مضائقہ نہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی قسم کا ایک سوال بھیجا تھا، مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہر شخص پر صحبت کی وجہ سے مہر واجب ہے اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی جائے لوگوں نے اس جواب کو پسند کیا امام صاحب خاموش تھے مسعر نے امام صاحب سے کہا آپ فرمایئے سفیان نے کہا اس کے سوا اور کیا کہیں گے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس دونوں لڑکوں کو لاؤ دونوں حاضر کئے گئے آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ رات جس عورت کے پاس تم رہے ہو وہ تم کو پسند ہے دونوں نے کہا کہ "ہاں" آپ نے فرمایا کہ اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس رہی ہے کہا فلاں

ہے فرمایا ہر ایک اپنی اپنی بیوی کو کہ غیر کے پاس رہی ہے طلاق دیدے اور جو عورت اس کے پاس سوئی ہے اس سے شادی کر لے۔ لوگوں نے آپ کے اس جواب کو بہت وقعت و عزت سے دیکھا اور مسعر کھڑے ہوئے اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ کیا تم لوگ ایسے شخص کی محبت پر مجھے ملامت کرتے ہو سفیان چپ تھے، کچھ نہ بولے۔

(تنبیہ) جو جواب سفیان نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا بیان کیا وہ اس جواب کے مخالف نہیں جو امام صاحب نے فرمایا یہ دونوں حکم قطعاً حق ہیں۔ سفیان کے جواب کی توجیہ یہ ہے کہ یہ دونوں وطی وطی شبہ ہے جس میں مہر واجب ہوتا ہے اور اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا اور امام صاحب نے جو جواب عنایت فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو سفیان کا جواب اگرچہ ٹھیک تھا مگر اس میں بہت سی خرابیوں کا احتمال تھا کہ ہر عورت اگر اپنے شوہر کے پاس چلی آئے حالانکہ وہ دوسرے سے ہم صحبت ہو چکی ہے اور اس کی محاسن باطنہ پر دوسرا مطلع ہو چکا ہے تو خوف ہے کہ ہر ایک کا دل اس کے ساتھ معلق ہو چکا ہو اور جب وہ اس سے چھن کر دوسرے کو مل جائے تو شائد اس کی محبت اس کے دل سے نہ جائے تو مقتضائے حکمت ظاہر وہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو الہام فرمایا اور اگر وہ دونوں موافق فتویٰ سفیان اس طرح رہتے تو اس میں جو خرابی تھی اس پر مطلع ہو کر حکم دیا کہ ہر شخص اپنی اس بیوی کو جس سے غیر ہم صحبت ہو چکا ہے طلاق دے دے اور ہر ایک اپنی موطوء سے نکاح کر لے اور اس میں عدت کی ضرورت نہیں کہ وطی شبہ کی وجہ سے عدت واجب نہیں موطوۃ بالشبہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اس مصلحت ظاہر و کے سبب سے کسی نے کچھ کلام نہ کیا اور سفیان بھی خاموش ہو رہے اور لوگوں نے اس جواب کو بہت پسند کیا یہاں تک کہ مسعر بن کدام نے اسی جواب کی وجہ سے امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

(۴) امام صاحب ایک ہاشمی سید کے جنازہ میں تشریف لے گئے جس میں اور معززین کوفہ و علمائے کرام بھی شریک تھے کہ اس کی ماں ننگے سر منہ کھولے ہوئے غایت غم سے باہر نکل اور اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا یہ حال دیکھ کر اس کے شوہر نے قسم کھائی کہ واپس ہو جاؤ ورنہ طلاق ہے اس عورت نے قسم کھائی کہ اگر بغیر نماز ہوئے واپس جاؤں تو میری سب مملوک آزاد ہیں تو سب لوگ ٹھہر گئے۔ اور کسی نے کچھ کلام نہ کیا اس کے باپ نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھا آپ نے اس سے اور اس کی بیوی سے ان کی قسم دہرانے کو کہا پھر حکم دیا کہ نماز پڑھی جائے اس کے بعد اس عورت کو واپس جانے کے لئے فرمایا ابن شبرمہ نے کہا کہ عورتیں عاجز ہیں کہ آپ کے ایسا ذکی لڑکا جنیں آپ کو علم میں کوئی تکلیف نہیں۔

(۵) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا کھولو مگر اپنے پڑوسی کے گھر کی طرف مت جھانکو جب اس نے کھڑکی کھولی اس کے پڑوسی نے ابن ابی لیلے کے پاس شکایت کی انہوں نے منع کیا پھر وہ شخص امام صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا تم دروازہ کھولو ابن ابی لیلے نے پھر بھی منع کیا وہ پھر امام صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا تیری دیوار کتنے کی ہے اس نے کہا تین اشرفی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو دیوار ڈھا دے تجھے تین اشرفی میں دوں گا وہ شخص اپنی دیوار گرا دینے کے ارادہ سے آیا پڑوسی نے پھر ابن ابی لیلے کے پاس شکایت کی فرمایا کہ وہ اپنی دیوار ڈھاتا ہے اور تو مجھے کہتا ہے کہ اس کو منع کروں اس کے بعد مدعا علیہ سے کہا جا دیوار ڈھا دے جو چاہے کر اس کے پڑوسی نے کہا کہ کھڑکی کھولنا اس سے آسان ہے ابن ابی لیلے نے کہا جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطیوں کو ظاہر کرتا ہے تو جب غلطی معلوم ہو جائے تو کیا کیا جائے۔

(۲) ابن مبارک نے پوچھا کہ کسی شخص کے دو درہم ایک دوسرے شخص کے ایک درہم میں مل گئے پھر ان میں دو گم ہو گئے یہ نہیں معلوم کہ کون سے دو گم ہو گئے آپ نے فرمایا جو درہم باقی رہ گیا اس میں ۲/۳ اس کا ہے جس کے دو درہم تھے اور ۱/۳ اس کا ہے جس کا ایک درہم تھا ابن مبارک نے کہا کہ میں نے ابن شبرمہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال آپ نے کسی سے دریافت کیا ہے میں نے کہا امام ابوحنیفہ سے یہ سن کر انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا کہ جو درہم باقی رہا ہے وہ دونوں کا ہے تین حصے ہو کر، میں نے کہا ہاں بولے کہ بندہ خدا نے خطا کی کیونکہ دو درہم جو گم گئے ایک کے متعلق تو اس بات کا علم یقینی ہے کہ وہ دو والے کا تھا اور دوسرا درہم دونوں کا تو باقی بھی دونوں کے درمیان نصفا نصف ہو کر رہے گا۔ میں نے اس جواب کو پسند کیا پھر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملا جن کی عقل اگر نصف روئے زمین والوں سے تولی جائے تو ضرور امام صاحب کی عقل ان سبھوں کی عقل سے وزنی ہوگی آپ نے فرمایا کہ ابن شبرمہ سے تم ملے تھے انہوں نے آپ کو یہ جواب دیا تھا کہ یہ تو یقینا معلوم ہے کہ دو درہموں میں سے ایک درہم گم ہو گیا ہے اور جو درہم کہ گم نہیں ہوا وہی باقی بچا ہے تو وہ دونوں شخصوں میں برابر تقسیم ہوگا میں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ جب تینوں درہم مل گئے تو ہر ایک میں ان دونوں کی شرکت اختلاطا ہوگی تو ایک درہم والے کے لئے ہر درہم میں ایک حصہ تہائی اور دو درہم والے کے لئے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہوا تو جو درہم گم ہوا ہے گا موافق حصہ شرکت ہر ایک کا حصہ گھٹے گا اس لئے باقی میں ایک حصہ اور دو حصہ رہے گا۔

(تنبیہ) امام صاحب نے جو فرمایا یہ ظاہر ہے اس شخص کے نزدیک جو اس بات کو مانتا ہے کہ عدم تمیز کے ساتھ اختلاط میں شرکت علی الشیوع (مال مشترک) کی تقسیم

واجب ہے اور ابن شبرمہ نے جو کچھ کہا اس کی وجہ اس شخص کے نزدیک ہے جو شرکت نہیں مانتا اس کی وجہ یہ ہے کہ دو درہموں میں سے ایک جو گم ہو گیا یقینی دو درہم والے کا ہے اب دونوں کا ایک ایک درہم رہ گیا اور موجود ایک درہم ہے جس میں احتمال ہے کہ اس کا ہو یا اس کا اور کسی کے لئے مرجح نہیں اس لئے وہ باقی نصفا نصف تقسیم کیا جائے گا۔

(۷) امام صاحب کے پڑوس میں ایک جوان رہتا تھا آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اور اپنی قوم کے یہاں شادی کے بارے میں مشورہ چاہا جس کی فرمائشیں اس کی طاقت سے باہر تھیں آپ نے استخارہ کے بعد اس کو شادی کے لئے رائے دی اس شخص نے شادی کر لی۔ اس کے بعد لڑکی والوں نے بے ادائے کل مہر رخصت کرنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا ایک ترکیب کر کسی سے قرض لیکر اپنی بی بی کے پاس جا منجملہ اور قرض دینے والوں کے آپ نے بھی اس کو قرض دیا جب ہم بستر ہو چکا تو امام صاحب نے اس شخص سے فرمایا کیوں نہیں اپنے سسرال والوں سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم اپنی اہلیہ کو لیکر ایک دور دراز جگہ جانا چاہتے ہیں اس نے ایسا ہی کیا یہ عورت والوں کو بہت ناگوار ہوا وہ لوگ امام صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور اس شخص کی شکایت کی اور اس بارے میں فتویٰ چاہا۔ آپ نے فتویٰ دیا کہ شوہر کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنی بی بی کو لے جائے ان لوگوں نے کہا یہ ہم سے نہیں ہو سکتا کہ اس لڑکی کو چھوڑ دیں کہ اس شخص کے ساتھ باہر جائے۔ آپ نے فرمایا تو جو کچھ تم نے ان سے لیا ہے اس کو واپس کر کے اس شخص کو راضی کر دو وہ لوگ اس پر راضی ہوئے امام صاحب نے اس شخص [illegible] کہ وہ لوگ اس بات پر راضی ہیں کہ جو کچھ مہر لیا ہے وہ واپس کر دیں اور باقی تجھے معاف کر دیں اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ چاہتا ہوں تب آپ نے اس شخص سے فرمایا تجھے یہ پسند ہے یا یہ کہ کسی شخص کے دین کا اقرار کرے کہ ادا کئے سفر

نا ممکن ہوا اس نے عرض کی خدا کے واسطے اس کا ذکر بھی نہ کیجئے ورنہ وہ لوگ سن پائیں گے تو مجھے کچھ بھی نہ دیں گے۔

(۸) آپ کے خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کہا میرا بھائی مر گیا اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے مجھے اس میں سے صرف ایک دینار ملا ہے آپ نے فرمایا تمہارے حصوں کو کس نے تقسیم کیا عرض کی داؤد طائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آپ نے فرمایا بے شک تیرا ایک ہی دینار ہے تیرے بھائی نے دو لڑکیاں، ماں، بی بی ۱۲ بھائی، ایک بہن کو چھوڑا ہے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو اسی طرح مسئلہ ہوگا۔

(تقسیم یعنی ۴۰۰ سو دینار دونوں لڑکیوں کا ہے سو دینار ماں کا ثمن پچھتر دینار بی بی کا باقی پچیس میں دو دو بارہ ۱۲ بھائیوں کے اور ایک بہن کا)

(۹) ایک دن آپ قاضی ابن ابی لیلے کی مجلس قضا میں تشریف لے گئے قاضی صاحب نے متخاصمین کو آنے کے لئے فرمایا کہ اپنا فیصلہ امام صاحب کو دکھائیں ایک شخص کھڑا ہوا اور دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے یا ابن الزانیہ کہا ہے قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے فرمایا تم کیا جواب رکھتے ہو امام صاحب نے فرمایا آپ اس شخص کے مقابلہ میں کیا پوچھتے ہیں یہ تو مدعی ہونے کا حق دار نہیں، مدعیہ اس کی ماں کو ہونا چاہئے تو کیا اس کی جانب سے اس کی وکالت ثابت ہے قاضی صاحب نے فرمایا نہیں امام صاحب نے فرمایا تو اس سے پوچھیے کہ اس کی ماں زندہ ہے یا مردہ ہے انہوں نے پوچھا اس نے کہا کہ مردہ ہے کہا گواہ لاؤ اس نے اس کی موت پر گواہ قائم کئے قاضی صاحب نے پوچھا، امام صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے پوچھئے کہ اس کی ماں کا اور کوئی بھی وارث ہے یا نہیں۔ قاضی صاحب نے پوچھا اس نے کہا نہیں امام صاحب نے فرمایا اسے گواہی سے ثابت کرو اس نے گواہوں سے ثابت کیا پھر قاضی صاحب

نے مدعا علیہ سے دریافت فرمایا امام صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے دریافت کیجئے کہ ماں اس کی حرہ ہے یا باندی اس نے کہا حرہ ہے آپ نے فرمایا ثابت کرو اس نے ثابت کیا۔ پھر قاضی نے مدعا علیہ سے پوچھا، آپ نے فرمایا کہ مدعی سے پوچھے کہ اس کی ماں مسلمان ہے یا ذمیہ کہا مسلمان ہے، فرمایا گواہ لاؤ اس نے گواہوں سے ثابت کیا۔ امام صاحب نے فرمایا اب مدعا علیہ سے دریافت کیجئے۔

(۱۰) جب قتادہ کوفہ میں تشریف لائے فرمایا کہ مجھ سے جو کوئی مسئلہ حرام و حلال کا دریافت کرے گا اس کا جواب دوں گا امام صاحب نے پچھوایا کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اپنی بی بی سے غائب ہو گیا اور کئی سال تک غائب رہا یہاں تک کہ اس کے مرنے کی خبر آئی اس کے مرنے کو مظنون جان کر دوسری شادی کر لی جس سے اولاد بھی پیدا ہوئی پہلے شوہر نے اس لڑکے سے انکار کیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا تو کیا دونوں نے اسے تہمت زنا کی لگائی یا صرف انکار کرنے والے نے امام صاحب نے فرمایا اگر اس کا جواب رائے سے دیں گے تو خطا کریں گے اور اگر حدیث سے دیں گے تو غلط کہیں گے۔ قتادہ نے کہا ایسا واقع ہوا لوگوں نے کہا نہیں فرمایا جو بات ابھی ہوئی نہیں اس کے متعلق کیوں پوچھتے ہو امام صاحب نے فرمایا علماء کو بلا کے لئے مستعد ہو جانا چاہئے اور اس کے اترنے کے قبل اس سے بچنا چاہئے تا کہ اس میں پڑنے اور اس سے نکلنے کو جان لیں قتادہ نے کہا اس کو چھوڑو اور تفسیر کے متعلق دریافت کرو۔ امام صاحب نے فرمایا الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ (۲۷۔۴۰) سے کون شخص مراد ہے قتادہ نے فرمایا آصف بن برخیا کاتب حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اسم اعظم معلوم تھا امام صاحب نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہیں؟ انہوں نے کہا نہیں، امام صاحب نے فرمایا کیا

ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا ہو جو اس سے اعلم ہو؟ قتادہ نے کہا نہیں ہو سکتا پھر فرمایا بخدا میں تم لوگوں سے تفسیر بیان نہیں کروں گا۔ مجھ سے مختلف فیہ مسائل دریافت کرو۔ امام صاحب نے فرمایا کیا آپ مومن ہیں قتادہ نے کہا میں امید کرتا ہوں امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کیوں! کہا بوجہ قول باری تعالیٰ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ (۲۶۔۸۲) امام صاحب نے فرمایا تو کیوں نہیں کہا جس طرح سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عرض کی جبکہ باری تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تو ایمان نہیں لایا؟ عرض کی ہاں وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اور لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے قتادہ غصہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور قسم کھائی کہ ان سے کوئی حدیث بیان نہ کریں گے۔

(۱۱) کسی شخص نے اپنی مجنونہ عورت کو کچھ کہا اس نے کہا یا ابن الزانیین یہ قاضی ابن ابی لیلے کے یہاں اس کی شکایت ہوئی انہوں نے اسے مسجد میں کھڑی کر کے دو حد لگائے۔ امام صاحب کو جب معلوم ہوا فرمایا کہ قاضی صاحب نے چھ غلطیاں کیں (۱) مجنونہ پر حد قائم کی (۲) مسجد میں حد لگائی (۳) عورت کو کھڑی کر کے حد لگائی حالانکہ عورتوں پر حد بیٹھ کر ہے (۴) قذف ایک کلمہ کے ساتھ تھا دو حد کی کوئی وجہ نہ تھی اس لئے کہ ساری قوم کو ایک کلمہ کے ساتھ کوئی قذف کرے جب بھی ایک ہی حد ہوتی ہے (۵) اس عورت پر حد قائم کی حالانکہ اس کا حق اس شخص کے ماں باپ کو تھا اور وہ غائب تھے (۶) دوسری حد اس وقت لگائی کہ پہلی سے وہ صحت یاب بھی نہ ہوئی تھی، جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلے کو پہنچی قاضی صاحب نے امیر المومنین سے آپ کی شکایت کی امیر المومنین نے آپ کو فتویٰ دینے سے منع کیا پھر کچھ مسئلے عیسیٰ بن موسیٰ کے آئے امام صاحب سے ان سے سوال ہوا آپ نے ایسے جوابات دیئے جنہیں عیسیٰ بن موسیٰ نے پسند کیا پس انہوں نے اجازت دی تو آپ اس کی مجلس میں بیٹھے۔

(۱۲) ضحاک نے کہا کہ آپ حکموں کے تجویز کرنے سے توبہ کیجئے امام صاحب نے فرمایا آپ مجھ سے مناظرہ کرتے ہیں؟ ضحاک نے کہا ہاں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ کسی بات میں مختلف ہوں تو کون منصف ہوگا۔ ضحاک نے کہا جسے آپ چاہے کیجئے آپ نے بعض تلامذۂ ضحاک سے فرمایا کہ تم ہم دونوں کے درمیان حکم بننا، پھر ضحاک سے فرمایا کیا ان کا حکم ہونا آپ پسند کرتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ آپ نے بھی تجویز حکم کر لیا ضحاک (یہ مسکت الزام سن کر) خاموش ہو رہا۔

(۱۳) عطاء بن ابی رباح نے آپ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق دریافت فرمایا، وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ (۲۱۔۸۴) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کے اہل اور اہل وولد کے مثل کو رد کیا عطاء نے کہا کیا رد کرتا ہے اللہ تعالیٰ نبی پر ایسے لڑکے کو جو ان کے صلب سے نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے اس بارے میں کیا سنا اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے، کہا رد کیا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام پر ان کے اہل اور ولد صلبی کو اور مثل اجر ولد کو آپ نے فرمایا یہ بہتر ہے۔

(تنبیہ) اس بات سے کوئی مانع نہیں کہ یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کی تعداد عطا کی ہو اور اسی عدد کے مثل اس بی بی سے اولاد دی ہو جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ (۳۸۔۴۴) اور یہی مطلب آیت کا ظاہر ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

(۱۴) ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بی بی سے کلام نہ کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے کلام کرے اور اس نے بھی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے بات نہ کرے گی یہاں تک کہ میں اس سے بات کروں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں سے کوئی حانث (قسم توڑنے والا۔ گنہگار) نہیں۔ سفیان ثوری نے

سنا تو غصہ ہوتے پہنچے اور کہا آپ فروج کو حلال کرتے ہیں یہ مسئلہ کہاں سے بتایا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے قسم کھانے کے بعد جب عورت نے کلام کیا تو اس کی قسم تمام ہوگئی تو پھر جب اس شخص نے اس عورت سے کلام کیا تو نہ مرد پر حنث ہے نہ عورت پر اس لئے کہ اس عورت نے اس سے کلام کیا اور اس شخص نے اس عورت سے بعد قسم کے کلام کیا تو حنث دونوں سے ساقط ہے۔ سفیان نے کہا آپ کے لئے ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جن سے ہم سب غافل ہیں۔

(۱۵) ابن مبارک نے آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا کہ ہنڈیا پکا رہا تھا کہ ایک پرندہ گر کر مر گیا آپ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ تم لوگوں کے خیال میں اس کا کیا جواب ہے لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے جواب دیا کہ شوربا بہا دیں اور گوشت کو دھو کر مصرف میں لائیں آپ نے فرمایا یہ تو اس وقت میں ہے جب سکون کے وقت پرندہ گرا ہو اور اگر جوش کے وقت گرا ہو تو گوشت بھی پھینک دیا جائے گا۔ ابن مبارک نے پوچھا کیوں، فرمایا اس لئے کہ اس وقت اس کے اندر تک نجاست پہنچ جائے گی بخلاف پہلی صورت کے کہ اس میں صرف ظاہر تک پہنچے گی۔ ابن مبارک کو یہ جواب بہت پسند آیا۔

(۱۶) ایک شخص مال دفن کر کے بھول گیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ کوئی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ میں بیان کروں۔ ہاں تم جاؤ اور آج صبح تک نماز پڑھتے رہو تمہیں یاد آ جائے گا۔ اس شخص نے نماز پڑھنا شروع کیا چوتھائی رات بھی نہ گذری تھی کہ یاد آ گیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا فرمایا مجھے معلوم تھا کہ تیرا شیطان تجھے رات بھر نماز پڑھنے بھی نہ دے گا تجھ پر افسوس ہے کہ اس کے شکریہ میں رات بھر تو نے نماز کیوں نہ پڑھی۔

(۱۷) ایک امانت رکھنے والے نے اپنے ودیع کی شکایت کی کہ وہ امانت سے مکر گیا اور سخت قسم کھائی کہ میں نے امانت نہیں رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے انکار کی کسی کو خبر مت کر اس کے بعد آپ نے اس شخص کو بلوا بھیجا وہ آیا جب تنہائی ہوئی آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے بھیجا ہے مشورہ چاہتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جو قاضی بنانے کے قابل ہو تو کیا تم اسے پسند کرتے ہو وہ شخص کچھ رکا آپ نے اس کو رغبت دلائی اس کے بعد امانت رکھنے والے سے کہا کہ اب جاؤ اور اس سے کہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید تم بھول گئے میں نے تمہیں فلاں چیز اس نشانی کی امانت رکھنے کو دی تھی اس نے ایسا ہی جا کر کہا اس شخص نے اس کی امانت واپس کر دی اور امام صاحب کے پاس حاضر ہوا اور خواہش کی کہ مجھے قاضی بنوا دیجئے آپ نے فرمایا کہ میں تیرے رتبہ کو زیادہ بڑھاؤں گا اور ابھی نامزد نہ کروں گا یہاں تک کہ جو اس سے بزرگ ہے وہ آئے۔

(۱۸) ایک شخص کے یہاں چور گھس آئے اور سب کپڑے اس کے لے لئے اور اس سے طلاق غلیظہ کی قسم لے لی کہ کسی کو اس کی خبر نہ دے گا اس شخص نے قسم کھالی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کا کپڑا بازار میں بک رہا ہے مگر وہ بول نہیں سکتا اس نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھا۔ فرمایا اپنے قبیلے کے اکابر کو میرے پاس بلاؤ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ وہ سب کے سب ایک جگہ جمع ہوں اور ایک ایک کر کے نکلیں اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ تیرا چور ہے اگر نہ ہو تو کہہ دے نہیں اور اگر ہو تو چپ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا اس سے چور معلوم ہو گیا اس نے تمام اموال مسروقہ واپس کر دیا اور اس کی قسم بھی نہ ٹوٹی۔ اس لئے کہ اس نے کسی کو خبر نہ دی۔

(۱۹) کسی نے پوچھا کہ اقامت کے وقت موذن لوگ جو کرتے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے فرمایا وہ اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ وہ تکبیر کہنا

چاہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں میں شب کو بھی حاضر ہوتا تو جب کبھی نماز پڑھنے کی حالت میں میں حاضر ہوتا تو آپ سبح کر کے مجھے خبر دیتے۔

(۴۰) ایک شخص نے ایک عورت سے پوشیدہ طور پر نکاح کیا جب اس کا لڑکا پیدا ہوا تب وہ شخص مکر گیا۔ اس عورت نے قاضی ابن ابی لیلے کے پاس دعویٰ دائر کیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ نکاح کا گواہ لا۔ عورت نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے اس طرح نکاح کیا کہ اللہ تعالیٰ ولی ہے اور دونوں فرشتے گواہ ہیں قاضی صاحب نے دعویٰ خارج کر دیا وہ عورت امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب کے یہاں جا اور کہہ کہ مدعا علیہ کو بلوایئے اور میں گواہ لاتی ہوں جب وہ اس کو بلائیں تو کہہ کہ ولی اور شاہدین کے ساتھ کفر کر اس شخص سے یہ نہ ہو سکا اور نکاح کا اقرار کیا۔ مہر اس کے ذمہ لازم کیا لڑکا اس شخص کو دلایا۔

(تنبیہ) اس مسئلہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ولی اور گواہ دونوں میں سے کوئی نہ تھے اس لئے کہ اس صورت میں تو نکاح بالا جماع باطل ہوگا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح پوشیدہ طور پر دو مجہول گواہوں کے سامنے ہوا تو جب وہ عورت اس کو ثابت نہ کر سکی تب اس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور فرشتوں کی گواہی کے ساتھ ہوا۔ اس لئے امام صاحب نے اسے وہ بات سکھائی جس کی وجہ سے اگر عورت سچی ہے تو اس شخص کو مجبوراً نکاح کا اقرار کرنا پڑے اور امام صاحب اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والے تھے اور واقعہ وہی تھا جو آپ کو الہام ہوا۔

(۴۱) امام صاحب نے ابن شبرمہ سے چاہا کہ ان کی وصیت ثابت رکھیں ابن شبرمہ نے بیٹا ان کا قبول کیا پھر فرمایا کہ اس بات پر قسم کھا کہ آپ کے گواہوں نے سچی

گواہی دی۔ آپ نے فرمایا مجھ پر نہیں میں موجود نہ تھا ابن شبرمہ نے کہا آپ کی رائیں خطا اور غلط ہو گئیں امام صاحب نے فرمایا کہ آپ اس نابینا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے سر کو کسی شخص نے زخمی کر دیا اور دو گواہوں نے اس کے متعلق گواہی دی کہ فلاں شخص نے زخمی کیا ہے کیا اس شخص کو اس بات پر قسم کھانی چاہئے کہ گواہوں نے سچی گواہی دی حالانکہ اس شخص نے دیکھا نہیں قاضی صاحب بند (خاموش، چپ، جھگڑا جاتا) ہو گئے اور ان کے لئے وصیت کے ساتھ حکم دیا۔

(۲۲) یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ نے امام صاحب کی رائے پر اجماع اہل کوفہ کا انکار کیا آپ نے اپنے شاگردوں کو کہ ان میں امام زفر اور امام ابو یوسف بھی تھے ان سے مناظرہ کے لئے بھیجا انہوں نے پوچھا آپ اس غلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے دو مالک تھے ایک نے آزاد کر دیا؟ قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں شریک کا نقصان ہے اور یہ ممنوع ہے کہا تو اگر دوسرے شریک نے بھی آزاد کر دیا، کہا جائز ہو گیا۔ بولے کہ آپ نے متناقض باتیں فرمائیں اس لئے کہ اگر پہلے کا آزاد کرنا لغو تھا تو دوسرے شریک نے ایسے وقت آزاد کیا کہ وہ غلام ہے تو یہ بھی نافذ نہ ہوا۔ قاضی صاحب خاموش ہو رہے۔

(۲۳) لیث بن سعد نے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور مشتاق ملاقات تھا ایک سال میں مکہ معظمہ میں تھا دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے پکارا اے امام ابو حنیفہ تب میں نے جانا کہ یہ وہی شخص ہیں ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ میں بہت بڑا مالدار ہوں میرا ایک لڑکا ہے میں بہت کچھ روپیہ صرف کر کے اس کی شادی کرتا ہوں مگر وہ طلاق دے دیتا ہے میرا مال مفت میں ضائع ہو جاتا ہے تو کیا اس کی کوئی ترکیب ہے آپ

نے فرمایا کہ اس کو لونڈیوں کے بازار میں لے جاؤ اور جسے وہ پسند کرے اسے خرید لو پھر اس کی شادی اس لونڈی سے کردو۔ تو اگر طلاق بھی دے گا وہ تمہاری لونڈی ہو کر رہے گی وہ اگر آزاد کرے گا اس کا حق نافذ نہ ہوگا اس لئے کہ وہ تمہاری مملوک ہے لیث بن سعد نے کہا کہ بخدا مجھے ان کا جواب اس قدر تعجب خیز نہ ہوا جس قدر ایسے مشکل مسئلے کا فوراً جواب دینا پسند آیا۔

(۲۴) ایک شخص نے اپنی بی بی کی طلاق میں شک کیا اس نے شریک سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ طلاق دیدے پھر رجعت کرلے ثوری سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ کہہ اگر میں نے تجھے طلاق دی ہے تو میں نے رجعت کی اور امام زفر نے فرمایا کہ جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو وہ تیری بی بی ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا آپ نے فرمایا سفیان ثوری نے مطابق ورع جواب دیا اور زفر نے مطابق فقہ خالص اور شریک کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سے تو کہے مجھے معلوم نہیں کہ میرے کپڑے پر پیشاب پڑا ہے یا نہیں وہ کہے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کرلے پھر دھو ڈال۔

(تنبیہ) ان اماموں کو اصل مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص اپنی بی بی کی طلاق میں شک کرے اس پر کچھ لازم نہیں ان ائمہ کا اختلاف اس بات میں ہے کہ اولی اور بہتر کیا ہے تو شریک نے کہا کہ طلاق واقع کردے اس لئے کہ شک کے ساتھ رجعت ضروری نہیں اور رجعت معلق کے بارے میں اختلاف ہے اور ثوری کے نزدیک رجعت معلق جائز ہے اور اس میں جو اختلاف ہے اس کا خیال نہ فرمایا اور امام زفر نے اس سے اعراض کیا اور اصل حکم یعنی عدم وقوع طلاق کا بیان کیا۔

(۲۵) ربیع دربان منصور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھا ایک دن چاہا کہ بادشاہ کے سامنے آپ پر طعن کرے منصور سے کہا کہ یہ آپ کے دادا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ استثنا کے لئے اتصال ضروری نہیں۔ آپ نے فرمایا امیر المومنین! ربیع کا یہ خیال ہے کہ آپ کی بیعت لشکریوں پر درست نہیں اس لئے کہ وہ یہاں قسم کھا کر جب گھر جائیں گے استثنا کر دیں گے بیعت باطل ہو جائے گی منصور ہنسے اور بولے کہ اے ربیع امام ابوحنیفہ سے تعرض نہ کر جب آپ دربار سے باہر آئے ربیع نے کہا کہ آپ نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا فرمایا نہیں۔ لیکن تم نے مجھے قتل کرانا چاہا تھا مگر میں نے تجھے بھی خلاصی دی اور اپنے آپ کو بھی خلاص کیا۔

(۲۶) آپ کے بعض دشمنوں نے کہا کہ آج منصور کے پاس آپ کو قتل کریں گے پھر منصور کے سامنے امام صاحب سے پوچھا کہ اے ابوحنیفہ ایک شخص ہم میں سے ان کو امیر المومنین کہتا ہے یا اس کی گردن مارنے کا حکم دیتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں اس کا کیا سبب ہے کیا ان کو یہ جائز ہے آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین حق حکم دیتے ہیں یا باطل اس نے کہا حق، آپ نے فرمایا کہ حق کو نافذ کرو جہاں ہو اور اس کی وجہ کی دریافت فضول ہے پھر امام صاحب نے فرمایا کہ اس شخص نے چاہا تھا کہ مجھے باندھ لے مگر میں نے اس کو جکڑ ڈالا۔

(۲۷) آپ کے پڑوسی کا مور چوری ہو گیا اس نے آپ کے پاس شکایت کی آپ نے فرمایا چپ رہو۔ پھر مسجد میں تشریف لائے جب سب لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کیا نہیں شرماتا وہ شخص کہ اپنے پڑوسی کا مور چراتا ہے پھر آ کر نماز پڑھتا ہے حالانکہ اس کے پر کا اثر اس کے سر پر ہوتا ہے پس ایک شخص نے اپنا سر پونچھا آپ نے فرمایا اے شخص تو مور واپس کر دے اس نے مور واپس کر دیا۔

(۲۸) حضرت اعمش محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی تیز مزاجی کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ ایک مرتبہ یہ واقعہ ان کو پیش آیا کہ انہوں نے اپنی بی بی کو طلاق کی قسم کھائی کہ اگر آپ کی بی بی آپ کو آٹے کے ختم ہو جانے کی خبر دے یا لکھ کے بتائے یا پیغام بھیجے یا دوسرے شخص سے اس غرض سے ذکر کرے کہ وہ شخص آپ سے اس کا تذکرہ کرے یا اس کے بارے میں اشارہ کرے تو اس کو طلاق ہے اس معاملہ میں آپ کی بی بی متحیر ہوئیں تو کسی نے ان سے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیجئے تب وہ بی بی علیہا الرحمۃ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئیں اور اس واقعہ کو عرض کیا، امام صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جب آٹے کا چرمی تھیلا خالی ہو جائے تو اس چرمی تھیلے کو ان کی نیند کی حالت میں ان کے کپڑوں سے باندھ دیجئے گا جب بیدار ہوں گے اس کو دیکھیں گے اور آٹے کا ختم ہونا ان کو معلوم ہو جائے گا انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آٹے کے ختم ہونے کو سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حیلوں میں سے ہے آپ زندہ ہیں تو ہم کیسے فلاح پائیں گے۔ آپ تو ہم کو ہماری عورتوں کے سامنے رسوا کرتے ہیں کہ ان کو ہمارا عاجز ہونا اور ہماری سمجھ کا ضعف دکھاتے ہیں۔

(۲۹) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنی بی بی سے رمضان شریف کے دن میں ہم بستر ہوگا۔ لوگوں کو اس کی خلاصی میں سخت تردد ہوا امام صاحب نے فرمایا یہ تو آسان ہے رمضان شریف میں اپنی بی بی کو لے کر سفر کرے پھر اس سے ہم صحبت ہو۔

(۳۰) ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے مہلت دو کہ میں نشانی لاؤں آپ نے فرمایا جو شخص اس سے نشانی طلب کرے گا کافر ہو جائے

گا۔ کیونکہ ثانی ماننا حضور اقدس ﷺ کے ارشاد لانبی بعدی کی تکذیب ہے۔

(۳۱) آپ نے اپنی بی بی حضرت حماد کی والدہ پر دوسری شادی کی انہوں نے کہا کہ آپ اپنی نئی بی بی کو تین طلاق دیجئے ورنہ میں آپ کے پاس نہیں رہوں گی۔ آپ نے حیلہ کیا اور جدیدہ سے کہا کہ ام حماد کے سامنے میرے یہاں آؤ اور مجھ سے پوچھو کہ کیا کسی عورت کو جائز ہے کہ اپنے شوہر سے مہاجرت کرے، وہ گئیں اور انہوں نے یہ مسئلہ دریافت کیا، ام حماد نے کہا کہ آپ کو اپنی نئی بی بی کو طلاق دینا ضرور ہے آپ نے فرمایا کہ جو میری بی بی اس گھر سے باہر ہو اس کو تین طلاق، ام حماد راضی ہو گئیں اور جدیدہ کو طلاق بھی نہ پڑی۔

(۳۲) آپ سے کسی رافضی نے پوچھا کہ سب لوگوں سے زیادہ قوی کون ہے؟ فرمایا ہمارے نزدیک تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ انہوں نے جان لیا کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق ہے تو اس کو ان کے سپرد کر دیا اور تم لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ قوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے بقول تمہارے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کو جبراً چھین لیا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ان سے لے نہ سکے۔ وہ رافضی متحیر ہو گیا۔

(۳۳) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا اگر جنابت سے غسل کروں تو تین طلاق پھر کہا اگر آج کے دن کوئی نماز چھوڑوں تو تین طلاق پھر کہا اگر آج بی بی سے ہم صحبت نہ ہوں تو تین طلاق۔ وہ شخص کیا کرے اور اس کی خلاصی کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بی بی سے ہم بستر ہو آفتاب ڈوبنے پر غسل کرے اور مغرب وعشاء کی نماز ادا کرے اس لئے کہ آج کے دن کی سے پانچ وقت کی نماز مراد ہے۔

(۳۴) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ

ایک شخص کی بی بی سیڑھی پر تھی اس نے کہا کہ اگر تو چڑھے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو اترے تو تجھے طلاق ہے اب وہ شخص کیا کرے۔ آپ نے فرمایا وہ سیڑھی پر چڑھی ہوئی ہو اور سیڑھی اتار لی جائے یا بغیر اس کے ارادہ کے کوئی شخص اسے اٹھا کر زمین پر رکھ دے۔

ایک شخص کی بی بی کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا اس نے کہا کہ تو اگر اسے پئے یا بہائے یا رکھے یا کسی شخص کو دے تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں عورت کیا کرے تاکہ طلاق نہ پڑے امام صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر پانی کو سکھا دے۔

(۳۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ انڈا نہ کھائیں گے پھر قسم کھائی کہ فلاں شخص کی آستین میں جو چیز ہے وہ ضرور کھائیں گے دیکھا گیا تو وہ انڈا ہی تھا فرمایا کسی مرغی کے نیچے رکھ دے جب بچہ ہو جائے تو بھون کر کھالے یا پکا کر مع شوربا کے سب کو کھالے۔

(تنبیہ) ہمارے نزدیک حیلہ یہ ہے کہ اس کو حلوے میں ڈال دے پس قسم پوری ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اس نے آستین کی چیز کو کھالیا۔ اور یہ نہیں صادق آتا ہے کہ اس نے بیضہ کھایا اس لئے کہ وہ مستہلک ہو گیا۔

(۳۶) ایک عورت توام (جڑواں) دو لڑکے جنی جن کی پیٹھ ایک ہی تھی ایک ان میں سے مر گیا علمائے کوفہ نے فتویٰ دیا کہ دونوں دفن کئے جائیں گے امام صاحب نے فرمایا کہ صرف مردہ لڑکا دفن کیا جائے اور مٹی کے ذریعے جوڑ توڑا جائے لوگوں نے ایسا ہی کیا جس سے زندہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا اور وہ لڑکا سوتی ابو حنیفہ کے نام سے مشہور ہوا۔

(۳۷) امام صاحب مدینہ طیبہ میں حضرت محمد بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

پاس تشریف لے گئے انہوں نے فرمایا آپ میرے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی قیاس سے مخالفت کرتے ہیں آپ نے فرمایا معاذ اللہ حضور تشریف رکھیں اس لئے کہ آپ کے لئے عظمت ہے جس طرح آپ کے جد کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے عظمت ہے حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے امام صاحب ان کے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور پوچھا مرد ضعیف ہے یا عورت انہوں نے فرمایا عورت۔ آپ نے پوچھا عورت کا حصہ کس قدر ہے فرمایا مرد کے حصہ کا آدھا۔ امام صاحب نے فرمایا اگر میں قیاس سے کہتا تو اس کے برعکس حکم دیتا پھر پوچھا نماز افضل ہے یا روزہ انہوں نے فرمایا نماز آپ نے کہا اگر میں قیاس سے حکم کرتا تو حائض کو نماز کی قضا کا حکم دیتا نہ کہ روزے کی قضا کا۔ پھر پوچھا پیشاب نجس ہے یا منی انہوں نے فرمایا پیشاب۔ آپ نے فرمایا اگر میں قیاس کو مقدم رکھتا تو پیشاب سے وجوب غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔

(۳۸) ایک مسافر اپنی نہایت ہی خوبصورت بی بی کو لے کر کوفہ پہنچا اس عورت پر ایک کوفی عاشق ہو گیا اور دعویٰ کیا کہ یہ میری بی بی ہے اور بی بی بھی اپنے شوہر سے رکی اس کا شوہر اس بات سے عاجز ہوا کہ اپنا نکاح اس عورت کے ساتھ ثابت کرے یہ مسئلہ امام صاحب کے پاس پیش ہوا۔ امام صاحب اور قاضی ابن ابی لیلےٰ اور ایک جماعت شوہر کے مکان پر گئے اور چند عورتوں کو وہاں جانے کے لئے فرمایا ان سب کو دیکھ کر اس کا کتا بھونکنے لگا اس کے بعد اس عورت سے جانے کو کہا اس کے جانے کے وقت کتا دم ہلاتا ہوا گرد اس کے ہو گیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ حق واضح ہو گیا بس اس عورت نے نکاح کا اقرار کیا اور اسی کی نظیر وہ مسئلہ ہے حنفی علماء سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی سے خلوت کرے اور ساتھ ساتھ مرد کا کتا ہے تو

خلوت صحیح ہے اور پورا مہر واجب ہے اور اگر عورت کا کتا ہے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی نہ پورا مہر واجب ہوگا۔

(۳۹) ابن ہیرہ نے ایک انگوٹھی کا نگینہ جس پر عطاء بن عبداللہ کندہ تھا امام صاحب کو دکھایا اور کہا کہ میں اس نگ کے ساتھ مہر کرنے کو پسند نہیں کرتا ہوں کیونکہ میرے غیر کا نام اس پر کندہ کیا ہوا ہے اور اس کا حک (مٹانا، کھرچنا، دور کرنا وغیرہ) کرنا ممکن ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ب کا سر گول بنادو تو عطاء من عنداللہ ہو جائے گا۔ ابن ہیرہ اس فوری جواب سے بہت متعجب ہوئے اور کہا کہ آپ اکثر میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس آ کر کیا کروں گا اگر تم مجھے اپنا مقرب بناؤ گے تو فتنہ میں ڈالو گے اور اگر دور کرو گے تو مجھے رسوا کرو گے۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں تم سے خوف کروں امام صاحب نے اس وقت بھی ایسا ہی فرمایا تھا جب آپ سے منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر آپ میرے پاس اکثر آیا کرتے تو اچھا ہوتا۔

(۴۰) ضحاک مروزی نے کوفہ پہنچ کر تمام مردوں کے قتل کا حکم عام دے دیا امام صاحب صرف ایک کرتہ اور تہبند پہنے ہوئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ تم نے مردوں کے قتل کا حکم عام کیوں دے دیا ہے اس نے کہا اس لئے کہ یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ فرمایا کیا ان کا دین اس سے پہلے کچھ اور تھا جس سے پھر کر یہ دین اختیار کر لیا ہے یا ان کا دین پہلے سے یہی ہے اس نے کہا کہ جو کچھ فرمایا ہے پھر ارشاد ہو آپ نے پھر فرمایا ضحاک نے کہا ہم غلطی پر تھے اور قتل موقوف کرا دیا لوگوں کو امام صاحب کی برکت سے نجات ملی۔ دوسری روایت میں ہے کہ خوارج جب کوفہ پہنچے اور ان کا مذہب اپنے تمام مخالفوں کو کافر جاننا ہے لوگوں نے امام صاحب کی

نسبت کہا کہ وہ شیخ الکل ہیں خوارج نے آپ کو بلوا بھیجا اور کہا آپ کفر سے توبہ کیجئے فرمایا میں سب کفر سے تائب ہوں لوگوں نے خارجیوں سے کہا کہ امام صاحب نے یہ فرمایا کہ میں تمہارے کفر سے تائب ہوں۔ خوارج نے امام صاحب کو پکڑ لیا آپ نے فرمایا یہ بات تم نے علم سے کہی یا ظن سے ان لوگوں نے کہا ظن سے آپ نے فرمایا ان بعض الظن اثم اور اثم تمہارے نزدیک کفر ہے تو تم لوگ اپنے کفر سے توبہ کرو۔ انہوں نے کہا آپ بھی کفر سے توبہ کیجئے۔

(تنبیہ) بعض حاسدین امام اعظم علیہ الرحمہ جو آپ کی تنقیص شان کرتے اور ان ہوئی آپ پر جوڑتے تھے انہوں نے آپ کے متعلق یہ گھڑا ہے کہ معاذ اللہ آپ دو مرتبہ کافر ہو گئے اور آپ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی حالانکہ واقعہ یہ ہے جو خارجیوں کے ساتھ واقع ہوا لوگوں نے آپ کی شان گھٹانے کو ایسا مشہور کر دیا حالانکہ یہ آپ کی برائی نہیں بلکہ یہ آپ کے علو مرتبت وکمال رفعت شان کی دلیل ہے اس لئے کہ آپ کے سوا اور کوئی دوسرا شخص نہ تھا جو خوارج کا مقابلہ کرتا اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔

(۳) ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی اور ایک تھیلی سپرد کی جس میں ہزار دینار تھے اور کہا کہ جب میرا لڑکا بڑا ہو تو جو تو پسند کرے اس کو دے دینا جب وہ لڑکا جوان ہوا اس شخص نے اس کو خالی تھیلی دے دی اور سب اشرفیاں رکھ لیں۔ لڑکا امام صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا کہ ہزار دینار اس کے حوالہ کر اس لئے کہ وہی تجھے محبوب ہیں کہ تو نے اس کو روکا ہے جو تجھے پسند ہیں کیونکہ ہر شخص غالباً اسی کو رکھتا ہے جو اس کو پسند ہوتا ہے اور نا پسندیدہ دے دیتا ہے۔

(۴۲) ایک محدث کہ آپ کی بدگوئی کرتے ایک دن ایسے گڑھے میں گرے جس سے نکلنے کی صورت امام صاحب کے سوا کسی کے پاس نہ دیکھی وہ یہ کہ انہوں نے اپنی بی بی سے کہا اگر تو آج شب مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا کہ آج کی رات اگر تجھ سے طلاق نہ چاہوں تو میرا غلام آزاد ہے آپ نے عورت سے فرمایا تو اس سے طلاق چاہ اور مرد سے فرمایا کہ تو کہہ کہ اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے پھر فرمایا کہ تم دونوں جاؤ تم دونوں میں سے کسی پر حنث نہیں اور اس شخص سے کہا کہ جس شخص نے تجھے ایسا مسئلہ بتایا اس کے حق میں بدگوئی سے توبہ کر وہ شخص تائب ہوا اس کے بعد وہ دونوں ہر نماز کے بعد امام صاحب کیلئے دعا کرتے تھے۔

(۴۳) ایک شخص نے اپنی بی بی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر میرے واسطے ایسی ہانڈی نہ پکائے جس میں مکوک (ایک پیمانہ کا نام ہے) نمک ہو اور کھانے میں اس کا اثر نہ ہو تو تجھے طلاق ہے کسی نے امام صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ ہانڈی میں بیضہ پکاؤ اور اس میں اس قدر نمک ڈال دے جتنے کے متعلق اس نے قسم کھائی ہے بلکہ اس سے زیادہ۔

(۴۴) دہریہ کی ایک جماعت نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا پہلے ہم سے مسئلہ میں بحث کر لو اس کے بعد تمہیں اختیار ہے انہوں نے اسے منظور کیا آپ نے فرمایا کیا کہتے ہو اس کشتی کے بارے میں جو بوجھوں سے لدی ہوئی بلا ملاح کے ایسے دریا میں جاری ہے جس میں امواج متلاطم ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے لوگوں نے کہا یہ محال ہے آپ نے فرمایا کیا عقلاً جائز ہے کہ اس دنیا کا مثل موجود ہو۔ باوجود متباین ہونے اطراف کے اور اختلاف احوال و امور کے اور بدلنے اعمال و افعال کے اور بسبب بغیر صانع حکیم مدبر علیم کے ہوا اس کو سن کر وہ سب لوگ تائب ہوئے اور اپنی اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔

(۳۵) ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے کسی شخص پر ہزار روپے تھے اور وہ منکر تھا۔ اور قسم کھانے کے ارادہ میں تھا اور مدعی کے لئے صرف ایک ہی گواہ تھا جس کا صدق امام صاحب کو معلوم تھا۔ آپ نے اس شخص کو حکم فرمایا کہ وہ ہزار روپے اپنے گواہ کے سامنے کسی شخص کو ہبہ کر دے اور موہوب لہ کو دعویٰ کا حکم دیا اور شاہد اور واہب کو گواہی کے لئے فرمایا انہوں نے ایسا ہی کیا قاضی صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی اور اس قسم کے مسئلوں کا دروازہ وسیع ہے اور جس قدر میں نے ذکر کئے اس میں کفایت ہے علاوہ بریں بعض وہ مسائل جن کو میں نے نہیں ذکر کیا ان میں خلل اور ان کے ثبوت میں نزاع ہے اس لئے ان کا حذف ہی کر دینا واجب ہے۔

چوبیسویں فصل آپ کے حلم وغیرہ کے بیان میں

یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ حلیم نہ دیکھا دین کی فضیلت، پرہیزگاری، حفظ لسان، مفید باتوں کی طرف توجہ کرنا خاص آپ کا کام تھا۔ دوسرے نے کہا کہ ایک شخص نے آپ کو بہت کچھ برا بھلا کہا حتی کہ زندیق وغیرہ جیسے نالائق الفاظ سے یاد کیا آپ نے اس سے فرمایا یغفر اللہ لک اللہ تیری مغفرت کرے وہ جانتا ہے کہ میرا حال اس کے خلاف ہے عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ بردبار نہ دیکھا ہم ان کے ساتھ مسجد خیف میں تھے اور لوگ آپ کے گرد تھے کہ آپ سے کسی بصری نے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا اس نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مخالف ہیں آپ نے فرمایا انہوں نے خطا کی ایک شخص بول اٹھا یا ابن الزانیہ تو یہ کہتا ہے کہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی یہ سن کر لوگ چلا اٹھے اور اس شخص کا قصد کیا امام صاحب نے

سب کو روکا اور انہیں خاموش کیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر اٹھایا اور فرمایا کہ ہاں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی راستی پر ہیں۔

امام صاحب فرمایا کرتے کہ میں نے کبھی کسی سے اس کی برائی کا بدلہ نہ لیا اور نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا اور نہ کسی کو دھوکا دیا نہ کسی کو فریب دیا۔

کسی نے آپ سے کہا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے پاتے ہیں اور آپ کی بدگوئی کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی تعریفیں شروع کیں۔

آپ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جب نشہ میں ہوتا یہ شعر گاتا

اضاعونی وای فتی اضاعوا

لیوم کریھۃ وسداد ثغر

ایک رات اس کی آواز نہ معلوم ہوئی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کو چوکیدار پکڑ کر لے گئے ہیں۔ آپ امیر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی سفارش کی امیر نے امام صاحب کی تعظیم کی اور اس موچی کو چھوڑنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ وہ تمام لوگ جو اس شب میں پکڑے گئے تھے سب چھوڑ دیے گئے۔ آپ واپس تشریف لائے اور موچی آپ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے شخص کیا میں نے تجھے ضائع کیا، اس نے کہا نہیں بلکہ حضور نے میری حفاظت کی اور نگاہ رکھی اللہ تعالیٰ حضور کو بہترین جزا عطا فرمائے پھر توبہ کی اور سچے دل سے توبہ کی اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہنے لگا یہاں تک کہ فقیہ ہو گیا۔

ولید بن قاسم نے کہا کہ امام صاحب کریم الطبع تھے اپنے اصحاب کا خیال

رکھتے اور مواسات فرماتے عصام نے کہا کہ کسی شخص کو اپنے شاگردوں کا ایسا خیال نہ تھا جس طرح امام صاحب کو تھا حتیٰ کہ اگر کسی کے بدن پر مکھی بھی بیٹھتی تو اس کی ناگواری امام صاحب پر محسوس ہوتی تھی کسی نے آپ کے ایک شاگرد کے متعلق بیان کیا کہ وہ اپنی چھت پر سے گر گیا۔ امام صاحب نے زور سے چیخ ماری جس کو تمام مسجد والوں نے سنا اور گھبرائے ہوئے ننگے پاؤں کھڑے ہوئے پھر روئے اور فرمایا کہ اگر اس مصیبت کا اٹھا لینا میرے امکان میں ہوتا تو میں اس کو ضرور اٹھا لیتا اور تا صحت روزانہ صبح و شام اس کی عیادت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کا جعلی خط فلاں شخص کے پاس لے گیا اس نے مجھے چار ہزار درہم دیے امام صاحب نے فرمایا اگر تم اس ذریعہ سے نفع اٹھاتے ہو تو کرو۔

ابو معاذ کہتے ہیں کہ امام صاحب باوجودیکہ جانتے تھے کہ مجھے سفیان ثوری سے قرابت ہے اور ان دونوں میں اَن بن تھی۔ جیسی ہم عصروں میں ہوا کرتی ہے پھر بھی آپ مجھ کو اپنا مقرب بناتے تھے اور میری حاجت روائی فرماتے تھے اور امام صاحب پرہیزگار، صاحب علم و وقار تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں شریف خصلتوں کو جمع فرمایا تھا۔ امام صاحب پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور بہت کچھ سخت و سست کہا آپ نے اس کی طرف التفات نہ کی اور نہ اپنے کلام کو قطع فرمایا بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کی طرف مخاطب ہونے سے منع فرمایا جب آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے وہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے دروازہ تک گیا آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا یہ میرا گھر ہے اگر تیری گالیاں کچھ باقی رہ گئی ہوں تو ان کو تمام کر لے یہاں تک کہ تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے وہ شخص شرمندہ ہوا۔

دوسرے قصہ میں ہے کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہولیا جب آپ اندر تشریف لے گئے گالی گفتہ بکنے لگا کسی نے اس کو کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا کیا مجھے کتا سمجھے ہو۔ اندر سے آواز آئی کہ ہاں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ اپنی والدہ کو گدھے پر سوار کر کے عمر بن ذر کی مجلس میں لے جاتے اور ان کا حکم ٹالنا ناپسند فرماتے امام صاحب فرماتے کبھی میں اپنی والدہ کو ان کے یہاں لے جاتا اور وہ خود سوال کرتیں اور کبھی والدہ صاحبہ مجھے حکم فرماتیں تو میں وہاں جا کر ان سے مسئلہ پوچھ کر والدہ سے عرض کرتا اور میں وہاں یہ کہتا کہ میری والدہ نے حکم کیا ہے کہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں وہ فرماتے اور آپ پوچھتے ہیں، پھر میں کہتا کہ انہوں نے مجھے حکم کیا۔

عمر بن ذر فرماتے جواب مسئلہ بیان کیجئے۔ میں صورت واقعہ اور جواب دونوں بیان کرتا پھر وہ مجھ سے وہی جواب کہہ دیا کرتے میں والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور جو کچھ وہ کہتے اس کی خبر دے دیتا اور اس کی نظیر وہ واقعہ ہے کہ والدہ صاحبہ نے ایک مسئلہ پوچھا امام صاحب نے اس کا جواب دیا انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ میں سوائے زرعہ واعظ کے اور کسی کی بات نہیں مانوں گی۔ امام صاحب ان کو زرعہ کے یہاں لائے اور کہا کہ میری والدہ آپ سے فلاں مسئلہ دریافت کرتی ہیں زرعہ نے کہا آپ خود بڑے عالم اور بڑے فقیہ ہیں خود جواب دیجئے۔ امام صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا میں نے یہ فتویٰ دیا زرعہ نے فرمایا۔ اس مسئلہ کا وہی جواب ہے جو امام ابوحنیفہ نے فرمایا جب انہیں اطمینان ہوا اور واپس ہوئیں۔

جرجانی نے کہا کہ میرے سامنے امام صاحب سے ایک جوان نے سوال کیا آپ نے اس کا جواب دیا اس نے کہا آپ نے غلطی کی میں نے حاضرین بارگاہ سے کہا سبحان اللہ آپ لوگ اپنے مقتدائے وقت کی عزت نہیں کرتے آپ میری طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا انہیں چھوڑ دیجئے۔ میں نے خود انہیں اس کا عادی کیا ہے امام صاحب فرماتے جب سے میرے استاد حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا ہے میں ہر نماز کے بعد اپنے والد ماجد کے ساتھ ان کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں اور کبھی میں نے اپنا پیر ان کے گھر کی طرف نہیں پھیلایا حالانکہ میرے اور ان کے مکان میں سات گلیوں کا فاصلہ ہے اور میں ہر اس شخص کے لئے جس سے میں نے سیکھا یا میں نے اس کو سکھایا ہو دعاء مغفرت کرتا ہوں۔

ابن مبارک نے کہا آپ کی مجلس سے زیادہ باوقار مجلس کسی کی نہیں دیکھی آپ خوش خو، جامہ زیب خوبرو تھے امام زفر فرماتے ہیں آپ مشقتوں کو برداشت کرنے والے صابر و شاکر تھے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے سامنے سے گذرے دیکھا کہ آپ کی اور آپ کے شاگردوں کی آواز مسجد میں بلند ہے فرمایا اے ابو حنیفہ یہ مسجد ہے جہاں آواز نہیں بلند کی جاتی فرمایا ان کو چھوڑ یئے وہ بغیر اس کے نہیں سمجھتے۔ ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے کہا آپ امام صاحب علیہ الرحمہ کے اوصاف بیان فرمایئے فرمایا اے امیر المومنین اللہ عزوجل فرماتا ہے مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید یعنی کوئی بات منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار ہے" میرا علم ان کے متعلق یہ ہے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محارم الٰہی سے سخت پرہیز فرماتے غایت درجہ پرہیز گار تھے بے جانے دین کی باتوں میں کچھ نہ فرماتے اس بات کو دوست رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ ہو اپنے زمانے کے دنیاداروں سے الگ تھلگ رہتے ان کی دنیاوی عزت میں ہمسری کا خیال نہ لاتے زیادہ تر خاموش رہتے علمی باتوں میں ہمیشہ فکر فرماتے بیہودہ بک جھک کرنے والے نہ تھے۔ جب کوئی مسئلہ آپ سے پوچھا جاتا اگر معلوم

ہوتا جواب دیتے اور ٹھیک جواب دیتے اور اگر نہ معلوم ہوتا تو قیاس فرماتے اور اس کا اتباع فرماتے اور اپنے نفس اور دین کو بچاتے علم اور مال کو بہت خرچ فرماتے اپنی ذات کے سوا تمام لوگوں سے مستغنی تھے کبھی طمع کی طرف مائل نہیں ہوئے غیبت سے بہت دور رہتے کسی کو بھلائی کے سوا یاد نہ فرماتے۔ ہارون رشید نے کہا اچھوں کے یہی اخلاق ہیں۔

معافی موصلی نے کہا امام صاحب میں دس باتیں ایسی تھیں کہ اگر ایک بھی کسی شخص میں ہو تو وہ اپنے وقت کا رئیس اور اپنے قبیلے کا سردار ہو وہ دس باتیں یہ ہیں۔

(۱) پرہیزگاری

(۲) سچ بولنا

(۳) عفت

(۴) لوگوں کی خاطر و مدارت کرنا

(۵) سچی محبت رکھنی

(۶) اپنے نفع کی باتوں پر متوجہ نہ ہونا

(۷) زیادہ تر خاموش رہنا

(۸) ٹھیک بات کہنا

(۹) عاجزوں کی مدد کرنا

(۱۰) اگرچہ وہ عاجز دشمن ہو

ابن نمیر نے کہا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب امام زفر، داؤد طائی، قاسم بن معن وغیرہم ہوتے یہ لوگ آپس میں کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کرتے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوتی تھیں، پھر امام صاحب کلام فرماتے تو سب لوگ خاموش ہو جاتے تھے یہاں تک کہ امام صاحب اپنا

کلام ختم فرماتے تو سب لوگ امام صاحب کے ارشاد کو یاد رکھتے جب سب لوگ اچھی طرح یاد کر لیتے تو دوسرا مسئلہ چھیڑتے آپ فرمایا کرتے تھے اگر عوام میرے غلام ہوتے تو میں سب کو آزاد کر دیتا اور ان کی ولاء سے بھی باز آتا۔

پچیسویں فصل آپ کے اپنے کسب سے کھانے

اور عطیات سلطانی کے رد کرنے کے بیان میں ہے

آپ سے تواتر ثابت ہے کہ آپ ریشمی کپڑوں کی تجارت فرماتے تھے اور اچھی حالت میں آپ کی دکان کوفہ میں تھی۔ آپ کے شریک لوگ خریداری کے لئے سفر کرتے تھے اور آپ اس کو استغناء نفس کے ساتھ بیچتے اور طمع کی طرف مائل نہ ہوتے اسی وجہ سے حسن بن زیاد نے کہا بخدا انہوں نے کبھی کسی خلیفہ یا امیر کا عطیہ قبول نہ کیا۔ منصور نے کئی دفع آپ کو تیس ہزار درم دیئے آپ نے فرمایا اے امیر المومنین میں بغداد میں اجنبی شخص ہوں میرے پاس اور لوگوں کی امانتیں ہیں اور میرے یہاں کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے اس کو بیت المال میں رکھوا دیجئے۔ خلیفہ منصور نے اس کو منظور کر لیا جب امام صاحب کا وصال ہوا بیت المال سے لوگوں کی امانتیں نکالی گئیں تو لوگوں نے اس کو دیکھا تب منصور نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے مجھ کو دھوکا دیا۔ (یعنی اس ترکیب سے میرا عطیہ واپس کر دیا) مصعب نے کہا کہ خلیفہ منصور نے دس ہزار درہم عطا کئے امام صاحب نے فرمایا اگر اس کو واپس کرتا ہوں تو ناخوش ہوگا اور اگر قبول کرتا ہوں تو یہ مجھے ناپسند ہے آخر مجھ سے مشورہ کیا میں نے کہا کہ یہ مال خلیفہ کی نگاہ میں بہت زیادہ ہے جب اس کے لینے کو آپ کو بلائے تو فرمایئے کہ مجھے امیر المومنین سے ایسی امید نہ تھی۔ چنانچہ جب خلیفہ نے امام صاحب کو اس کے لینے کے

لئے بلایا امام صاحب نے وہی فرمایا منصور کو یہ خبر پہنچی تو اس نے بخشش کو روک لیا پھر امام صاحب ہر معاملہ میں مجھ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ منصور کی بی بی نے اس سے بے رغبتی کرنے کی وجہ سے جھگڑا کیا اور عدل چاہا اور خواہش کی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں حکم دیں۔ امام صاحب بلائے گئے عورت پس پردہ بیٹھی منصور نے پوچھا ایک شخص کو کتنی بیویاں حلال ہیں۔ آپ نے فرمایا چار پھر پوچھا کتنی لونڈیاں فرمایا جس قدر چاہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اس کے سوا اور کوئی کہہ سکتا ہے امام صاحب نے فرمایا نہیں۔ منصور نے بی بی کو مخاطب کر کے کہا لو سن لو امام صاحب نے فرمایا اے امیر المومنین مگر یہ خیال رہے کہ یہ چار بیویوں کا حلال ہونا اس کے لئے ہے جو عدل کرتا ہو ورنہ ایک ہی بس ہے۔ قال تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (۴_۳) تو ہم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ادب کے ساتھ ادب حاصل کریں اور اس کی نصیحتوں کے ساتھ نصیحت پکڑیں منصور خاموش ہو رہے جب امام صاحب دربار سے باہر تشریف لائے تو بہت گراں قدر عطیہ بادشاہ بیگم نے آپ کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے اس کو واپس فرمادیا کہ یہ میں نے دین کے لئے کیا نہ کسی تقرب و دنیا طلبی کو۔

چھبیسویں فصل آپ کے لباس کے بیان میں ہے

آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے فرمایا کہ آپ جامہ زیب تھے خوشبو بہت لگاتے تھے، قبل اس کے کہ لوگ آپ کو دیکھیں ہوا کی خوشبو سے آپ پہچان لے جاتے تھے۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے   کہی کتی ہے خوشبو اس ہوا کی

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ اپنے جوتے کے تسمے کا بھی خیال رکھتے تھے کبھی نہ دیکھا گیا کہ تسمہ ٹوٹا ہوا ہو۔ اوروں سے روایت ہے کہ آپ لمبی ٹوپی سیاہ رنگ کی پہنتے تھے نضر نے کہا کہ امام صاحب نے سوار ہوکر کہیں تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو مجھ سے فرمایا اپنی چادر مجھے دو اور میری چادر تم لو میں نے ایسا ہی کیا جب واپس تشریف لائے فرمایا تم نے اپنی موٹی چادر کی وجہ سے مجھے شرمندہ کیا حالانکہ وہ چادر پانچ درم کی تھی بعد کو میں نے دیکھا کہ آپ لوئی اوڑھے ہوئے تھے جس کی قیمت میں نے تیس دینار لگائی اور آپ کی چادر اور پیراہن کی قیمت چار سو درہم لگائی گئی اور آپ کا لباس جب تک جب سنجاب ثعلب تھا جس کو پہن کر آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک خط دار چادر تھی اور سات ٹوپیاں جن میں ایک سیاہ رنگ کی تھی۔

ستائیسویں فصل آپ کے آداب وحکمت کے بیان میں ہے

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

كفى حزنا ان لا حياه هينة ولا عمل يرضى به الله صالح

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم کی کوئی بات بولے اور اس کو پرکھے اور وہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ نہ پوچھے گا کہ تو نے دین الٰہی میں کیونکر فتویٰ دیا تو اس کو اپنا نفس اور دین آسان معلوم ہوا جو شخص ریاست (سرداری، امارت، افسری وغیرہ) قبل از وقت چاہے ذلت کی زندگی بسر کرے گا جو شخص ثقیل الحاسا[1] ہو وہ نہ فقہ کی قدر جانتا ہے نہ اہل فقہ کا رتبہ پہچانتا ہے میں نے گناہوں کو ذلت دیکھا اس لئے اس کو مروت سے چھوڑ دیا وہ دیانت ہو گیا جس شخص کو علم خدا کے محرمات سے منع نہ

---

[1] ایسا شخص جس پر کسی چیز کو محسوس کرنا بوجھل یا بھاری ہو۔

کرے وہ نقصان یاب ہے جمع خاطر تعلقات کے کم کر دینے کے ساتھ ہے۔ یعنی علاقہ کو قدر حاجت سے زیادہ نہ بڑھائے صرف اس قدر رکھے جس سے تقویٰ کی حفاظت پر مدد کرے۔ اگر خدا کے ولی علماء نہیں تو دنیا و آخرت میں کوئی خدا کا ولی نہیں۔ امام صاحب سے صبح کی نماز کے بعد کئی مسئلے دریافت ہوئے امام صاحب نے اسی وقت ان کے جوابات دیئے کسی نے کہا کہ کیا علماء اس وقت خیر کے سوا اور کسی کلام کو پسند نہیں فرماتے آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر خیر کیا ہوگا کہ کہا جائے فلاں چیز حرام ہے فلاں چیز حلال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس ہے اور مخلوق الٰہی کو اس کی نافرمانیوں سے بچانا ہے توشہ دان جب زاد راہ سے خالی ہو اس کا مالک ضائع ہوگا۔ امام صاحب کے پاس ایک شخص سفارشی خط لایا کہ اس سے حدیث بیان فرمایئے آپ نے فرمایا یہ علم کا طلب کرنا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے علماء سے عہد لیا ہے کہ ضرور ضرور علم بیان کرنا اور اسے چھپانا نہیں علماء کو نہیں چاہئے کہ اس کے خواہاں ہوں (جن کو سفارش سے علم سکھائے) ان کو چاہئے کہ (بغیر سفارش) لوگوں کو علم سکھائیں اور اس سے مقصود ذات الٰہی ہو۔ بعض لوگوں سے فرمایا کہ میں جب چاہتا ہوں یا لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں یا سویا ہوں یا ٹیک لگائے ہوں تو مجھ سے دینی بات نہ پوچھنا اس لئے کہ ان وقتوں میں آدمی کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی ہے کسی نے حضرت علی و امیر معاویہ و مقتولین صفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا جواب لیکر جاؤں جس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو اور اگر میں خاموش رہتا ہوں تو اس سے سوال نہ ہوگا تو جس کے ساتھ میں مکلف ہوں اس میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا اگر تم لوگ اس علم سے بھلائی نہ چاہتے ہوگے تو تم کو اس کے حصول کی توفیق نہ دی جائے گی اور فرماتے تھے

میں اس قوم سے تعجب کرتا ہوں جو ظنی بات کہتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔

(تنبیہ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کی تاویل ضروری ہے یعنی آپ کا تعجب کرنا اس شخص پر ہے جو باب عقائد میں ظنی بات کہتا اور اس پر عمل کرتا ہو حالانکہ اس میں مطلوب یقین ہے یا اس شخص پر تعجب ہے جو فرعی مسئلہ میں ظنی بات کہتا ہے حالانکہ وہ مجتہد نہیں۔ اور نہ کسی مجتہد کا مقلد ہے ہاں مجتہد اور اس کے مقلد کے لئے یہ جائز ہے اس لئے کہ فقہ ظنی علم ہے اگرچہ کہا جاتا ہے کہ حکم معلوم ہے اور ظن صرف طریق ثبوت حکم میں ہے اسی لئے علماء کرام نے فقہ کی تعریف میں لکھا ہے هُوَ الْعِلْمُ بِالْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ عَنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِيْلِيَّةِ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم کو دنیا کے لئے طلب کرے اس میں برکت نہ ہوگی اور اس کے قلب میں مستحکم نہ ہوگا اور اس سے پڑھنے والے اس سے نفع نہ اٹھائیں گے اور جو شخص اسے دین کیلئے حاصل کرے اس میں اس کیلئے برکت ہوگی اس کے دل میں جم جائے گا اور اس کے تلامذہ اس سے نفع اٹھائیں گے ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اے ابراہیم تمہیں عبادت سے بہت کچھ نصیب ہوا تو چاہئے کہ علم تمہارے قلب سے ہو کہ یہ راس العبادت ہے اور اس کے ساتھ تمام امور کا قیام ہے جو شخص حدیث سیکھے اور فقیہ نہ ہو وہ مثل عطار کے ہے کہ دوائیں جمع کرتا ہے مگر منافع کو نہیں جانتا یہاں تک کہ طبیب کے پاس جائے اسی طرح محدث حدیث کے حکم کو نہیں جانتا یہاں تک کہ فقیہ کے پاس جائے جب کوئی دینوی ضرورت پیش آئے تو اس کے حاصل ہونے تک کھانا مت کھا اس لئے کہ کھانا عقل کو بدل دیتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام صاحب کی مراد اس سے زیادہ کھانا ہے۔

منصور نے امام صاحب سے کہا کہ آپ میرے پاس اکثر کیوں نہیں تشریف لایا کرتے فرمایا، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر آپ سے خوف کروں اگر آپ اپنا مقرب بنائیں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے اور اگر دور کریں گے رسوا کریں گے۔ امیر کوفہ سے فرمایا سلامتی کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا ایک پیالہ پانی ایک کپڑا پوستین کا بہتر ہے ایسی نعمتوں میں عیش کرنے سے جس کے بعد ندامت ہو جب کوئی آپ کے پاس لوگوں کی بات بیان کرتا فرماتے دیکھو، بچو ایسی باتوں سے جس کو لوگ نا پسند کرتے ہوں جو شخص میری برائی بیان کرے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور جو شخص میرے حق میں کلمہ خیر کہے اللہ تعالیٰ اسے نیک اجر عطا فرمائے۔ دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کو اس حال پر چھوڑ دو جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں تمہارا محتاج بنائے گا جس کے نزدیک اس کا نفس معظم ہو گا دنیا اور اس کی تمام سختیاں اس کے نزدیک ذلیل ہوں گی جو شخص تیری بات کاٹے اسے کسی قابل مت گن اس لئے کہ وہ علم و ادب کا دوستدار نہیں۔ اپنے دوست (یعنی نفس) کے لئے گناہ اور اپنے غیر (یعنی وارث) کے لئے مال مت جمع کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جس نے لڑائی کی حضرت علی حق کے ساتھ اس پر بالا رہے اور اگر یہ باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شائع نہ ہوتیں تو کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ باغی مسلمانوں کے قتال کا کیا طریقہ ہے اور اسی کے مثل حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ میں نے باغیوں کے احکام اور ان کے قتل کا مسئلہ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے قتال سے سیکھا۔ کسی شخص نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا اس پر کسی نے کہا کہ یہ شہر کوفہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا جب تک آپ تشریف فرما ہیں آپ نے اس پر یہ شعر پڑھا

خَلَتِ الدُّنیَا وَقَسَدَّتْ غَیْرَ مَسُوْدٍ وَمِنَ الْعِنَاءِ تَفَرُّدِیْ بِالسُّؤْدَدِ

آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کو آگے بڑھے آپ نے ان کا کپڑا پکڑ کر ان کو ہٹایا اور غیر کو آگے بڑھایا انہوں نے عرض کی حضرت آپ مجھے رسوا فرماتے ہیں امام صاحب نے فرمایا نہیں بلکہ خود تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنا چاہا تھا تو میں نے منع کیا کیونکہ تم نماز پڑھاتے اگر کوئی شخص کہتا ان کے پیچھے جو نماز پڑھی ہے دہراؤ تو یہ واقعہ کتابوں میں لکھا جاتا اور قیامت تک عار و ننگ کا باعث ہوتا۔

اٹھائیسویں فصل وظائف جلیلہ مثل عہدۂ قضا وانتظام بیت المال کے متولی ہونے سے رکنے اور انکار پر آپ کی تکلیف کے بیان میں ہے

ربیع نے کہا کہ بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد کے والی عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے مجھ کو امام صاحب کے بلانے کو بھیجا کہ ان کو بیت المال کا ناظم و ناظر مقرر کرے آپ نے اس سے انکار فرمایا اس نے اس پر آپ کو کوڑے مارے۔

مفصل واقعہ یہ ہے کہ بنی امیہ کی جانب سے عراق کا والی ابن ہبیرہ تھا جب عراق میں فتنہ وفساد کا ظہور ہوا اس نے فقہاء عراق کو جمع کر کے اپنے کام کا ایک ایک حصہ ایک ایک کے سپرد کیا امام صاحب کو بلا بھیجا کہ ان کے پاس اس کی مہر رہے اور کوئی فرمان بغیر ان کے مہر کے نافذ نہ ہو نہ بغیر ان کے دستخط کے بیت المال سے کوئی رقم برآمد ہو آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس نے قسم کھائی کہ آپ ایسا نہ کریں گے تو بخدا ہم ماریں گے فقہاء عراق نے کہا ہم آپ کو قسم دیتے ہیں کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالئے اس لئے کہ ہم لوگ بھائی بھائی ہیں اور ہم سب لوگ اس کو ناپسند کرتے

ہیں (تو جس طرح ہم لوگوں نے مجبوراً قبول کیا ہے) آپ بھی قبول کر لیجئے امام صاحب نے پھر بھی انکار کیا اور فرمایا کہ اگر مجھ سے بزور حکومت یہ چاہے اس کے لئے مسجد کے دروازوں کو شمار کروں تو میں یہ بھی نہ کروں گا پھر اتنا بڑا کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مثلاً وہ لکھے گا کہ فلاں مسلمان کی گردن ماری جائے اور میں اس پر مہر کروں بخدا میں کبھی اس مخمصہ میں نہ پڑوں گا اس قتل کی تخصیص اس وجہ سے کی گئی ہے کہ مسلمان کا ناحق قتل کرنا شرک کے بعد سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ کوتوال نے اس پر آپ کو دو ہفتہ قید میں رکھا اور مارا نہیں پھر آپ کو چودہ کوڑے مارے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کئی دن تک متواتر مارا۔ پھر ایک شخص ابن ہبیرہ کا اس کے پاس آیا اور بیان کیا کہ وہ شخص مر جائے گا۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ ان سے کہہ کہ ہم کو ہماری قسم سے چھڑائے اس شخص نے عرض کی آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ چاہے کہ میں اس کے لئے مسجد کے دروں کو شمار کروں تو یہ بھی نہ کروں گا مجھ کو چھوڑ دو کہ اس بارے میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کروں ابن ہبیرہ نے اس کو غنیمت سمجھا اور آپ کی رہائی کا حکم دیا آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ۱۳۰ھ میں مکہ تشریف لے گئے اور وہیں اقامت فرمائی یہاں تک کہ جب خلفائے عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو آپ کوفہ تشریف لائے وہ زمانہ منصور کی خلافت کا تھا منصور نے آپ کی بہت عزت وعظمت کی دس ہزار درم اور ایک لونڈی کا حکم دیا آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا خطیب نے ابن ہبیرہ کے ساتھ آپ کا دوسرا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ اس نے چاہا کہ آپ والی کوفہ ہوں آپ نے انکار کیا اس پر اس نے ہر روز دس کوڑے کے حساب سے ایک سو دس ۱۱۰ کوڑے لگوائے اور آپ برابر انکار کرتے رہے جب اس نے اس قدر انکار دیکھا تو رہائی دی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو عہدہ قضا قبول کرنے کا کہا آپ نے انکار فرمایا اس پر اس نے قید کیا کسی نے آپ سے کہا کہ خلیفہ

نے قسم کھائی ہے کہ تاوقتیکہ آپ عہدہ قضا قبول نہ فرمائیں گے ہم آپ کو چھوڑ نہیں سکتے اور وہ ایک مکان بنانا چاہتا ہے جس کی اینٹ گننے کا کام آپ کے سپرد ہوا ہے آپ نے فرمایا بخدا وہ اگر مسجد کے دروں کو گننے کے لئے مجھ سے کہے تو یہ بھی نہ کروں گا جب آپ قید خانہ سے رہا ہوئے فرمایا مجھے ضرب کا ایسا صدمہ نہ تھا جس قدر صدمہ مجھے اس کا تھا کہ اس خبر کو سن کر میری والدہ صاحبہ کو کتنی پریشانی ہوئی ہوگی اس پریشانی کا صدمہ ضرب کے صدمہ سے بڑھا ہوا تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے حکم دیا کہ آپ کے سر پر کوڑے ماریں جس سے آپ کا سر مبارک ورم کر گیا پھر اس نے رہائی دی۔ روایت ہے کہ وہ خلیفہ سرور عالم ﷺ کی زیارت باکرامت سے خواب میں مشرف ہوا دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کیا خدا کا خوف تیرے دل میں نہیں کہ میری امت کے ایک معزز شخص کو بے قصور مارتا ہے اور بہت تہدید فرمائی۔ خلیفہ نے آپ کے پاس آدمی بھیجا اور رہائی کا حکم دیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے جب قید خانہ میں مار کھائی تو امام صاحب کی حالت یاد فرماتے اور ان پر دعا رحمت کرتے اور ایسا ہی واقعہ امام صاحب کو خلیفہ منصور کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ابن ابی لیلے قاضی کوفہ نے جب انتقال کیا تو خلیفہ منصور نے کہا کہ اب کوفہ عادل حاکم سے خالی ہو گیا اس کے بعد اس نے امام صاحب اور مسعر اور ثوری اور شریک کو بلا بھیجا یہ لوگ اس کے پاس روانہ ہوئے تو امام صاحب نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے بارے میں اپنی عقل سے بات کہتا ہوں میں تو حیلہ کر کے خلاصی پاؤں گا۔ مسعر مجنون ہو جائیں گے۔ سفیان بھاگ جائیں گے البتہ شریک قاضی مقرر ہوں گے جب وہ لوگ بغداد کے قریب پہنچے سفیان نے ظاہر کیا کہ وہ قضائے حاجت چاہتے ہیں۔ ایک سپاہی ان کے

ساتھ گیا۔ سفیان نے ایک کشتی دیکھی اس کے ملاح سے کہا کہ یہ شخص جو بیٹھا ہوا ہے مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے (اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے جو شخص قاضی بنایا گیا گویا وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا) اور چند درہم ملاح کو دیئے جب اس سپاہی نے ان کو نہ پایا تو خود بھی ڈر سے بھاگ گیا۔ جب یہ تینوں منصور کے پاس پہنچے مسعر آگے بڑھے اور بولے کہ ہاتھ ملاؤ تم اچھی طرح ہو تمہارے چوپائے اچھی طرح ہیں تمہارے لڑکے اچھی طرح ہیں خلیفہ نے کہا اسے باہر نکالو یہ دیوانہ ہے اس کے بعد امام صاحب پر یہ عہدہ پیش کیا آپ نے انکار کیا اس نے قسم کھائی کہ ضرور آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ امام صاحب نے قسم کھائی کہ نہیں قبول کریں گے جب منصور قسم دہراتا امام صاحب بھی قسم دہراتے .... ربیع دربان شاہی نے کہا کہ کیا حضور نہیں دیکھتے کہ امیر المومنین قسم کھا رہے ہیں (یعنی پھر انکار کرتے ہیں) فرمایا ان کو قسم کا کفارہ دینا آسان ہے اور وہ میرے اعتبار سے اس پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں خلیفہ نے آپ کی قید کا حکم دیا اس کے بعد بلوایا اور پوچھا آپ اس کام سے نفرت کرتے ہیں جس کو ہم کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح حال کرے اے امیر المومنین خدا سے ڈریئے اور اس کی امانت میں ایسے شخص کو شریک نہ کیجئے جو خدا سے نہ ڈرتا ہو بخدا میں خوشی کی حالت میں بھی مامون نہیں ہوں تو کیونکر غضب کی حالت میں مامون رہوں گا میں اس کام کے لائق نہیں۔ خلیفہ نے کہا آپ غلط کہتے ہیں آپ ضرور اس کے لائق ہیں امام صاحب نے فرمایا آپ نے تو خود فیصلہ فرمایا اگر میں سچا ہوں تو اپنی حالت کی خود خبر دے رہا ہوں کہ میں اس کے قابل نہیں اور اگر میں دروغ گو ہوں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دروغ گو کو قاضی بنائیں علاوہ اس کے میں آزاد کیا ہوا شخص ہوں اور عرب اس کو کبھی پسند نہ کریں گے کہ آزاد کیا ہوا شخص ان پر حکومت کرے خلیفہ نے آپ کے قید کا حکم دیا اب شریک کی باری آئی انہوں نے قبول کر لیا اس وجہ سے سفیان

ثوری نے ان سے کلام ترک کر دیا اور فرمایا کہ اور کچھ نہیں تو اتنا تو ہو سکتا تھا کہ تم بھاگ جاتے مگر نہ بھاگے اور یہ جو مشہور ہے کہ خلیفہ نے اپنی قسم پوری کرنے کو چند دنوں تک اینٹ گننے کو مقرر کر دیا تھا ائمہ کرام نے رد کر دیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ انہوں نے قید خانہ ہی میں مار کے صدمہ یا زہر کی مصیبت سے وصال فرمایا۔

انتیسویں فصل آپ کے سند قرأت کے بیان میں ہے

متعدد طریقوں سے منقول ہے کہ آپ نے قرأت امام عاصم سے حاصل کی جو قراء سبعہ سے ایک معزز قاری ہیں ایک جماعت مفسرین وغیرہ نے آپ کی طرف قرأت شاذہ کو منسوب کیا ہے کہ آپ نے اس قرأت کو اختیار فرمایا ہے اور ائمہ حفاظ متاخرین نے ان لوگوں پر اس بارے میں سخت تشنیع کی ہے کہ ان لوگوں کو اس بارے میں دھوکا ہوا کہ اس کو کتاب قرأت ابی حنیفہ مصنفہ محمد بن جعفر خزاعی سے نقل کیا حالانکہ ایک جماعت دار قطنی وغیرہ نے تصریح کی کہ یہ کتاب موضوع ہے اس کی کچھ اصل نہیں اور امام صاحب اس سے پاک ہیں وہ بڑے عقلمند بڑے دین دار شخص ہیں ان کی شان سے بہت ہی بعید ہے کہ قرأت متواترہ سے عدول کریں اور قرأت شاذہ اختیار کریں جن میں بہت سی قرأتوں کے لئے کوئی محمل صحیح نہیں۔

تیسویں فصل آپ کی سند حدیث کے بیان میں ہے

پہلے بیان ہو چکا کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ و تابعین وغیرہم سے علوم حاصل کئے اس لئے علامہ ذہبی وغیرہ نے حفاظ محدثین میں ان کو شمار کیا ہے اور جس شخص نے حدیث کے ساتھ کم توجہی آپ کی بیان کی اس کا منشا تساہل یا حسد ہے

کیونکہ جو شخص حدیث نہ جانتا ہو اس قسم کے بے شمار مسائل کیونکر مستنبط کر سکتا ہے طرفہ یہ کہ آپ اس طریقہ استنباط کے موجد اور اولین شخص ہیں جنہوں نے یہ طریقہ نکالا اور اسی مشغولی کی وجہ سے آپ کی حدیث آپ کے استنباط سے علیحدہ نہیں مشہور ہوئی جس طرح عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چونکہ عام مسلمانوں کی مصلحتوں میں مشغول ہوئے تو ان سے روایت حدیث اس کثرت سے نہیں ہوئی جس طرح اور صحابہ چھوٹے چھوٹے رتبہ والوں سے ہوئی اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو یوں ہی امام مالک وشافعی سے روایت حدیث اس قدر نہیں جتنی ان لوگوں سے ہے جو صرف اسی کے لئے فارغ ہیں جیسے ابوزرعہ ابن معین وغیرہ کیونکہ وہ لوگ اسی استنباط کے ساتھ مشغول رہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ بریں بے سمجھے بوجھے کثرت روایت میں تو کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے تو اس کی برائی میں ایک مستقل باب مقرر کیا ہے پھر لکھا ہے کہ فقہائے مسلمین وعلمائے دین کا اتفاق ہے کہ بدوں تفقہ اور بغیر تدبر کے کثرت روایت مذموم ہے ابن شبرمہ نے کہا کہ کم روایتی تفقہ ہے ابن مبارک نے کہا اثر پر بھی اعتماد کرنا چاہئے۔ اور معتبر وہ رائے ہے جس سے حدیث کی تفسیر ہو سکے۔ امام صاحب کی قلت روایت کا سبب یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک اسی شخص کو روایت کرنا جائز ہے جسے سننے کے دن سے روایت کے وقت تک حدیث یاد ہو تو وہ صرف حافظ کے لئے روایت کرنا درست بتاتے تھے خطیب نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی اس نے کہا امام ابو حنیفہ بہت اچھے آدمی ہیں کس قدر حدیثیں ان کو فقہ کی یاد تھیں پھر بھی حدیثوں کو بہت تلاش کیا کرتے اور تحقیق کرتے تھے حدیثوں میں جتنے فقہی مسائل ہوتے ان سب کو بہت زیادہ جانتے تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میرے نزدیک حدیث کی تفسیر اور حدیث میں فقہی نکتوں کے مقامات کا جاننے

والا امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے انہیں سے منقول ہے کہ میں نے جن جن مسئلوں میں امام صاحب کا خلاف کیا ان سب میں امام صاحب کی رائے کو آخرت میں زیادہ نجات دینے والا پایا اور بسا اوقات میں حدیث کی طرف نگاہ کرتا تو ان کو اپنے سے زیادہ واقف کار صحیح حدیث کے بارے میں پاتا۔ جب امام صاحب کسی قول پر رائے مصمم فرما لیتے میں مشائخ کوفی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس رائے کی تقویت میں کوئی حدیث تلاش کرتا تو کبھی دو بلکہ تین حدیثیں پاتا اور ان کو آپ کے پاس لاتا تو بعض حدیثوں میں یہ فرماتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں یا یہ حدیث غیر معروف ہے میں عرض کرتا اس کا حضور کو کیونکر علم ہوا حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے مطابق ہے۔ آپ فرماتے میں کوفہ والوں کے علم سے واقف ہوں۔ آپ امام اعمش کے پاس تھے کہ کسی نے چند مسئلے ان سے دریافت کئے انہوں نے امام صاحب سے کہا آپ ان مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں آپ نے سب کا جواب دیا انہوں نے کہا یہ جوابات آپ کو کہاں سے معلوم ہوئے فرمایا ان احادیث سے جن کو میں نے آپ سے روایت کیا اور چند حدیثیں بسند آپ نے پڑھیں امام اعمش نے فرمایا آپ کو کافی ہے وہ حدیثیں جو میں نے سو دن میں روایت کیں تم نے مجھ سے ایک ساعت میں روایت کر دیا میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کرو گے۔ اے گروہ فقہا تم لوگ اطبا ہو اور ہم لوگ (یعنی محدث) عطار ہیں اور اے ابوحنیفہ تم دونوں طرف کو لئے ہوئے ہو۔ یعنی طبیب وعطار فقیہ ومحدث دونوں ہو حفاظ حدیث نے آپ کی احادیث سے کئی سندیں بیان کیں جن میں اکثر ہم تک متصل ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسانید میں مذکور ہے اور میں نے ان کو اس لئے حذف کر دیا کہ کلام اور اس میں طویل ہے اور چنداں فائدہ نہیں۔

اکتیسویں فصل آپ کی وفات کے سبب کے بیان میں ہے

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضا کے لئے طلب کیا اور اس کی خواہش تھی کہ جملہ قضاۃ اسلام آپ کے ماتحت ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے قسم کھائی اور سخت قسم کھائی کہ اگر آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے تو میں قید کروں گا اور نہایت سخت برتاؤ کرونگا۔ جب آپ نے انکار فرمایا تو اس نے آپ کو قید کر دیا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر قید سے رہائی چاہتے ہیں عہدہ قضا قبول کیجئے۔ آپ انکار فرماتے رہے جب آپ نے انکار شدید کیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ قید سے باہر لائے جائیں اور ہر روز دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں ان کی تشہیر ہو۔ چنانچہ ایک دن آپ نکالے گئے اور بہت ہی دردناک مار آپ پر پڑی یہاں تک کہ آپ کی دونوں ایڑیوں تک خون بہہ آیا اور اسی طرح سر بازار آپ کی تشہیر کی گئی۔ پھر قید خانے واپس بھیجے گئے اور کھانے پینے میں نہایت ہی تنگی کی گئی اسی طرح دوسرے تیسرے دن ہوا۔ یونہی برابر دس دن تک جب آپ روئے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی اس کے پانچویں دن آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور ایک جماعت نے یوں روایت کیا ہے کہ آپ کو زہر کا پیالہ پینے کو دیا گیا آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں جانتا ہوں جو اس میں ہے میں اپنے قتل میں قاتل کا مددگار ہونا پسند نہیں کرتا ہوں آپ کو پچھاڑ کر آپ کے منہ میں زبردستی وہ زہر دیا گیا جس سے آپ نے وفات پائی اور بعضوں نے کہا کہ یہ منصور کے سامنے کا واقعہ ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ جب آپ نے اپنی وفات کا احساس فرمایا سجدہ کیا روح مبارک نے اس حالت میں مفارقت کی کہ آپ سجدہ میں تھے۔ بعضوں نے کہا کہ امام صاحب کا رکنا اور عہدہ قضا قبول نہ کرنا اس کا باعث نہیں کہ خلیفہ وقت اس بری

طرح سے آپ کو قتل کرے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب کے بعض دشمنوں نے منصور تک یہ خبر پہنچائی کہ امام ابوحنیفہ ہی نے ابراہیم بن عبداللہ ابن حسن بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کو برانگیختہ کیا ہے جو انہوں نے بصرہ میں مخالفت ظاہر کی جس سے منصور بہت ڈرا اور اس کو کسی صورت اطمینان نہ ہوا اور یہ خبر بھی دشمنوں نے اس تک پہنچائی کہ آپ نے بہت سے مال کے ساتھ ان کی قوت بڑھائی ہے۔ منصور اس سے ڈرا کہ مبادا امام صاحب ابراہیم بن عبداللہ کی طرف مائل ہو جائیں تو بہت بڑی دقت ہوگی۔ اس لئے کہ امام صاحب، صاحب وجاہت اور بہت بڑے مالدار تھے اس لئے آپ کو بغداد بلا بھیجا اور بے وجہ قتل کی جرأت نہ کی اس لئے عہدہ قضا کا بہانہ نکالا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اس عہدہ کو ہرگز قبول نہ فرمائیں گے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے امام صاحب کے قتل کا موقع ملے۔

تیسویں فصل تاریخ وفات کے بیان میں ہے

ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ امام صاحب ۱۵۰ھ میں ستر ۷۰ برس کی عمر میں رہگرائے عالم آخرت ہوئے ۱۵۱ھ میں آپ کا وصال ماننا بالکل غلط بے اصل ہے اکثریت کا خیال یہ ہے کہ آپ نے رجب میں انتقال فرمایا اور بعضوں نے کہا کہ شعبان میں اور بعضوں نے نصف شوال بیان کیا ہے آپ نے سوائے حضرت حماد کے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

تینتیسویں فصل آپ کی تجہیز و تکفین کے بیان میں ہے

جب آپ کا وصال ہوا تو قید خانہ سے آپ کو پانچ آدمی لائے اور اس جگہ تک پہنچایا جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ آپ کو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے غسل دیا۔ ابورجاء عبداللہ ابن واقد ہروی پانی دیتے تھے جب قاضی صاحب آپ کے غسل سے

فارغ ہوئے بولے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ نے تیس سال سے افطار نہ کیا اور چالیس سال سے رات کو نہ سوئے آپ ہم سب لوگوں سے زیادہ فقیہ۔ اور عابد وزاہد اور اوصاف خیر کے زیادہ جامع تھے۔ اور جب آپ نے انتقال فرمایا جب بھی بھلائی اور سنت کی طرف گئے اور اپنی پچھلوں کو تعب اور مصیبت میں ڈال رکھا لوگ آپ کے غسل سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ بغداد کی بے شمار خلقت ٹوٹ پڑی گویا کہ کسی نے آپ کے وصال کی ہر جگہ خبر دے دی۔ آپ پر جتنے آدمیوں نے نماز پڑھی وہ شمار میں بقول بعض کے پچاس ہزار اور بقول بعض اس سے زیادہ ہی تھے آپ کے جنازہ کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی سب سے آخر آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھی کثرت ازدحام سے عصر کے بعد تک ہی آپ کے دفن سے فراغت نہ ہوئی۔ بیس دن تک لوگ برابر آپ کی قبر پر نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مقبرہ خیزران میں جانب پورب دفن کئے جائیں۔ اس لئے کہ وہاں کی زمین پاک صاف ہے مغصوب نہیں۔ جب خلیفہ منصور کو یہ خبر پہنچی کہا آپ زندگی کی حالت میں اور بعد وفات بھی معذور ہیں۔ جب فقیہ مکہ ابن جریج استاذ الاستاذ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہما کو آپ کی وفات کی خبر پہنچی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کتنا بڑا علم جاتا رہا۔ جب شعبہ نے آپ کے وصال کی خبر سنی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ علم کا نور کوفہ سے بجھ گیا۔ اب ایسا شخص کبھی پیدا نہ ہوگا۔ ایک زمانہ کے بعد سلطان ابو سعد مستوفی خوارزمی نے آپ کی قبر مبارک پر ایک بڑا شاندار قبہ بنوایا اور اس کے ایک جانب مدرسہ جاری کیا۔

چونتیسویں فصل میں وہ غیبی ندائیں ہیں جو آپ کے انتقال کے بعد سنی گئیں

صدقہ مقابری سے منقول ہے (یہ شخص مستجاب الدعوات تھے) کہ جب لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دفن کر چکے تین رات تک ندائے غیبی سنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے

ذھب الفقہ فلا فقہ لکم فاتقوا اللہ و کونوا اخلفا

مات نعمان فمن ھذا الذی یحیی اللیل اذا ما سجفا

"فقہ جاتا رہا اب تمہارے لئے فقہ نہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے خلف ہو، امام ابوحنیفہ نے انتقال کیا تو کون ہے اس رتبہ کا جو شب کو عبادت کرتا ہو جب تاریک ہو جائے"۔

بعضوں نے کہا جس شب میں آپ نے انتقال فرمایا جن روتے تھے۔ ان کے رونے میں یہ دو شعر سنے گئے اور کوئی کہنے والا نظر نہ آیا۔

پینتیسویں فصل وفات کے بعد بھی ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کا ویسا ہی ادب کرتے تھے جس طرح حین حیات میں اور اس باب کے بیان میں کہ آپ کی قبر کی زیارت قضاء حاجت کا باعث ہے

ہمیشہ سے علما اور اہل حاجت کا داب (طور، طریق، آداب، عادت وغیرہ) رہا کہ وہ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے اور اس کے وسیلے سے قضاء حاجت چاہتے اور اس ذریعہ سے کامیابی کا اعتقاد رکھتے اور منہ مانگی مراد پاتے تھے۔ از انجملہ

رکن اسلام امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں کہ جب بغداد میں فروکش تھے فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ سے برکت لیتا ہوں ان کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں، جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے، دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس جاتا ہوں خداوند عالم سے وہاں دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت روائی ہوتی ہے۔ منہاج نووی کے حاشیہ پر بعض متکلمین نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس پڑھی جس میں دعاء قنوت کو ترک کیا، کسی نے سبب پوچھا فرمایا کہ اس قبر والے کے ادب سے۔ اس کو اور لوگوں نے بھی ذکر کیا ہے اور اس قدر اور بڑھایا ہے کہ آپ نے بسم اللہ بھی زور سے نہ پڑھی اور اس میں کوئی اعتراض نہیں جیسا کہ بعضوں نے خیال کیا ہے کیونکہ کبھی سنت کے معارض ایسی بات عارض ہوتی ہے جس سے اس کا ترک راجح ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ اس وقت اہم تر ہے اور بے شبہ علماء کے مقام کی برتری بتانا امر موکد ومطلوب ہے اور جبکہ اس کی ضرورت ہو کسی حاسد کے ذلیل کرنے یا جاہل کے تعلیم دینے کو تو جہر قنوت پڑھنے اور زور سے بسم اللہ کہنے سے بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں میں خلاف ہے اور وہ خلاف سے پاک وصاف ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اس کا نفع متعدی ہے اور اس کا نفع غیر متعدی ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ حاسدین امام آپ کی حیات میں اور بعد وفات بھی بہت زیادہ تھے۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی جھوٹی تہمتیں آپ پر رکھیں اور آپ کے ایسی بری طرح کے قتل میں کوشش کی جس کا بیان گذر چکا ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ کسی بات کا بیان فعل کے ساتھ زیادہ واضح ہوتا ہے قول کے ساتھ بیان کرنے سے کیونکہ دلالت فعل عقلی ہے اور دلالت قول وضعی اور اس میں مدلول سے تخلف ممکن ہے۔ اور وہاں ناممکن اس لئے کہ زید کے کریم ہونے پر فعل کرم کی دلالت اقوی ہے اس کہنے سے کہ میں کریم ہوں۔ جب یہ سب باتیں معلوم ہو چکیں تو واضح ہو گیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ کا یہ فعل دعا قنوت پڑھنے، بسم اللہ زور سے کہنے سے افضل تھا، کیونکہ اس میں اس بات کو ظاہر کرتا ہے، کہ امام صاحب کے ساتھ بہت ادب چاہیے۔ وہ بڑے رتبے کے عالی شخص تھے اور ان ائمہ مسلمین میں سے تھے جن کی پیروی کرنی چاہیے۔ اور سب لوگوں پر ان کی تعظیم وتوقیر واجب ہے اور آپ ان بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہیں جن سے شرم اور ان کا ادب ولحاظ ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے سامنے (اگر چہ بعد وفات ہی کیوں نہ ہو) کوئی ایسی بات کی جائے جو ان کے ارشاد کے خلاف ہو اور یہ کہ آپ کے حساد خائب وخاسر ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے باوجود علم دینے کے گمراہ کر دیا ہے۔ جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے بولے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، ابراہیم نخعی اور حماد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ نے جب انتقال فرمایا تو انہوں نے آپ کو اپنا قائم مقام چھوڑا تھا اور آپ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اس طرح تشریف لے گئے کہ روئے زمین پر کوئی شخص آپ کا جانشین نہیں ہو سکتا ہے، یہ کہہ کر بہت روئے۔ حسن بن عمارہ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ خلیفۃ السلف تھے اور افسوس کہ آپ نے اپنا خلیفہ نہیں چھوڑا، ہاں کچھ لوگ آپ کے علم میں جو آپ کی تعلیم سے بے خلیفہ ہو گئیں تو وہ لوگ ورع اور تقویٰ میں تو آپ کے خلیفہ نہیں ہو سکتے، ہاں اگر خداوند عالم انہیں توفیق عطا فرمائے۔

چھتیسویں فصل بعض اچھے خوابوں کے بیان میں جو آپ نے دیکھے اور آپ کے متعلق لوگوں نے دیکھے

روایت ہے کہ آپ نے رب العزت جل جلالہ کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ اب اگر اس کرامت سے مشرف ہوں گا، تو میں یہ پوچھوں گا کہ بندے تیرے عذاب سے کیونکر نجات پا سکتے ہیں۔ تو جب پھر خداوند عالم کو دیکھا،

حسب ارادہ سوال کیا مولیٰ تعالیٰ نے اس کا جواب عنایت فرمایا۔ اور یہ گذر چکا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے خواب دیکھا کہ گویا وہ نبی اکرم ﷺ کی قبر اقدس کو الٹ رہے ہیں۔ ابن سیرین اور ان کے شاگرد رحمۃ اللہ علیہما نے یہ تعبیر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو ظاہر کریں گے اور ایسے علوم پھیلائیں گے جو آپ کے قبل کسی نے نہیں ظاہر کئے۔ ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اسی وقت سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نظر اور قیاس کرنے لگے اور دینی مسئلوں میں کلام شروع کیا اور یہ خواب آپ کے متعلق آپ کے بعض شاگردوں نے بھی دیکھا تھا۔ اور یہ کہ لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر کوئی شخص آپ پر انکار نہیں کرتا۔ پھر اس مٹی مبارک سے بہت سی لی اور چاروں طرف ہوا میں پھونک دیا۔ اس خواب نے آپ کو ڈرا دیا۔ تب آپ نے ابن سیرین سے یہ خواب بیان کیا انہوں نے کہا سبحان اللہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے وہ بڑے رتبہ کا شخص ہے وہ فقیہ ہے یا عالم؟ میں نے کہا وہ فقیہ ہیں۔ بولے بخدا یہ ضرور رسول اللہ ﷺ کا وہ علم ظاہر کریں گے۔ جس کو کسی نے ظاہر نہ کیا۔ اور ضرور ان کا نام پورب پچھم اور تمام اطراف عالم میں جہاں جہاں وہ مٹی پہنچی ہے مشہور ہوگا۔ ازہر بن کیسان نے کہا کہ میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت با کرامت سے مشرف ہوا اور آپ کے پیچھے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ میں نے ان دونوں سے عرض کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھوں، فرمایا پوچھ مگر زور سے نہ بولنا میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علم سے سوال کیا کیونکہ میں ان سے خوش اعتقاد نہ تھا۔ ارشاد ہوا ان کے علم کا سرچشمہ علم خضری سے ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ پے در پے تین ستارے آسمان سے ٹوٹے ہیں وہ امام ابوحنیفہ، مسعر اور ثوری رضی اللہ عنہم تھے۔ محمد بن مقاتل سے اس کا تذکرہ ہوا وہ رو دیئے اور بولے کہ علماء زمین کے ستارے ہیں۔ اور امام صاحب رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ آپ محشر میں حوض

کوثر پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے داہنے جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح یہاں تک کہ سترہ ۱۷ بزرگوں کو شمار کیا اور حوض کے آگے اپنے بعض پڑوسیوں کو دیکھا کہ ان کے سامنے برتن ہے ان سے پوچھا کہ میں پیوں، کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ دریافت کرنے پر حضور اقدس ﷺ نے اجازت دی تو انہوں نے ایک پیالہ دیا آپ نے پیا اور اپنے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کو پلایا۔ مگر وہ پیالہ انگلی کے پورے کے برابر کم نہ ہوا اور وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ بعض ابدال رضی اللہ عنہم اجمعین نے امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ بولے کہ یہ فرمایا کہ میں نے تیرے پیٹ کو اس لئے علم کا برتن نہیں بنایا کہ تجھے عذاب دوں؟ میں نے پوچھا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کیا؟ بولے ان کا رتبہ مجھ سے بڑھ کر ہے۔ میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ کے ساتھ کیا کیا؟ بولے ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ امام ابو یوسف سے کئی درجہ بلند ہیں۔ بعض صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا اور میرے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملائکہ پر فخر کیا ہم اور وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔ مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہما کے حلقہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص آسمان سے اترا ہے اور اس پر سفید کپڑے ہیں وہ شخص بغداد کے سب سے اونچے منارے پر کھڑا ہوا اور آواز دی "کیا چیز لوگ گما بیٹھے"۔ مقاتل رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ خواب تمہارا سچا ہے تو ضرور دنیا کا سب سے بڑا عالم انتقال کریگا۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔ مقاتل نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور فرمایا افسوس کہ دنیا سے وہ شخص چل بسا جو امت محمدی سے

مشکلات کو دور کیا کرتا تھا۔ ابو معاذ فضل بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آنحضرت سرور عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ عرض کی کہ حضور امام ابوحنیفہ کے علم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا اس کا علم وہ علم ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ مسدد بن عبدالرحمن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صبح کے وقت مکہ معظمہ میں رکن اور مقام کے درمیان سوئے ہوئے تھے کہ زیارت جمال بے مثال نبوی ﷺ سے مشرف ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جو کوفہ میں ہے، ان کا نام نعمان بن ثابت ہے کیا میں ان سے علم حاصل کروں۔ ارشاد ہوا اس سے علم سیکھو اور ان کے عمل ایسا عمل کرو وہ بہت اچھا شخص ہے، بولے میں کھڑا ہوا کہ اور لوگوں کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف زبردستی متوجہ کرتا ہوں اور جو خیال میرا پہلے تھا اس سے استغفار کرتا ہوں۔ بعض ائمہ حنابلہ رضی اللہ عنہم حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مذاہب حقہ سے حضور مجھے خبر دیں ارشاد ہوا مذاہب حقہ تین ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال ہوا کہ یہ مذہب امام ابوحنیفہ کو مذاہب حقہ سے باہر کریں گے اس لئے کہ وہ رائے سے کہا کرتے ہیں۔ آپ نے ان کا بیان اس طرح شروع فرمایا، ابوحنیفہ، شافعی، احمد رضی اللہ عنہم پھر فرمایا مالک رضی اللہ عنہ چار ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان سب میں بہتر کون سا مذہب ہے تو میرا گمان غالب یہ ہے کہ فرمایا احمد بن حنبل کا مذہب (تنبیہ) آپ کے بعض حاسدوں کا خیال یہ ہے۔ کہ آپ کے متعلق اس کے خلاف خوابیں دیکھی گئیں از انجملہ یہ ہے کہ زہیر بن احمد رضی اللہ عنہما سرور عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں جانب ہیں۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا فان یکفر بھا ھولاء فقد وکلنا بھا قوما یسوا بھا بکافرین اور امام شافعی رضی اللہ عنہ آپ کے داہنی طرف

ہیں آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور (پڑھا) اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ اور یہ خواب [illegible] بیان کئے گئے [illegible] صاحب [illegible] شامل ہیں۔ اور ابو یوسف سے انہوں نے مسعر سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے استاد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک بہت بڑا خواب دیکھا [illegible] جس کو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا [illegible] کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں مصیب (ٹھیک کہنے والا) ہے۔ عرض کی یا رسول ﷺ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ دونوں مجتہد [illegible] صواب ہیں اور حق ایک کی جانب ہے۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ دو مجتہدوں میں سے ایک حق پر ہے۔ اور ایک مصیب اور [illegible] خطا پر ہے حضور اقدس ﷺ نے [illegible] دونوں [illegible] میں لفظ فرق ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول ﷺ تو دونوں میں کس کا [illegible] صواب ہے [illegible] دونوں حق ہیں۔ عرض کی [illegible] امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ [illegible] قول [illegible] [illegible] اولئک علی ھدی من ربھم [illegible] جس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] خواب [illegible] ہے۔

سینتیسویں فصل اس شخص پر رد میں ہے جس نے امام صاحب پر قدح کیا کہ آپ قیاس کو سنت پر مقدم کرتے ہیں

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اہلحدیث امام صاحب کی مذمت میں حد سے گذر گئے اور افراط سے کام لیا کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم جانتے ہیں۔ اور اکثر اہل علم کا مقولہ یہ ہے کہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو رائے اور قیاس باطل ہے مگر اس قسم کی کوئی حدیث وارد نہیں سوائے بعض اخبار کے جس میں بھی تاویل کا احتمال ہے اور اکثر قیاسوں میں آپ کے غیر آپ پر سابق ہیں۔ اور ان کے مثل اس بات میں ان کے تابع ہیں اور امام صاحب کے اکثر قیاسات ایسے ہیں۔ کہ اس میں آپ اپنے شہر کے اہل علم مثل ابراہیم نخعی اصحاب ابن مسعود کے تابع ہیں۔ ہاں امام صاحب اور ان کے تلامذہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے قیاسات زیادہ ہیں اور آپ کے سوا اور لوگوں کے بھی ہیں۔ مگر وہ کم ہیں۔ اس لئے جب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کہا گیا۔ کہ امام صاحب کیوں آپ کو برے معلوم ہوتے ہیں۔ بولے بوجہ رائے کے، کہا گیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے رائے سے مسائل نہیں بیان کئے۔ امام احمد نے کہا ہاں مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے زیادہ مسئلے بیان کرتے ہیں۔ کہا گیا تو آپ نے دونوں کے بارے میں موافق حصہ رسدی کیوں نہیں کلام کیا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ لیث بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے ستر مسئلے ایسے شمار کئے جو انہوں نے اپنی رائے سے نکالے ہیں۔ حالانکہ وہ سب سنت رسول اللہ ﷺ کے مخالف ہیں۔ اور میں نے انہیں اس بارے میں بطور نصیحت لکھا تھا۔ اور میں نے علماء امت سے کسی ایک کو بھی نہ دیکھا۔ کہ اس نے کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت کی ہو۔ پھر اس کو بغیر حجت (مثل ادعاء نسخ یا

طرف ایسی باتیں منسوب ہوا کرتی تھیں۔ جو آپ میں نہ تھیں۔ اور آپ کے بارے میں ایسی باتیں گڑھی جاتیں جو آپ کے لائق نہ تھیں۔ آپ کے پاس وکیع رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ آپ متفکر سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ پھر پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے وکیع بولے شریک کے یہاں سے تو آپ نے یہ شعر پڑھا

اِنْ یَّحْسُدُوْنِیْ فَاِنِّیْ غَیْرُ لَائِمِہِمْ　　قَبْلِیْ مِنَ النَّاسِ مِنْ اَہْلِ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا

فَدَامَ لِیْ وَلَہُمْ مَابِیْ وَمَابِہِمْ　　وَمَاتَ اَکْثَرُنَا غَیْظًا بِمَا یَجِدُ

"اگر وہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔ تو میں انہیں ملامت نہیں کرتا۔ مجھ سے پہلے اور اہل فضل بھی محسود ہوئے۔ تو ہمیشہ رہا میرے لئے اور ان کے لئے وہ کہ میرے ساتھ اور ان کے ساتھ ہے اور اکثر لوگ اس حسد سے جو انہوں نے پایا مارے غصہ کے مر گئے" وکیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید شریک کے متعلق اس قسم کی کوئی خبر آپ کو معلوم ہوئی ہوگی۔

اڑتیسویں فصل آپ کے بارے میں جو جرح ہوئی اس کے رد کے بیان میں ہے

ابو عمر یوسف بن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جن لوگوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایتیں کیں اور ان کو ثقہ کہا۔ اور ان کی مدح سرائی کی وہ آپ کے حق میں کلام کرنیوالوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اور صرف اہل حدیث نے آپ کے بارے میں کلام کیا۔ اور اکثر کا اعتراض صرف یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے اور قیاس میں بالکل مستغرق تھے۔ اور پہلے بیان ہو چکا کہ یہ کوئی عیب نہیں۔ اور مثل مشہور ہے کہ آدمی کے تیز ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ لوگ اس کے بارے میں متباین خیال کے ہوں۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے

اجمعین کے کلام کی طرف التفات کیا جائے گا۔ تاج سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اگر تقدیم جرح کو مطلق رکھیں تو ائمہ میں سے کوئی شخص سالم نہ رہے گا اس لئے کہ کوئی امام بھی ایسا نہیں جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور ہلاک ہونے والے اس میں ہلاک نہ ہوئے ہوں۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس باب میں بہتیروں سے غلطی ہوئی۔ اور فرقہ جاہلیہ اس میں گمراہ ہوا۔ وہ نہیں جانتا کہ اس بارے میں اس پر کیا گناہ ہے۔ پھر فرمایا کہ جس کو جمہور نے اپنا دینی پیشوا مان لیا ہو اس کے بارے میں کسی طعن کرنے والے کا قول معتبر نہ ہوگا۔ اس پر یہ دلیل ہے کہ سلف رضی اللہ عنہم میں بھی بعضوں نے بعضوں کو حالت غیض وغضب میں بہت سخت وست کہا ہے۔ اس میں سے بعض تو حسد پر محمول کیا گیا اور بعض کی ایسی تاویل کی گئی۔ کہ اس سے مقول فیہ میں کچھ لازم نہیں آتا۔ یونہی صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے کلمات میں ہم چشموں کا ایک دوسرے پر طعن کرنا بہت سا مذکور ہے جس کی طرف ایک عالم نے بھی التفات نہ کیا نہ اس کا خیال کیا کیونکہ وہ بھی بشر ہیں۔ آپس میں کبھی ایک دوسرے سے خوش رہتے ہیں اور کبھی ناراض ہوتے ہیں اور رضامندی کے وقت کی بات اور ہوتی ہے اور ناراضگی کے وقت کی دوسری تو جو شخص علماء میں سے ایک کا طعن دوسرے پر قبول کرے اس کو چاہئے۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ایک کی تشنیع دوسرے کے حق میں قبول کرے۔ اور یونہی تابعین وتبع تابعین وائمہ مسلمین رضی اللہ عنہم میں بھی بعضوں کا اعتراض بعضوں کے حق میں مان لے تو اگر ایسا کوئی کرے گا غایت درجہ گمراہ اور نہایت ہی نقصان میں ہوگا اور اگر اسے خدا نے ہدایت کی اور ٹھیک راستہ الہام کیا تو ایسا نہ کرے گا اور ہرگز ایسا نہ کرے گا تو اسے چاہئے کہ جو میں نے شرط کیا ہے وہاں ٹھہر جائے کیونکہ وہ حق ہے اور اس کے سوا باطل ہے اس کے بعد بہتیرا کلام امام مالک کے ہم چشموں کا ان کے حق میں اور ابن معین کا کلام امام

شافعی کے حق میں ذکر کیا۔ اور کہا کہ جن لوگوں نے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کی شان میں کلام کیا اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے حسن بن ہانی نے کہا

یَا نَاطِحَ الْجَبَلِ الْعَالِیْ لِیُکْلِمَهٗ   اَشْفِقْ عَلَی الرَّاْسِ لَا تُشْفِقْ عَلَی الْجَبَلِ

"اے بلند پہاڑ پر اس لئے سر مارنے والے کہ اسے زخمی کر دے تو اپنے سر پر ڈر پہاڑ کا مت خیال کر"۔

اور ابو العتاہیہ نے کیا اچھا کہا ہے

وَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْجُوْ مِنَ النَّاسِ سَالِمًا   وَلِلنَّاسِ قَالٌ بِالظُّنُوْنِ وَقِیْلُ

"وہ کون شخص ہے جو تم لوگوں سے سلامت رہے حالانکہ اپنے گمان سے لوگ قال و قیل کرتے ہیں"۔

کسی نے ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فلاں شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بدگوئی کرتا ہے تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

حَسَدُوْکَ اِذْ اٰتَاکَ فَضْلَکَ   اللّٰهُ بِمَا فَضَلْتَ بِهِ النُّجَبَاءُ

"لوگ تجھ سے حسد کرتے ہیں اس لئے کہ خدا نے تجھے فضیلت دی ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ شریف لوگ فضیلت دیے گئے ہیں"۔

کسی نے یہ بات ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ذکر کی بولے وہ ویسا ہی ہے جیسا ابو الاسود دؤلی رضی اللہ عنہ نے کہا

حَسَدُوا الْفَتٰی اِذْ لَمْ یَنَالُوْا سَعْیَهٗ   فَالْقَوْمُ اَعْدَاءٌ لَهٗ وَخُصُوْمٌ

"لوگ جوان سے حسد کرنے لگے۔ جبکہ انہوں نے اس کی کوشش کو نہ پایا تو قوم اس کی دشمن اور مخالف ہوئی"۔

ابو عمرو رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ علم حاصل کرو جہاں تم پاؤ اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا وہ قول جو بعضوں نے دوسروں کے حق میں

کہا مت قبول کرو اس لئے کہ وہ عار کرتے ہیں جیسے زنگرے خوابگاہوں کے بارے میں عار کرتے ہیں۔ دوسری روایت انہیں کی ہے۔ علماء کا کلام سنو اور ایک کی دوسروں پر طعن کرنے میں تصدیق نہ کرو اس لئے کہ بخدا وہ لوگ زیادہ عار کرتے ہیں زنگروں سے اپنی خوابگاہوں کے بارے میں۔ اسی طرح عمرو بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ اسی واسطے مبسوط میں امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب مذکور ہے کہ علما کی گواہی علما کے خلاف جائز نہیں۔ اس لئے کہ وہ آپس میں سب سے زیادہ حسدی اور ایک دوسرے سے بہت بغض رکھنے والے ہیں۔ فقیر مترجم غفرلہ المولی القدیر کہتا ہے کہ یہ صرف ان دونوں حضرات کا خیال ہے ورنہ علمائے کرام کی شان ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس بات سے کہ وہ ایک دوسرے سے حسد رکھیں یا بلاوجہ بغض و عداوت رکھیں۔

اناليسويں فصل خطیب نے جو تاریخ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مخالفین کا کلام نقل کیا ہے اس کے رد میں ہے

مخفی نہ رہے کہ قادحین (طعنہ زن، عیب گو، برا بھلا کہنے والے) کے اقوال نقل کرنے سے خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی اور کوئی غرض نہیں سوا اس کے کہ امام صاحب کے بارے میں لوگوں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب جمع کر دیے جس طرح مورخوں کی عادت ہوا کرتی ہے کہ رطب و یابس جمع کر دیتے ہیں۔ اس سے ان کی نیت توہین و تنقیص شان نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اس سے پہلے امام صاحب کے مدح کرنے والوں کا بھی کلام نقل کیا ہے۔ اور اس بارے میں بہت کچھ لکھا۔ اور آپ کے ایسے اوصاف بیان فرمائے۔ کہ دیگر اہل مناقب اس پر اعتماد کر کے اس کو نقل کیا کرتے ہیں۔ اس کے پیچھے قادحین کا کلام اس لئے نقل فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ اتنا بڑا شخص بھی حاسدین و جہال کے طعن سے محفوظ نہ رہا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ طعن کی

جتنی روایتیں ہیں۔ اکثر ان میں متکلم فیہ یا مجہول سے خالی نہیں۔ اور اس پر اجماع ہے۔ کہ ایسی روایتوں کی وجہ سے کسی ادنیٰ مسلمان کی بھی آبروریزی ممکن نہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی۔ شیخ الاسلام امام تقی بن دقیق العید رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگوں کی عزت آبرو جہنم کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے جس کے کنارے پر حکام اور محدثین ٹھیرے ہیں اور اگر قادحین کا وہ کلام جیسے خطیب نے ذکر کیا بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے۔ جب بھی معتبر نہیں۔ اس لئے کہ طعن کرنے والا اگر امام صاحب کا معاصر نہیں۔ تو وہ مقلد محض ہے۔ جو کچھ امام صاحب کے دشمنوں نے لکھا۔ اس کا تبع ہے۔ اور اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہمعصر ہے۔ جب بھی قابل قبول نہیں۔ اس لئے کہ پہلے یہ بات گزر چکی کہ اقران کا قول دربارہ طعن ایک دوسرے کے حق میں مقبول نہیں علامہ ذہبی اور ابن حجر رحمہا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ خصوصاً جب کہ ظاہر ہو کہ یہ کسی عداوت یا اختلاف مذہب کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ حسد سے کوئی نہیں بچتا سوا اس کے جسے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ذہبی علیہ الرحمہ نے کہا میں کسی زمانہ کو ایسا نہیں دیکھتا ہوں جس میں معاصر سلامت رہا ہو۔ سوائے زمانہ انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور زمانہ صدیقین رضی اللہ عنہم اجمعین کے علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے طالب ہدایت تجھے لائق ہے کہ ائمہ ماضیین کے ساتھ ادب کا راستہ اختیار کرو اور یہ کہ بعضوں کا کلام جو بعضوں کے حق میں ہوا ہے اسے نہ دیکھو مگر جب مدلل بیان کیا جائے، پھر بھی اگر تاویل اور حسن ظن ہو سکے تو اس کو اختیار کرو ورنہ ان اختلافات سے جو ان میں ہوئے درگزر کر اس لئے کہ تم اس لئے نہیں پیدا ہوئے بلکہ جو باتیں کارآمد ہیں ان میں مشغول رہو اور لا یعنی باتوں سے احتراز کرو اور میرے نزدیک ہمیشہ طالب علم ہوشیار رہتا ہے جب تک ان میں غور و خوض نہ کرے جو سلف صالحین میں ہوا ہو، اور اس میں بعض کے حق میں

بعضوں پر فیصلہ نہ کرنے لگے تو خبردار ایسا نہ ہو کہ تم اس کی طرف کان لگاؤ جو امام صاحب اور سفیان ثوری یا امام مالک اور ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح اور نسائی یا احمد اور حارث بن اسد محاسبی رضی اللہ عنہم کے درمیان واقع ہوا ہے۔ اور اسی طرح زمانہ عز بن سلام اور تقی بن صالح رحمہم اللہ تعالیٰ تک اس لئے کہ اگر تو اس میں پھنسے گا تو تجھ پر ہلاک ہونے کا خوف ہے۔ پس قوم ائمہ اعلام ہیں اور ان کے اقوال کے لئے مختلف محامل ہیں۔ تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض محمل سمجھ میں نہ آئے، تو ہمیں بھی چاہئے کہ ان سب کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور جو کچھ ان میں واقع ہوا اس سے سکوت کریں۔ جس طرح ہم ان باتوں میں سکوت کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان واقع ہوا۔

چالیسویں فصل اس کے بیان میں ہے جو کہا گیا کہ امام صاحب نے صریح احادیث صحیحہ کا بغیر حجت کے خلاف کیا ہے

یہ باب بہت وسیع ہے چاہتا ہے کہ جس قدر ابواب فقیہہ ہیں۔ سب شمار کئے جائیں (اور یہ نہایت مشکل ہے) تو ہم صرف چند قواعد اجمالیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ جو شخص ان کو اور تفصیل کے وقت مستحضر رکھے نفع اٹھائے جان لو کہ متقدمین رضی اللہ عنہم میں سے جن لوگوں نے ایسا گمان کیا ان میں سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور متاخرین میں سے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی شیخ بخاری ہیں۔ اور ان لوگوں سے اس قسم کی بات کے صادر ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے آرام طلبی کی اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قواعد و اصول میں تامل نہ کیا اس لئے کہ امام صاحب کے قواعد سے ایک یہ ہے کہ جز واحد جب اصول مجمع علیہا کے مخالف ہو تو وہ قابل قبول نہیں کما ذکرہ الحافظ ابو عمر بن عبدالبر وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، تو اس وقت

قیاس کو مقدم کرتا ہو گا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قیاس کو خبر احاد پر مقدم کرنے
کی صورت کی ہے کہ یہ کسی سبب سے ہے جو بیان نہیں کیا ہے اور نہ ما شاء اللہ
یہ وجوہ سے ہے جیسے کہ حدیث کے نزدیک اس کے راوی کی یاد کو ٹھیک ہے یا
کسی خاص امر کے باعث ہے مثلاً (۱) وہ حدیث منسوخ نہ ہو (۲) یا منسوخ ہو
ہے گو وہ حدیث ان کے نزدیک نہ ثابت ہوئی (۳) یا اس لیے کہ وہ روایت
غیر فقیہ کی ہے اور خلاف قیاس ہے اس لئے فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مصراۃ کو رد کر دیا ہے جیسی کہ علمائے احناف نے اس
قول کی مدد کی جس پر جمہور علماء ہیں یعنی راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں بلکہ اس کی خبر کو
قیاس پر مقدم کرنا چاہئے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ نے
ابو ہریرہ کی حدیث جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قیاس کے خلاف ہے ہم بھی اس صورت میں
کہ روزہ دار بھول کر کھا لے وہ اس کو حصول پر محمول کیا ہے۔ یہاں تک کہ امام
صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر روایت نہ ہوتی تو میں قیاس سے کہتا امام
امام صاحب سے ثابت ہے کہ جو کچھ ہم سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد آئے تو
ہمارے سر آنکھوں پر اور یہ بات میں کی ہے یہ قول نہیں کہ انہوں نے راوی کا فقیہ
ہونا شرط کیا اور جو یہ بات ثابت ہو کہ یہ شرط لگایا گیا کوئی بات ہے بعض نے کہا
کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ تھے کیونکہ وہ بغیر اجتہاد کے فتویٰ دیتے تھے
اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں
کوئی شخص سوائے فقیہ مجتہد کے فتویٰ نہیں دیتا تھا اور ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ
اللہ تعالیٰ نے اصابہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقہاء صحابہ رضی
اللہ عنہم میں سے تھے اسے ابن حزم نے ذکر کیا ہے اور ان سے امام شیخ الاسلام
علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ

جلد میں جمع فرمایا ہے۔ جس کو میں نے ان کی زبان مبارک سے سنا تھی (۴) یا اس لئے کہ راوی کا عمل اپنی حدیث مروی کے خلاف ہو کیونکہ یہ نسخ یا اس کے مثل پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے لوگوں نے کتے کے منہ ڈالنے سے برتن کو تین دفعہ دھونے پر عمل کیا۔ باوجودیکہ سات مرتبہ دھونے کی حدیث ان سے مروی ہے۔ کیونکہ وہ خود تین ہی مرتبہ دھوتے تھے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کو لیا کہ مرتد قتل نہ کی جائے گی باوجودیکہ ان سے حدیث مروی ہے کہ جو شخص اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر ڈالو (۵) یا اس لئے کہ حدیث ایسی ہو جس سے واقف ہونے کی تمام لوگوں کو ضرورت ہو پھر بھی ایک راوی کے سوا اور کسی سے روایت نہ آئی ہو تو اس حدیث کی روایت میں ایک شخص کا منفرد ہونا یہ قدح اور عیب ہے۔ اسی لئے لوگوں نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کی حدیث کو نہیں لیا جس کا راوی بسرہ ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کی ضرورت عام ہے (۶) یا اس لئے کہ وہ حدیث حد یا کفارہ میں وارد ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ دونوں شبہ کیوجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور جو راوی کہ اس کے ساتھ منفرد ہوا ہے اس کے خطا کا احتمال یہی ایک قسم کا شبہ ہے (۷) یا اس لئے کہ وہ حدیث قیاس جلی کے مخالف ہو اس حدیث کے خلاف ہو جس کو دوسری حدیث سے قوت ملی ہو۔ (۸) یا اس لئے کہ اس حدیث میں بعض سلف پر طعن ہو جیسے حدیث قسامہ (۹) یا اس لئے کہ جس مسئلہ میں خبر واحد وارد ہوئی ہو پھر بھی صحابہ کرام میں وہ مسئلہ مختلف فیہا ہوا اور کسی نے اس حدیث سے استدلال نہ کیا تو باوجود شدت اعتناء بالحدیث صحابہ کرام کا اس کو مطلقاً چھوڑ دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو یا پایہ ثبوت تک نہ پہنچی ہو جیسے حدیث الطلاق بالرجال کیونکہ اس مسئلہ میں اختلاف ہوا ایک جماعت نے کہ انہیں میں امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں یہ کہا کہ عدد طلاق میں شوہر کے حر اور غلام ہونے کا اعتبار ہے اور ایک جماعت نے کہ ان میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ فرمایا کہ عدد طلاق

میں عورت کے گرد اور کپڑے ہونے کا اعتبار ہے اور بعضوں کے نزدیک وہ مس ہے جو
شہوت سے ہو اس کو ناقض کہا جائے گا۔ (۱۰) یا اس لئے کہ وہ خبر واحد ظاہر عموم قرآن کے
خلاف ہو اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عموم قرآن کو خبر واحد سے خاص کرنا یا
قرآن کو منسوخ کرنا جائز نہیں جانتے تھے کیونکہ خبر واحد ظنی ہے اور قرآن شریف قطعی
ہے اور قوی کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب
کہ یہ عموم آیۃ کریمہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے خلاف ہے (۱۱) یا اس لئے کہ وہ خبر
واحد سنت مشہورہ کے خلاف ہو کیونکہ حدیث مشہور خبر واحد سے قوی ہے۔ جیسے حدیث شاہد
اور یمین کی کہ یہ حدیث مشہور البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر کے
خلاف ہے۔ (۱۲) یا اس لئے کہ وہ خبر قرآن شریف پر زیادہ ہو جیسے یہی حدیث کہ
قرآن شریف میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا ذکر ہے تو شاہد اور یمین
ان دونوں پر زائد ہیں۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بری ہونا
اس سے ظاہر ہو گیا جو ان کے مخالفوں اور ان لوگوں نے جو ان کے قواعد سے ناواقف ہیں
مجتہد کے اصول سے ناواقف ہیں آپ کی طرف نسبت کیا کہ آپ خبر واحد پر قیاس کو ترجیح
دیا کرتے ہیں۔ اور یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ آپ نے کسی حدیث کو نہیں چھوڑا مگر
کسی ایسی دلیل کی وجہ سے جو ان کے نزدیک قوی اور راجح تر ہے۔ اس سے لازم آیا
کہ تمام حنفیوں کا اجماع ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے
نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے پر مقدم ہے تو حدیث کے ساتھ امام صاحب کا اتفاق
اور موافقت حدیث اور اس کا رتبہ کم ہے اس لئے امام صاحب نے حدیث مرسل کو
قیاس پر عمل کرنے سے مقدم رکھا اور قہقہہ کو نقض کی وجہ سے واجب کیا حالانکہ وہ
قیاس سے مشکل اس لئے کہ حدیث مرسل میں [illegible]
میں قہقہہ [illegible]

محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نہ تو صرف رائے پر عمل کرنا درست ہے اور نہ فقط حدیث پر عمل کرنا ٹھیک ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس میں رائے نہ استعمال کی جائے۔ اس لئے کہ حدیث کے معنی کو رائے ہی دریافت کرنے والی ہے۔ جس پر احکام کا مدار ہے۔ اسی لئے جب کہ بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے مدرک تحریم فی الرضاع میں غور نہ کیا تو حکم دیدیا کہ وہ دو شخص جنہوں نے ایک بکری کا دودھ پیا ہو اس میں حرمت ثابت ہے۔ اسی وجہ سے بھول کر کھا لینے سے روزہ نہیں جاتا اور قصداً قے کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے باوجودیکہ اول میں بوجہ وجود ضد صوم قیاس افطار کو چاہتا ہے اور دوسری صورت میں قیاس مقتضی عدم افطار ہے۔ اس لئے کہ روزہ کو پیٹ کے اندر جانے والی چیز توڑتی ہے، پیٹ سے باہر نکلنے والی چیز روزہ کو نہیں توڑتی ہے۔

خاتمہ رَزَقَنَا اللّٰهُ حُسْنَهَا

یہ بات واضح طور پر ظاہر ہو گئی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان قواعد اور ان وجوہ کی بنا پر جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اور ان پر میں نے تنبیہ کی ہے بعض اخبار احاد پر عمل کرنا چھوڑا ہے۔ تو خبردار بچو اس بات سے کہ تیرا قدم بھی ان لوگوں کے ساتھ پھسلے جن کا قدم پھسل چکا یا تیری سمجھ بھی بھٹکے جیسے ان لوگوں کی سمجھ بھٹکی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو جملہ خاسرین کے ساتھ تیرے اعمال بھی خسارے میں پڑیں گے اور برائی اور رسوائی کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ تو بھی یاد کیا جائے گا جو برائی اور رسوائی کے ساتھ یاد کئے گئے ہیں اور تو ایسے امر کیلئے پیش کیا جائے گا جسکے ضرر کو تو اٹھا نہ سکے گا اور تجھے ایسے خالی اور ویران جنگل میں پہنچائے گا جس کے خطرے سے نجات کی تجھے قدرت نہیں تو تجھے چاہئے کہ جہاں تک جلد ہو سکے اس سے سلامتی کی طرف سبقت کر اور ان لوگوں سے ہو جا جو نجات کے راستے پر چلے ہیں اور دوسروں کو صبح و شام اس کی طرف بلایا کئے

اور اپنے ظاہر و باطن کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ کسی ایک مسلمان کے بارے میں ذرا بھی غور و خوض کیا جائے کیونکہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ تجھے سخت شرمندہ کرے گا اور بہت ہی رسوا بنائے گا یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کا ان بندوں میں رہا جو پہلے گزرے اور اللہ کے طریقہ میں ردوبدل نہیں اور بیشک جنہوں نے اپنے آپ کو تیر کے نشانے کیلئے پیش کیا اور جو صفات قبیحہ سے موصوف ہوئے انہوں نے اس امر کی کوشش کی کہ اس حبر مقدم امام اعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف کو اس کے بلند رتبہ سے گرادیں اور ان کے ہم عصروں اور بعد کے آنے والوں کے دلوں کو ان کی محبت اور ان کی تقلید اور ان کی اتباع اور ان کی عظمت و امامت کے اعتقاد سے پھیر دیں مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکے اور ان کا کلام اس بارے میں کسی مسلک میں مفید نہیں۔ اور اس کا سوائے اس کے اور کوئی سبب نہیں کہ امام صاحب کا معاملہ آسمانی امر ہے جس کے اٹھانے میں کسی کا حیلہ کارگر نہیں اور جس کو خدائے تعالیٰ بلند کرے اور جسے اپنے وسیع خزانے سے عطا فرمائے اس کے روکنے اور پست کرنے پر کوئی قادر نہ ہوگا اللہ تعالیٰ ہم کو ان لوگوں میں سے بنائے جو ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حقوق ماننے اور قطعیہ اور حقوق کے ساتھ میلے نہیں ہوتے اور ہر حق والے کے حق کو پہچانتے ہیں اور جس طرح واجب ہے ادا کرتے ہیں۔ اور ان کو عنایت باری کی نگاہ شامل ہے اور تاریکی کے چراغوں آسمان کے ستاروں (یعنی علمائے دین و ائمہ مسلمین) کی مدد کے مقابل کسی ملامت گر محروم التوفیق کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ خوف کرتے ہیں بکنے سے اس محروم کے جسے اس کے تعصب نے مکان تحقیق تک پہنچایا ہو نہ غصہ ہونے سے اس ممقوت کے جسے اس کی کمزور رائے نے گمراہ کیا یہاں تک کہ اہل انصاف و تشریف کے مرتبوں سے گر گیا ہو۔

اے اللہ تعالیٰ تجھ سے گڑگڑا کر یہ سوال ہے کہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو اپنے دینی آبا خصوصاً اکابر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ کرتے ہیں جن کے

متعلق صادق مصدوق ﷺ نے گواہی دی ہے کہ وہ لوگ بہترین قرون سے ہیں جو ہر عیب ونقصت سے پاک وصاف ہیں۔ برخلاف ان حاسدوں کے جو ان اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کو ایسے عیوب کے ساتھ متہم کرتے ہیں جن سے وہ بری ہیں اور مجھے ان لوگوں میں سے بنا جن کی تعریف تو نے اپنی کتاب عزیز میں ساتھ دعا کرنے کے واسطے ہر عالم علیم کے ان مقدس لفظوں میں فرمائی ہے۔ والذین جآءُو من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین (تا) امنوا ربنا انک رءُوف رحیم (۵۹۔۱۰) اور اے اللہ تو ہمیں انہیں لوگوں کے ساتھ اٹھا اس لئے کہ ہم ان کو دوست رکھتے ہیں اور جو شخص کسی قوم کو دوست رکھتا ہے انہیں کیساتھ اٹھایا جائے گا اور ہمیں ان کے زمرہ میں داخل فرما اور ہمیں ان کے خادموں سے بنا اور ہم پر ان کے نیک معاملات اور روشن احوال اور ظاہر محکا ثر کرامت کا اعادہ فرمایا یہاں تک کہ ہم بھی ان کے متبعین اور ان کے گروہوں میں سے ہو جائیں بے شک تو جواد، کریم، رؤف رحیم ہے اے ہمارے رب تیرے ہی لئے حمد ہے جس طرح تیرے جلال شان کے لائق ہے اور تیری بڑی سلطنت قدیم کے شایاں ہے اور تیرے ہی لئے شکر کامل ہے کہ تو نے ہمیں اس کا اہل بنایا کہ تیرے اولیا رضی اللہ عنہم اجمعین کے اشارے کے نیچے جھکیں اور تو نے ہمیں اپنی محبت والوں میں بنایا ہے اے اللہ تو ہمیشہ ہمیشہ بہترین سلام برترین صلوٰۃ بزرگ ترین برکت نازل فرما سب سے اچھے مخلوق، ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ان کے آل واصحاب پر بقدر اپنی معلومات کے اور بقدر سیاہی اپنے کلمات کے جب کہ تجھے یاد کرنے والے یاد کریں اور بھولنے والے تجھے بھولیں، اے عزت والے میرے مالک تو پاک ہے ان تمام عیبوں سے جس کے ساتھ لوگ تجھے موصوف کرتے ہیں اور دائمی سلامتی تیرے رسولوں پر ہو اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

امام اعظم بحضور سید عالم ﷺ

قصیدہ نعمانیہ مع ترجمہ وزاشعار

از تبرکات

سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذیل کا قصیدہ حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات کا مجموعہ ہے جس سے آپ کے علم وفضل، بارگاہ رسالت سے عقیدت، وابستگی، محبت و نیاز مندی اور آپ کے عقیدہ کے مطابق سید عالم ﷺ کے مالک و مختار، نور مجسم، حاضر و ناظر، حاجت روا و مشکل کشا، باعث ارض و سما، سید انبیاء، شافع روز جزا اور تمام مخلوقات کے آقا و مولیٰ اور ملجا و ماوی ہونے پر واضح طور پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ نورانی و پیارا قصیدہ مبارکہ صحیح العقیدہ اہل محبت احناف کیلئے جام کیف و سرور اور ان معتقدات کو شرک سے تعبیر کرنے اور سید عالم ﷺ کی ذات پاک کو ہدف تنقید بنانے والے خشک "حنفیوں" کیلئے درس عبرت ہے۔ پڑھئے اور ایمان تازہ فرمایئے:۔

یَاسَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا	اَرْجُوْا رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ
یا رسول اللہ! بندہ حاضر دربار ہے	آپ کی خوشنودی وحفظ وامان درکار ہے
وَاللّٰہِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ	قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَ
ہے مرے پہلو میں یا خیر الخلائق ایسا دل	جو ہے شیدا آپ کا اور غیر سے بیزار ہے
وَبِحَقِّ جَاهِكَ اِنَّنِیْ بِكَ مُغْرَمٌ	وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّنِیْ اَهْوَاکَ
آپ کی عظمت کی میں کھا کر قسم کہتا ہوں سچ	یہ دل عاشق شراب عشق سے سرشار ہے
اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرَءٌ	کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ
گر نہ ہوتے آپ تو پیدا نہ ہوتی کوئی شے	آپ کے ہونے سے ہی یہ گلشن وگلزار ہے

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی	وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاکَ
آپ ہی کے نور سے روشن ہیں یہ شمس و قمر	آپ ہی سے سارا عالم مطلع انوار ہے
اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا رُفِعْتَ اِلَی السَّمَاءِ	بِکَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَیَّنَتْ لِسُرَاکَ
آپ کی معراج سے رتبہ ملا افلاک کو	فخر کرتا آپ پر ہر ثابت و سیار ہے
اَنْتَ الَّذِیْ نَادَاکَ رَبُّکَ مَرْحَبًا	وَلَقَدْ دَعَاکَ لِقُرْبِهٖ وَحَبَاکَ
مرحبا کہہ کر پکارا آپ کو اللہ نے	اور بلا کر قرب کی خاطر جو دینا تھا دیا
اَنْتَ الَّذِیْ فِیْنَا سَاَلْتَ شَفَاعَةً	لَبَّاکَ رَبُّکَ لَمْ تَکُنْ لِسِوَاکَ
جب شفاعت کی ہماری التجا کی آپ نے	حق نے فرمایا تمہارا ہی یہ حق ہے مصطفیٰ
اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ	مِنْ زَلَّةٍ بِکَ فَازَ وَهُوَ اَبَاکَ
آپ کے دم سے صفی اللہ ہوئے جب کامیاب	اپنی لغزش پر وسیلہ جب کہ چاہا آپ کا
وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ	بَرْدًا وَقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَ
آگ ابراہیم پر فوراً ہوئی سرد و فرو	واسطہ دے کر انہوں نے آپ کا جب کی دعا
وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ	فَاُزِیْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ
وقت سختی جب پکارا آپ کو ایوب نے	دور سختی ہو گئی ان کی وہیں یا مجتبیٰ
وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُخْبِرًا	بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا بِعُلَاکَ
بن کے مداح علیٰ مخبر حسن صفات	آئے عیسیٰ آپ کا مژدہ سنانے بے ریا
وَکَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا	بِکَ فِی الْقِیَامَةِ یَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ
آپ کے متوسل اس دنیا میں بھی موسیٰ رہے	روز محشر بھی رکھیں گے آپ پر ہی آسرا
وَالْاَنْبِیَاءُ وَکُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی	وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَ
سب رسل کل انبیاء سارے فرشتے اور خلق	آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے یا خیر الوریٰ

لك معجزات اعجزت كل الورى ۔۔۔ وفضائل جلت فليس تحاك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

نطق الذراع بسمه لك معلنا ۔۔۔ والضب قد لباك حين اتاك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

والذئب جاءك والغزالة قد اتتك ۔۔۔ بك تستجير وتحتمي بحماك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

وكذا الوحوش اتت اليك وسلمت ۔۔۔ وشكا البعير اليك حين رآك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

ودعوت اشجارا اتتك مطيعة ۔۔۔ وسعت اليك مجيبة لنداك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

والماء فاض براحتيك وسبحت ۔۔۔ صم الحصى بالفضل في يمناك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

وعليك ظللت الغمامة في الورى ۔۔۔ والجذع حن الى كريم لقاك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

وكذاك لا اثر لمشيك في الثرى ۔۔۔ والصخر قد غاصت به قدماك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

وشفيت ذا العاهات من امراضه ۔۔۔ وملأت كل الارض من جدواك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

ورددت عين قتادة بعد العمى ۔۔۔ وابن الحصين شفيته بشفاك

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

وَكَذَا خُبَيْبًا وَابْنَ عَفْرَا بَعْدَمَا	جُرِحَا فَشَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَ
ابن عفرا وخبیب جبکہ تھے زخمی بہت	دونوں ہاتھوں سے کیا مس اور اچھا کر دیا
وَعَلِيٌّ مِنْ رَمَدٍ بِهِ دَاوَيْتَهُ	فِيْ خَيْبَرٍ فَشُفِيْ بِطِيْبِ لَمَاكَا
آپکی توجہ و لعاب سے حضرت علی اچھے ہوئے	یوم خیبر عارضۂ چشم میں تھے مبتلا
وَسَأَلْتَ رَبَّكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ وَالَّذِيْ	قَدْ مَاتَ اِبْنَاهُ وَقَدْ اَرْضَاكَ
حق نے زندہ کر دیا جابر کے مردہ پسر کو	آپ کی سن کر دعا آپ کو راضی کیا
شَاةٌ مَسَسْتَ لِاُمِّ مَعْبَدٍ الَّتِيْ	نَشَفَتْ فَدَرَّتْ مِنْ شِفَا رُقْيَاكَ
دودھ اس کا خشک تھا پر دودھ جاری ہو گئی	ام معبد کی بکری کو جب آپ نے مس کر دیا
وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِنًا	فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِيْنَ دَعَاكَ
قحط سالی میں دعا کی آپ نے اللہ سے	مینہ برسنے لگ گیا فی الفور ہی وقت دعا
وَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوْا اِلَى	دَعْوَاكَ طَوْعًا سَامِعِيْنَ نِدَاكَ
آپ نے اسلام کی دعوت دی جملہ خلق کو	آئے طوعا آپ کی جانب بھی سن کر ندا
وَخَفَضْتَ دِيْنَ الْكُفْرِ يَا عَلَمَ الْهُدَى	وَرَفَعْتَ دِيْنَكَ فَاسْتَقَامَ هُدَاكَ
کر دیا پست آپ نے کفر اے ہدایت کے علم	سربلندی دین کو دی، جم گیا نقش ہدیٰ
اَعْدَاكَ عَادُوْا فِي الْقَلِيْبِ بِجَهْلِهِمْ	صَرْعَى وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضَى بِجَفَاكَ
تھے کنوئیں میں گرے دشمن جہالت سے تمام	ہو گئے محروم رحمت آپ پر کر کے جفا
فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ قَدْ اَتَتْكَ مَلَائِكٌ	مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ اَعْدَاكَ
بدر کے دن آئے اللہ کے فرشتے فوج فوج	آپ کے اعداء سے لڑ کر دیا ان کو فنا
وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةَ	وَالنَّصْرُ فِي الْاَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَ
یوم فتح مکہ بھی حضرت ہوئے فیروزمند	اور ہوئی احزاب میں بھی نصرت حق رہنما

فهود و یونس من بهاک تجملا — وجمال یوسف من ضیاء سناک

[illegible]

قد فقت یا طٰہٰ جمیع الانبیاء — نورا فسبحان الذی اسراک

[illegible]

واللہ یا یٰسین مثلک لم یکن — فی العالمین وحق من انباک

[illegible]

عن وصفک الشعراء یا مدثر — عجزوا وکلوا من صفات علاک

[illegible]

انجیل عیسٰی قد اتی بک مخبرا — ولنا الکتاب اتی بمدح حلاک

[illegible]

ماذا یقول المادحون وما عسٰی — ان یجمع الکتاب من معناک

[illegible]

واللہ لو ان البحار مدادہم — والشجر اقلام جعلن لذاک

[illegible]

لم یقدر الثقلان تجمع نزرہ — ابدا وما استطاعوا لہ ادراک

[illegible]

بک لی قلب مغرم یا سیدی — وحشاشۃ محشوۃ بہواک

[illegible]

فاذا سکت ففیک صمتی کلہ — واذا نطقت فمادحا علاک

[illegible]

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْکَ قَوْلاً طَیِّبًا — وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰی اِلَّاکَ
سنتا ہوں جب تو ہوں سنتا آپ کے اقوال کو — دیکھتا ہوں جب تو میں ہوں آپ ہی کو دیکھتا

یَامَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ — اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَ
میرے مالک فقر میں ہیں آپ ہی شافع مرے — سب سے بڑھ کر آپ کا ہوں میں ہی محتاج غنا

یَااَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَاکَنْزَ الْوَرٰی — جُدْلِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَ
اکرم الثقلین اور کنز الورٰی بھی آپ ہیں — کیجئے راضی رضا سے جود سے بھی کچھ عطا

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ — لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ
میں حریص بخشش حضرت کیوں نہ ہوں جب نہیں — بوحنیفہ کا کوئی یاور محمد کے سوا

فَعَسَاکَ تَشْفَعُ فِیْہِ عِنْدَ حِسَابِہٖ — فَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّکًا بِعُرَاکَ
ہے امید اس کو کہ ہوں گے آپ شافع روز حشر — اس لئے کہ اس نے اک دامن ہے پکڑا آپ کا

فَلَاَنْتَ اَکْرَمُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ — وَمَنِ الْتَجٰی بِحِمَاکَ نَالَ رِضَاکَ
سب سے بڑھ کر آپ مقبول شفاعت میں شفیع — جس نے تھاما آپ کا دامن ملی اس کو رضا

فَاجْعَلْ قِرَاکَ شَفَاعَۃً لِّیْ فِیْ غَدٍ — فَعَسٰی اَرٰی فِی الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاکَ
میری مہمانی شفاعت آپ کی ہو کل کے دن — ہوں میں حضرت روز محشر آپ کے تحت لوا

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَاعَلَمَ الْھُدٰی — مَاحَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاکَ
اے ہدایت کے نشان اللہ کی رحمت آپ پر — ہو جہاں تک کوئی مشتاق آپ کے دیدار کا

وَعَلٰی صَحَابَتِکَ الْکِرَامِ جَمِیْعِھِمْ
آپ کے صحب کرام اور تابعین پر بھی درود
وَالتَّابِعِیْنَ وَکُلِّ مَنْ وَالَاکَ
اور اس پہ بھی جو رکھے دوست حضرت کو سدا

☆☆☆☆

تاریخ کوفہ

[illegible]

صدیوں سے خون کے آنسو رلانے پر مجبور کر رہی ہیں اور اس گھناؤنے فعل کی وجہ سے کوفہ کی روشن جبین پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا اور لوگ کوفہ کو شہر بے وفا کے نام سے پکارنے لگے جو بعد میں ایک نیک و بزرگ شخصیت نعمان بن ثابت کی وجہ سے ایک بار پھر شریعت محمدیہ کا مینارہ نور بن کر ابھرا اور کوفہ پھر علم و عرفان دین حنیف کا فانوس و قندیل ثابت ہوا۔

امام الاعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

نعمان نام، ابوحنیفہ کنیت، شجرہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ عجمی النسل تھے۔

حضرت امام کے حسب نسب اور آبائی سکونت کے متعلق مورخین میں شدید اختلاف رائے ہے بعض کے نزدیک آپ کے دادا کابل کے تھے، بعض نے انہیں عربی نسل سے شمار کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ آپ فارسی النسل تھے اور آپ کے دادا حضرت علی المرتضٰے کے زمانہ خلافت میں فارس سے ہجرت کر کے کوفہ میں آباد ہوئے۔

زمانہ خلفائے راشدین کا عرصہ کم و بیش صرف تیس سال کا رہا ہے اور اس عرصہ میں اسلام کے شجر کی آبیاری اس شان سے ہوئی کہ اس کی جڑیں مکمل حد تک مضبوطی سے پھیل چکی تھیں اور دین اسلام کے اندر کوئی ایسا مسئلہ باقی نہ رہ چکا تھا جو سمجھ سے بالاتر ہو مگر افسوس کہ اس عرصہ کے فوراً بعد دین اسلام کے اندر کئی بدعتیں شروع ہو گئیں جس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سن ۸۰ ہجری ۶۹۹ء بمقام کوفہ (عراق) کے اندر ایک فرزند اسلام جن کا اسم گرامی نعمان تھا اور جو جناب ثابت کے فرزند تھے کو پیدا فرمایا آپ کے دادا مبارک کا نام بھی نعمان (زوطی) تھا امام صاحب کا خاندان عجمی الاصل ہے، آپ کے دادا جناب نعمان خراسان سے کوفہ میں اس وقت وارد ہوئے جب حضرت علی المرتضیٰ امیر المومنین تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے

خدمت سے خوش ہو کر آپ کے خاندان کے لیے دعا فرمائی تھی ۸۰ھ میں بنی امیہ کا مشہور تاجدار عبدالملک بن مروان سریر آرائے مسند حکومت تھا اور کوفہ حجاج بن یوسف کے پنجہ ظلم و استبداد میں گرفتار تھا جس کی نسبت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بجا طور پر فرمایا تھا

"شام میں ولید، حجاز میں عثمان بن حیان، مصر میں قرہ بن شریک عراق میں حجاج مکہ میں خالد بن عبداللہ، خداوندا دنیائے اسلام ظلم و استبداد سے بھر گئی ہے اب لوگوں کو راحت عطا فرما"

چنانچہ جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیائے اسلام کے اندر ظلم و استبداد کے ازالہ کے لیے جناب نعمان بن ثابت کو پیدا کیا اگرچہ ماں باپ نے یہ نام تجویز کیا مگر آگے چل کر آپ امام الاعظم کے لقب سے پکارے گئے آپ کے والد جناب ثابت کے حالات زندگی تو زیادہ معلوم نہیں مگر قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا اور آپ ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور جب آپ کے والد محترم کی عمر ۴۰ برس ہوئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ خالق کون و مکاں نے آپ کو یہ فرزند عطا کیا۔

زوطی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مشرف بہ اسلام ہوئے،

آپ اکثر دربار خلافت میں حاضر ہو کر ہدیہ سلام و نیاز پیش کرتے رہتے تھے، زوطی ایک عجمی النسل قوم کا نام ہے جو زط کی نسبت سے معروف تھی، زط اصل میں عجمی قوم (جاٹ) کا عربی تلفظ ہے۔ جس وقت حضرت نعمان بن ثابت تولد ہوئے تو اس دور میں ابھی رسول اللہ ﷺ کے جمال جہاں تاب سے منور آنکھیں اس جہان آب و گل میں موجود تھیں،

یعنی

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ متوفی ۸۷ھ

حضرت واثلہ بن اسقع متوفی ۸۵ھ

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ متوفی ۱۰۲ھ

حضرت سہل بن سعد الساعدی متوفی ۹۱ھ

حضرت انس بن مالک متوفی ۹۳ھ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے ان نفوس قدسیہ میں سے دو عالی بزرگوں، عبداللہ بن ابی عاف اور حضور سرکار کائنات کے خادم خاص انس بن مالک کے دیدار سے آنکھیں روشن کر کے تابعی کا اعزاز بلند حاصل کیا اور آپ نے جناب رسالت مآب ﷺ کی زندگی مطہر کے بارے میں ان اصحاب سے بہت کچھ سیکھا اور سمجھا۔

سیرت امام الاعظم رضی اللہ عنہ

امام الاعظم رضی اللہ عنہ کو خدا نے حسن سیرت کے ساتھ جمال صورت بھی بدرجہ کمال عطا کیا تھا۔ میانہ قد، خوش رو، موزوں اندام، گفتگو نہایت شیریں آواز بارعب بلند وصاف تھی، فصاحت وبلاغت خاص حصہ تھا، دانشمندی و قیقہ بنی، نکتہ شناسی بصیرت کا خزانہ تھے، مزاج پر تکلف تھا، آپ خوش لباس و خوش طعام بھی تھے، اپنی ذاتی آمدنی علمائے دین پر بھی صرف کیا کرتے تھے، علاوہ ازیں غربا و یتامیٰ اور بیوگان کے وظائف بھی مقرر فرمائے ہوئے تھے۔

امانت کا یہ عالم تھا کہ وفات کے وقت آپ کے پاس (پاکستان کرنسی کے مطابق) ۴ کروڑ ملکیت کی امانتیں تھیں جن پر آپ کی طرف سے وصایا کا اندراج تھا، آپ خاموش طبع ہونے کے ساتھ ساتھ اوصاف ظاہری اور روحانی مدارج میں بھی امام تھے در بار و اقتدار سے آپ کو نفرت تھی ہر نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر عادت ثانیہ تھی، آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، ساری رات قیام

میں گزرتی، قرآن شریف پڑھتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی، گھنٹوں روتے رہتے، فرمایا کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک قیام میں متورم ہو جاتے تھے تو ہم راتوں کو آرام سے کیسے سوئیں؟ آخری ایام میں امام اعظم جیل میں ڈال دیے گئے اور اللہ کی مہربانی سے جیل کا تمام عملہ بھی آپ کا طالب علم ہو گیا کیونکہ امام صاحب نے وہاں جیل میں بھی دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور فقہ حنفیہ کے تیسرے ستون جناب امام محمد نے اپنی دینی تعلیم جیل ہی میں مکمل کی تھی۔ جب جیل بھیجنے سے بھی حکومت کے مقاصد پورے نہ ہوئے تو ان کو کھانے میں زہر دلوایا گیا۔ انتقال کے وقت آپ روزہ دار تھے اور جان اس وقت جان آفریں کے پاس پہنچی جب آپ عالم سجدہ میں تھے۔ حسن بن عمارہ قاضی شہر نے ان کو غسل دیا اور فرمایا کہ واللہ آپ سب سے بڑے فقیہہ، عابد اور امام تھے۔ وصیت کے مطابق بغداد میں قبرستان خیزران میں دفن کیے گئے۔ سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے جو بہت علم دوست تھا اور اس کے علاوہ وہ منصف اور عادل بھی تھا، نے سن ۴۵۹ ہجری میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقبرہ تعمیر کروایا۔

امام الاعظم رضی اللہ عنہ کی کنیت

امام کی کنیت "ابو حنیفہ" جو نام سے زیادہ مشہور ہے، یہ حقیقی کنیت نہیں ہے کیونکہ امام کا کوئی فرزند حنیفہ نام کا نہیں تھا، اس کی تحقیق صاحب سیرت النعمان کا ارشاد ہے کہ

"یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے"

یعنی ابو الملۃ الحنیفہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کر کے کہا ہے

"فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا"

پس ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو جو ایک خدا کے ہو کے رہے تھے۔

جناب نعمان نے اسی نسبت سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی اور وہ مسلمان جو آپ کے مسلک کے پیروکار ہیں حنفی العقیدہ مسلمان کہلائے۔

امام کا لقب

امام کا لقب امام الاعظم ہے وہ اس لیے کہ آپ کے شاگردوں کے تلامذہ میں سے بھی موجودہ دور کے اندر اور اس وقت سے لیکر جب آپ زندہ تابندہ تھے، پوری ملت اسلامیہ آپ سے فیض یاب ہے، اسی طرح طبقہ کے اعتبار سے بھی امام تابعین میں سے ہیں آپ نے اوائل عمری میں ہی علم الفقہ جناب حماد بن ابی سلیمان سے حاصل کیا علاوہ ازیں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تابعون کے بہت سے علماء کی صحبت بھی آپ کو حاصل تھی اس طرح آپ کو لاتعداد احادیث زبانی یاد تھیں، سبحان اللہ۔

پرورش و علم

آپ کی پرورش اللہ کی طرف سے کچھ اس انداز سے ہوئی کہ آپ حنفی عقیدہ کے پہلے امام کہلائے آپ کو مذہبی امور پر اس حد تک دسترس تھی کہ آپ کو "قاضی القضاۃ" تک کے عہدہ کے تمام فیصلوں کے متعلق پورا پورا علم تھا۔

آپ کی قوت یادداشت بلا کی تھی، آپ نے علم فقہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں حاصل کیا اور آپ کی شہرت ممالک اسلامیہ کے اندر دور دراز تک پھیل گئی اور اسی بناء پر ایک دفعہ بنوامیہ کے آخری حکمران مروان ابن محمد کے گورنر یزید بن امر جو کہ ان دنوں اس کی سلطنت میں عراق کا گورنر تھا نے تجویز پیش کی کہ کیوں نہ آپ کو کوفی عدالت کا قاضی، اعلیٰ بنایا جائے لیکن آپ نے انکار کر دیا کیونکہ آپ اقتدار یا

وہ شہرت ہوئی کہ کوفہ کی تمام درس گاہیں ٹوٹ کر امام صاحب کے درس کے ساتھ شامل ہو گئیں اور ان درسگاہوں کے اساتذہ مثلاً مسعر بن کدام و امام اعمش تک خود ان کی درس گاہ میں استفادہ کے لیے حاضر ہوئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دینے لگے اور اس طرح سے پوری دنیا کے تشنگان علم دین آپ کے پاس کھنچے چلے آنے لگے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، مصر، یمن، بحرین، اصفہان، نیشاپور، سمرقند، بخارا، خوارزم، سیستان، حمص، غرضیکہ ان کی استادی کی حدود کسی بڑی سلطنت سے کم نہ تھیں۔

جس زمانہ میں خلیفہ منصور نے آپ کو خلافت اسلامیہ کا قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنانا چاہا اور آپ نے انکار کیا تو روایت ہے کہ منصور نے ان کے انکار پر بڑا جبر کیا، آپ دار القضاۃ میں جا کر بیٹھے، ایک دفعہ مقدمہ پیش ہوا جس میں قرضہ کا دعویٰ تھا لیکن ثبوت کے گواہ نہ تھے، مدعا علیہ کو سرے سے انکار تھا، امام صاحب نے حسب قاعدہ مدعا علیہ سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ تم نے مدعی کو کچھ نہیں دینا، وہ تیار ہو گیا ابھی "واللہ" کا لفظ ہی کہا تھا کہ امام صاحب نے گھبرا کر اسے روک دیا اور اپنی جیب سے مدعی کو اس کی رقم ادا کر دی اور قلم دے کر اپنا استعفیٰ منصور کو پیش کر دیا۔

استعفیٰ کے ساتھ منصور نے آپ کو قید خانہ میں بھیجنے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۶ ہجری کا ہے قیدی کی حالت میں ۲ رجب ۱۵۰ ہجری میں امام الاعظم رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔

امام الاعظم ابوحنیفہ کا لازوال کارنامہ

امام صاحب کا سب سے عظیم کارنامہ جس نے انہیں لازوال عظمت عطا کی یہ تھا کہ خلافت راشدہ کے بعد اسلام کے قانونی نظام میں جو خلا پیدا ہو چکا تھا وہ حیران کن تھا۔

ایک طرف اسلامی حدود سندھ تک پھیلی ہوئی تھیں تو دوسری طرف اسپین تک تھیں اور بیسیوں قوموں کے رسوم و رواج ان میں آ چکے تھے، اندرون ملک مالیات

[illegible]

(Private Legislature) [illegible]

[illegible]

امام صاحب کے [illegible]

[illegible]

حدیث وتفسیر کا خاص ماہر ہے تو دوسرا اصحاب کے فتاوی اور قضاۃ کے نظائر کا وسیع عالم تھا اسی طرح دیگر لغت، ادب، تاریخ وسیر، قیاس ورائے قانون وفقاری کے علوم میں درجہ اختصاص کے حامل تھے۔ اس مجلس کے اندر ۳۹ اراکین تھے ان میں ۲۸ قاضی ہونے کے لائق تھے، ۶ مفتی ۲ ایسے جو مفتی اور قاضی تیار کر سکتے تھے۔ (المکی ج ۲ ص ۲۴۲)

اس مجلس کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک مسئلہ پیش ہوتا۔ خدا اور خدا کے رسول کی تعلیمات ایمان و اخلاص کو مد نظر رکھ کر اپنی مکمل صلاحیت کا اظہار کمال احتیاط سے کرتے سنتے حتی کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر بہت زیادہ وقت لگ جاتا آخر میں جب ایک دو کے متفقہ طور پر رائے قرار پائی جاتی تو قاضی، اول ابو یوسف کتب اصول میں ثبت کر دیتے۔ (المکی۔ ج ۲۔ ص ۱۳۲)

صاحب فتاوی بزاریہ کا بیان ہے کہ تمام شاگرد دل کھول کر بحث کرتے امام صاحب توجہ سے ہر کسی کی تقریر سنتے۔ آخر میں زیر بحث مسئلے پر جب امام صاحب تقریر فرماتے تو مجلس میں ایسا سکوت ہوتا جیسے کہ ان کے سوا کوئی موجود ہی نہ ہو آزادی رائے کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات فیصلہ امام صاحب کی رائے کے خلاف ہوتا، اور درج ہوتا اور اکثر مسائل پر فتاوی امام صاحب کے شاگردوں کے قول پر دیا جاتا اور آج بھی دیا جاتا ہے۔ یہی فقہ حنفیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فقہ حنفیہ امام صاحب کی ذاتی معلومات و فتاوی کا نام نہیں بلکہ دین حنیف کے قواعد وضوابط کا نام ہے۔ عبداللہ ابن مبارک کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ تین دن تک مسلسل ایک مسئلہ پر بحث ہوتی رہی اس کے تیسرے دن شام کو جب اللہ اکبر کی آواز اذان کے وقت بلند ہوئی تو پتہ چلا کہ بحث ختم اور فیصلہ ہو گیا ہے۔ (المکی۔ جلد ۲۔ ص ۵۳)

اس مجلس کے جملہ اخراجات امام ابو حنیفہ خود برداشت کیا کرتے تھے صاحب قلائد عقود والعقیان نے لکھا ہے کہ اس مجلس میں جو مجموعہ مرتب کیا گیا تھا، وہ

انتہائی ضخیم اور عظیم تھا۔ اور اس میں ۸۳ ہزار مسائل مدون تھے۔ شاید دنیا کی تمام کتب قوانین اس کی ہمسری کرنے سے قاصر ہیں۔

ملت اسلامیہ آپ کے احسان کو فراموش نہیں کر سکتی۔ جس وقت آپ نے جو ابن ہبیرہ سے مجبور ہو کے لیے اجازت لی اور آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو آپ وہاں پانچ یا چھ برس رہے۔ وہاں سے آپ کو یہ اجازت مل گئی کہ ابھی ان کی حکومت تک یہاں رہیں پھر آپ واپس وطن لوٹیں۔ اس وقت عباسیوں کی حکومت تھی۔ واپسی پر بھی آپ کو عراق کی عدالت عظمیٰ کے قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیشکش قبول کرنے کو کہا گیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا جس خلیفہ منصور نے اس معاملہ میں بہت جبر کیا کہ آپ عہدہ دار القضاۃ میں جا کر بیٹھے۔ اور ایک مقدمہ پیش ہوا۔ جس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور اسی بنا پر آپ نے چند گھنٹوں کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور آخری وقت ۱۵۰ ہجری میں آپ کو کھانے میں زہر دیا گیا۔ آپ روزہ سے تھے آپ کو موت سے لگنے لگے۔ آپ بے ہوش ہو گئے آپ نے ذرا سی ہوش سنبھالی تو آپ فوراً سجدہ میں گر پڑے۔ اور عالم سجدہ میں آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے جنازے میں پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے۔ مگر چونکہ اس ہجوم عظیم کے لیے ایک وقت نماز جنازہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ تنگی کی گئی۔ لہٰذا کئی مرتبہ بعد دوپہر تک جنازہ پڑھا گیا۔ اور اس کے بعد بیس روز تک برابر آپ کے جنازہ میں لوگ شریک ہوتے رہے۔ اور جنازہ آپ کی قبر کے پاس ایک ہی جگہ ادا کیا جاتا۔ وصال کے وقت آپ کے شاگردوں کی تعداد سات سو تھی۔ آپ کے صاحبزادے کا نام حماد تھا۔ اور آپ کے پوتے کا نام اسماعیل رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ اپنے استاد

کی اس حد تک عزت کرتے تھے کہ آپ نے کبھی ان کے مکان کی طرف پاؤں تک نہ کئے حالانکہ ان کے استاد کا دولت خانہ آپ کے گھر سے سات گلی دور کے فاصلہ تک تھا۔

امام محمد بن ادریس الشافعی نے امام الاعظم کی بے حد تعریف کی آپ نے فرمایا کہ جب کبھی مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہوا۔ میں نے فوراً آپ کی قبر پر جا کر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور اللہ تعالیٰ نے میری حاجت پوری فرمائی آپ کی قبر کافی عرصہ تک بغیر کسی تزئین کے رہی بالآخر ۴۵۹ ہجری میں سلطنت عثمانیہ کے عہد میں آپ کے روضہ کی تزئین ہوئی۔

آپ نے دوران حیات فرائض اور شروح پر کافی کتب لکھی ہیں اور ان کی تصدیق پر بھی کئی کتب لکھی جا چکی ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے کئی مجتہد تھے۔

عثمانیہ عہد کے اندر حنفی عقیدہ دور دراز تک پھیلا اور یہ عقیدہ اس وقت کا سرکاری مذہب تھا اور آج بھی عالم اسلام کے اندر نصف سے زیادہ مسلمان حضرات اسی مذہب حنفی کے پیروکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝ (۶-۱۶۱)

"تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے"۔

آپ اس آیت مبارکہ کو غور سے سمجھئے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مضبوط دین حضرت ابراہیم کا ہی دین ہے اور اس بارے میں وہ کسی کو شریک لانے والا نہ سمجھتے تھے۔

آپ کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ میری امت کے اندر ایک ایسا انسان پیدا ہوگا جس کا چہرہ روز حشر کو منور ہوگا اس کی کنیت ابوحنیفہ اور

نام نعمان بن ثابت ہوگا۔ وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو آگے چلائے گا۔ میری امت میں سے ہر صدی میں اولیاء پیدا ہوا کریں گے اور ان میں سے ہر صدی کے اندر ایک مجدد بھی ہوا کرے گا۔ ان میں سے ابوحنیفہ زیادہ درجوں کا مالک ہوگا۔ دیکھئے کتاب

”ہدایت موضوعات العلوم“

اس کتاب کے اندر یہ بھی درج ہے کہ میری امت میں سے ایک ایسا انسان پیدا ہوگا جس کا نام ابوحنیفہ ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک خوبصورت سا نشان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو حق سے نوازے گا اور تجدید اسلام ان کے ہاتھوں سے کروائے گا۔

آپ کے بارے میں جناب علی المرتضیٰ نے بھی فرمایا تھا۔ آؤ میں تم کو ایک انسان کے متعلق بتاؤں جس کا نام ابوحنیفہ ہے اور وہ کوفہ میں پیدا ہوں گے ان کا دل اللہ کے نور سے روشن ہوگا اور وہ علم و حکمت دین کے بے پناہ عالم ہوں گے۔ امام شافعی نے فرمایا آپ تو آپ، آپ کے بچے بھی علم فقہ کے ماہر ہیں اور وہ بھی آپ کے پیروکار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے روضہ کی ہر روز زیارت کرتا ہوں اور دو رکعت نماز ادا کر کے کسی بھی مشکل کے لیے وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔

شخصیت و کردار

امام صاحب اپنے حلقے کے شاگردوں کا بطور خاص خیال رکھتے اور ان کی بھرپور مالی امداد کرتے تھے۔ خود قاضی ابو یوسف کی مثال سامنے ہے کہ امام صاحب نے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی دس بیس سال تک مالی کفالت کی۔ اسی طرح ان کے ایک نامور شاگرد حسن کا بیان ہے کہ امام صاحب باقاعدہ وظیفہ دیتے رہے جب تک وہ دوسروں پر محتاج نہ ہوں گے۔ (دین و ہدایت ص ۲۰۱۔۲۰۲)

آپ رزق حلال پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے آپ کا وسیع پیمانے پر کپڑے کی تجارت تھی۔

لاکھوں کا کاروبار تھا۔ بڑے بڑے سوداگروں سے آپ کا لین دین تھا مگر دیانت و امانت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ کہ ان کے خزانہ میں جب تک بھی ناجائز ذرائع سے داخل نہ ہو سکے۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے گماشتے کے ذریعہ تھان بازار میں فروخت کرنے کے لیے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں تھان میں دھاگہ کا فلاں عیب ہے خریدار کو آگاہ کر دینا۔ مگر گماشتہ کو فروخت کرتے وقت اس بات کا خیال نہ رہا۔ کئی روز کے بعد جب امام نے گماشتہ سے ان تھانوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ گماشتہ نے خریدار کو تھانوں کے عیب سے آگاہ نہیں کیا تو انہوں نے بہت افسوس کیا اور اس بد دیانتی کی تلافی کے لیے تمام کپڑے کی قیمت جو تیس ہزار درہم کے لگ بھگ تھی سب کی سب غربا و مساکین میں خیرات کر دی۔ علاوہ ازیں آپ ہر جمعہ کو ۲۰ سونے کی اشرفیاں غربا میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ بزنجان قبیلہ کے لوگوں نے کوفہ پر حملہ کیا اور وہاں سے بھیڑیں چرالیں۔ آپ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے سات سال تک بھیڑ کا گوشت نہ کھایا۔ مبادا چوری کی بھیڑ فروخت ہونے کے بعد ذبح نہ کر دی گئی ہو اور میں اس میں سے گوشت خرید لوں کیونکہ بھیڑ کی عمر تقریباً سات سال ہوا کرتی ہے۔

آپ صبح کی نماز مسجد میں ادا کرتے اور دوپہر تک اپنے پیروکاروں کو ہر سوال کا جواب دیتے اور پھر بعد از ظہر علوم مذہب حنیفہ شام تک پڑھاتے۔ پھر گھر جاتے۔ تھوڑا سا آرام فرماتے۔ پھر مسجد میں عشاء کی نماز ادا کرتے۔ حتیٰ کہ نماز کے بعد نوافل پڑھتے پڑھتے صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ آپ نے ۴۰ برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی ہے۔ وہ شب بیدار تھے۔ اور یاد خدا میں مصروف رہتے۔ آپ نے ۵۵ مرتبہ فریضہ حج ادا کیا آپ کی عمر صرف ۷۰ برس ہے آپ کی پیدائش سن ۸۰ ہجری اور وفات ۱۵۰ ہجری ہے۔


بہار شریعت
احکام شریعت
جوہر شریعت
اکبر بک سیلرز